عہد حاضر کے سلگتے ہوئے حساس موضوعات پر فکر انگیز تحریریں

قلم کی جسارت

خاندانی نظام، حجاب اور تہذیب و ثقافت، کلیسا کا نظام
تعلیم، جدید روشن خیالی، اسلامی تہذیب و ثقافت
تہذیبوں کا تقابل، وفاداری و بغاوت، فحاشی و عریانیت
جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ایک نادر اور نایاب کتاب

از
صاحبزادہ محمد اسمٰعیل احمد بدایونی

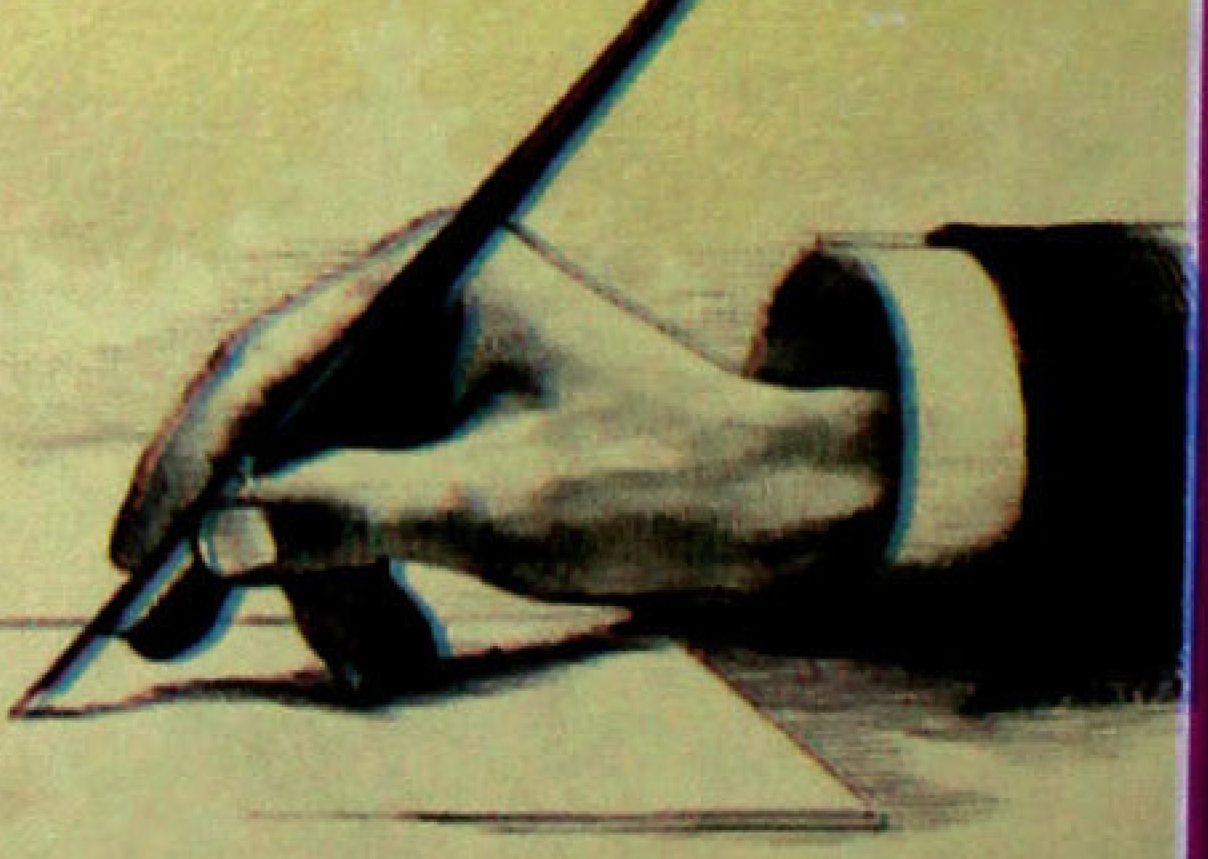

زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ہ لاہور

Marfat.com

عہدِ حاضر کے سلگتے ہوئے حساس موضوعات پر فکر انگیز تحریریں

قلم کی جسارت

خاندانی نظام، حجاب اور تہذیب و ثقافت، کلیسا کا نظام
تعلیم، جدید روشن خیالی، اسلامی تہذیب و ثقافت
تہذیبوں کا تقابل، وفاداری و بغاوت، فحاشی و عریانیت
جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ایک نادر اور نایاب کتاب

از
صاحبزادہ محمد اسمٰعیل احمد بدایونی

زاویہ پبلشرز
(C-8 محی الدین بلڈنگ) داتا دربار مارکیٹ، لاہور
فون: 042-7248657
موبائل: 0300-4505466 - 0300-9467047
Email:zaviapublishers@yahoo.com

Marfat.com

زاویہ پبلشرز

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2009

بار اوّل ——— 1000

ہدیہ ——— [redacted] روپے

زیرِ اہتمام ——— **نجابت علی تارڑ**

لیگل ایڈوائزرز

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

ملنے کے پتے

کتاب گھر، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5552929

اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5536111

احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ قادریہ، پُرانی سبزی منڈی، کراچی 0213-4944672

مکتبہ برکات المدینہ، بہادر آباد، کراچی 0213-4219324

مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی 0213-2216464

حنفیہ پاک پبلی کیشنز، کھارادر، کراچی

مکتبہ سخی سلطان، حیدر آباد 0321-3025510

مکتبہ قادریہ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ 055-4237699

مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ لاہور 0423-7226193

کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، ملتان 061-4545486

مکتبہ ابوحنیفہ، جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور 0300-4986439

قادری کتب خانہ، قائداعظم روڈ میلسی 0307-6666422

Marfat.com

فہرست

- تقریظ جمیل 7
- **باب نمبر1** 9
- حجاب اور تہذیبی و ثقافتی دہشت گردی 9
- مصر میں حجاب کی مخالفت 10
- افغانستان میں حجاب کی مخالفت 11
- بخارا میں حجاب کی مخالفت 11
- ایران میں حجاب کی مخالفت 13
- ترکی میں حجاب کی مخالفت 14
- فرانس میں اسکارف کی مخالفت 16
- حجاب اور نو مسلم خواتین 20
- **باب نمبر2** 27
- فحاشی و عریانیت کے پرمٹ 27
- اقوام متحدہ اور تحریک حقوق نسواں 32
- **باب نمبر3** 37
- کون سے بند سے سیلاب وفا رکتا ہے 37
- **باب نمبر4** 46
- وفاداری و بغاوت 46
- **باب نمبر5** 54

Marfat.com

فکر و تدبر کا افلاس	54
اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش اور قرآن حکیم	57
طلاق سے قبل اصلاحِ حال کی تدابیر	58
اصلاح کی پہلی تدبیر	59
اصلاح حال کی دوسری تدبیر	59
اصلاح حال کی آخری تدبیر	61
حکم کا اختیار	63
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں ایک مقدمہ	64
اسلام کا قانون طلاق	65
اسلام میں طلاق دینے کا طریقہ	67
طلاق دینے کا قاعدہ	68
اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اور اس کے محرکات	69
سفارشات کے خارجی محرکات	74
سفارشات کے اثرات	78
نجات کا راستہ	79
باب نمبر 6	82
اسلامی تہذیب وثقافت پر شب خون	82
باب نمبر 7	91
کلیسا کا نظام تعلیم اور دینی مدارس	91
اندلس میں مسلمانوں کے کارنامے	113
دینی مدارس	128
فرقہ واریت	130
دہشت گردی	136

Marfat.com

- پسماندگی 140
- جدید تعلیم سے بے بہرہ 142
- چندہ کا الزام 144
- **باب نمبر** 8 148
- خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر 148
- عورت کا مقام 149
- **باب نمبر** 9 159
- روشن خیالی کا پوسٹمارٹم 159
- محاکمہ 172
- **باب نمبر** 10 174
- تہذیبوں کا تقابل 174
- **باب نمبر** 11 181
- علماء کا استیصال استعمار کا ہتھکنڈہ 181
- علماء کا علمی استیصال 190
- علماء کا معاشی استیصال 194
- علماء کا نفسیاتی استیصال اور تحقیر 195
- علماء کی کردار کشی 196
- علماء کی آڑ میں اسلام کی مخالفت 199
- **باب نمبر** 12 207
- زخموں سے رستا لہو 207

Marfat.com

تقریظ جمیل

مبلغ اسلام، یعسوب العلماء، آبروئے حق وصداقت
محسن اہلسنت، پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس فقیر نے جناب محمد اسماعیل بدایونی سلمہٗ کا تحریر کردہ کتابچہ بعنوان ''حجاب اور تہذیبی وثقافتی دہشت گردی'' کو کہیں کہیں سے دیکھا، موصوف نے مغرب کی اسلام دشمنی کو اور ان کے دوہرے معیار کو واضح کیا ہے کہ مغرب میں مسلمان خواتین کے حجاب پر تو واویلہ کیا جاتا ہے جبکہ عیسائی نن کے اپنے مذہب کے مطابق اسکارف پہننے پر کوئی پابندی نہیں۔ ہم اور مسلم ممالک کے حکمران اگر اسلامی اقدار کی حفاظت میں اپنا کردار کما حقہ ادا کریں تو اس یلغار کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقہ و طفیل موصوف کی اس سعی کو قبول فرمائے۔

Marfat.com

لکھو کہ تابع شاہی نہیں مزاج عوام
شکست کھا کے رہے گی چراغ سے ہر شام
ہر ایک عہد میں ہوں گے ہزار گل اندام
ہر ایک عہد میں عشق پر آئے گا الزام
جہاں بھی مطلع حق پر سحاب اٹھے گا
کسی قلم سے کوئی آفتاب اٹھے گا

Marfat.com

باب نمبر 1

حجاب اور تہذیبی و ثقافتی دہشت گردی

ہاں بنی نوع انسان کی تاریخ میں ایک نیا باب کھل گیا۔اقوام و مذاہب عالم کے سمندروں میں طوفان حوادث نے تباہی و بربادی مچائی ہوئی ہے......عمل اور انکشاف کی دنیا میں ایک ہیجان برپا ہے... موت و حیات کی کشمکش شروع ہو گئی ہے...... مظالم، ناانصافیاں، دہشت گردی، خونی ہنگامہ آرائی مشرق کو مغرب میں تبدیل کرنے کے لیے پنجہ آزما ہو رہی ہیں۔

ہاں ایک شور اور ایک طوفان ہے جو پاکستان، ایران، امریکہ، فرانس اور یورپ میں اٹھ رہا ہے اور شمال کو جنوب اور جنوب کو شمال اور مشرق کو مغرب بنانے کے درپے ہے...... صدیوں بعد اب شہادت گاہیں سنسان مقامات پر قائم ہو گئی ہیں دار و رسن کی خونی اور وحشیانہ نمائش گاہیں سر بازار کھل گئیں ہیں۔جانوں کی قیمت اور خون ریزی کے بازار بھی سجا دیئے گئے ہیں۔

اہل اسلام کا خون پانی سے بھی زیادہ سستا ہو چکا ہے سولی پر چڑھی ہوئی لاشیں یہ صدائیں لگا رہی ہیں۔

اے اسلام کے نام لیواؤ!

اے روضہ رسول کے پاسبانو!

خواب غفلت سے جاگو کیا دیکھتے نہیں آج مغرب نے کمر باندھی ہے کہ ممالک

Marfat.com

اسلامیہ کو نسیت و نابود کر دے ان کی تہذیب و تمدن کے سوتے خشک کر دے ان کو ان کی اسلامی اقدار سے دور کر کے ان کو اپنے جیسا وحشی بنا دیں۔

عزیزان گرامی!

اسلامی تہذیب و ثقافت سے کسی کا کیا جاتا ہے جو وہ اس کے درپے ہیں۔

اگر مسلمان عورت خود کو حجاب میں محفوظ تصور کرتی ہے تو ان کا کیا بگڑتا ہے۔ اور اگر عیسائی نن اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے اسکارف سر پر لینے پر آزاد ہے تو باپردہ عورتوں کو مطعون کیوں کیا جاتا ہے ان پر کفن پوش، دقیانوسیت کی پھبتیاں کیوں کسی جاتی ہیں میڈیا کے ذریعے ان کی پاکیزہ ثقافت پر طعن و طنز کے تیر کیوں برسائے جاتے ہیں؟

کیا ان خواتین کو جینے کا کوئی حق نہیں؟

ذرا سوچیئے!

یہ یہود و نصاری کیوں اسلامی تہذیب و ثقافت کو کچلنے کے درپے ہیں۔

ملت اسلامیہ کی غیور بہنو!

یہ آج صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں یہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے اس مسئلے سے پورا عالم اسلام دوچار ہے۔

مصر میں حجاب کی مخالفت

مصر میں ترقی و روشن خیالی کے داعی قاسم امین نے آزادی نسواں کے حق میں ایک کتاب 1899ء میں "تحریر المرأة" کے نام سے شائع کی جس میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ اسلام میں بے پردگی کی مخالفت نہیں۔

اس کتاب نے مصر کی اسلامی تہذیب و ثقافت کو کچلنے میں کیا کردار ادا کیا؟ اسکندریہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین اپنی کتاب "التجاهات الوطنية فى الادب المعاصر" میں لکھتے ہیں:

"اس دعوت و تحریک کے نتیجے میں عورتوں میں بے پردگی اور بے حجابی آزادی و بے قیدی کا جو رجحان پیدا ہوا اس سے اسلامی خیال کے لوگ گھبرا گئے، عورتوں

Marfat.com

کے خیالات میں جو انقلاب آ رہا تھا قدیم آداب و رسوم باپ اور شوہر کے اقتدار کے خلاف بغاوت کا جو جذبہ پیدا ہو رہا تھا اس کو انہوں نے شدت سے ناپسند کیا وہ استعجاب اور پریشانی کے عالم میں لباس کی تبدیلیوں اور تیزی کے ساتھ ڈھیلے ڈھالے اور ساتر مصری لباس کے مقابلے میں چست و کوتاہ مغربی لباس کو دیکھ رہے تھے جو اس تیزی کے ساتھ مقبول ہو رہا تھا کہ جس کا ان کو پہلے سے کوئی اندازہ نہ تھا۔"1

افغانستان میں حجاب کی مخالفت

1960ء سے قبل افغانستان میں اسلامی ثقافت اپنی آب و تاب کے ساتھ قائم تھی حجاب کا باحیا تصور یہاں موجود تھا لیکن اسلامی تہذیب و ثقافت کے دشمنوں کی آنکھ میں یہ گلستان خار بن کر چبھنے لگا اور انہوں نے اس چمن کو روند ڈالا۔ ٹائمز آف انڈیا (Times of India) کا یورپین نامہ نگار Ritchie Colder جس نے 1963ء کے افغانی جشن استقلال میں شرکت کی تھی اس اخبار کی 28 جولائی 1963ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"تین سال قبل یہاں (افغانستان) کی عورتیں پردہ میں تھیں اس وقت اگر ایسے مواقع پر اسے باہر نکلنے کی اجازت ملتی بھی تو اسے چادر میں ملفوف ہو کر آنا پڑتا جو اسے سر سے پیر تک ڈھکے رہتی اور نقاب اس کے چہرہ کو ڈھانپے ہوئے ہوتی جس میں دیکھنے کے لئے سوراخ بنے ہوتے۔

اب یہ سب نذر انقلاب ہو چکا ہے اب بھی جشن کے مجمع میں ایسی عورتیں خاصی نظر آتی ہیں جو اب الگ تھلگ رہنے والا برقعہ پہنے ہیں وہ ابھی اس کی خوگر نہیں ہوئیں ہیں لیکن ان کو اپنا چہرہ کھلا رکھنے کی آزادی نصیب ہو چکی ہے اور اب عورتوں کی عظیم اکثریت بے نقاب ہو چکی ہے۔"2

بخارا میں حجاب کی مخالفت

عورتوں کو گمراہ کرنے کے لیے سب سے زیادہ حجاب شکنی پر زور دیا گیا اور اپنی تمام تر توانائیاں پردے کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ کیونکہ سب سے پہلے نظر بہکتی ہے پھر دل بہکتا

Marfat.com

ہے اور پھر نفس بہکتا ہے۔

اسلامی تہذیب و ثقافت کو صرف مصر اور افغانستان میں ہی کچلا نہیں گیا بلکہ بخارا میں بھی مغربی تہذیب کے نفاذ کی کوشش کی گئی۔

بخارا کے اندر جب روسی کمیونسٹ داخل ہوئے تو انہوں نے بنات اسلام کے سروں سے چادریں کھینچی ان کی عزت و آبرو کے گوہر کو لوٹا اور اس کے لیے انہوں نے معاشرے میں بگاڑ کے لیے ایسے ہتھکنڈے اپنائے کہ یہ نادان لڑکیاں ان کے جال میں پھنستی چلی گئیں۔

بخارا کی سڑکوں پر برقعوں کو جلایا گیا اور جن غیرت مند خواتین نے برقعہ اتارنے سے انکار کیا ان کے سروں سے زبردستی برقعے نوچ لیے گئے۔

بخارا کا روشن خیال انقلابی شاعر تاق ابوالقاسم لکھتا ہے۔

عیب باشد که تو در پرده و خلقے آزاد
حیف باشد که تو در خواب و جهانے بیدار
ترک چادر کن مکتب برودرس بخوان
شاخه جهل ندارد ثمرے جزادبار

''کتنی بری بات ہے کہ تم پردے میں ہو اور دنیا آزاد ہے افسوس کے تم محو خواب ہو اور دنیا بیدار ہے چادر چھوڑ و مکتب جاؤ اور تعلیم حاصل کرو۔ جہالت کی شاخ پر پسماندگی کے سوا کوئی پھل نہیں لگتا۔''3

افغانستان کے ہمسایہ ملک بخارا میں 18 مارچ 1921ء کو ایک بڑی تقریب میں برقعوں کا ڈھیر نذر آتش کیا گیا۔ پردہ ترک کروانے کے لئے مسلمان عورتوں پر تشدد سے بھی کام لیا گیا۔ اس تقریب میں پانچ ہزار مسلمان عورتیں آئیں تھیں جنہوں نے مزاحمت کی اور پردہ ترک کرنے سے انکار کیا ان کے سروں سے برقعے نوچ کر الاؤ میں ڈال دیئے گئے۔ رشتہ داروں کی منت سماجت اور ترغیب سے بالآخر انہیں بے پردگی اختیار کرنا پڑی۔

جبراً پردہ اتارنے کی مہم روسی عورتوں نے انجام دی ۱۸ مارچ کو قومی دن کی

Marfat.com

حیثیت حاصل ہوگئی اور ہر سال یہ رسم دہرا کر منائی جانے لگی۔4

غالباً ایسے ہی ایک جلسے کا حال اعظم ہاشمی مرحوم نے اپنے سفرنامہ ہجرت میں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

(ایک دن) کمیونسٹ پارٹی نے نماز مغرب کے بعد (بخارا کی) تمام بڑی بڑی مساجد میں جلسے منعقد کیے۔اہل محلہ کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی پردہ نشین بہو، بیٹیوں اور بیویوں کو لے کر مسجد میں آئیں مسلح پولیس کے سپاہی ایک سرخ فوجی کی سرکردگی میں گھر گھر گئے اور مردوں اور عورتوں کو جانور کی طرح ہانک لائے۔مسجد کے دروازے پر دو کمیونسٹ کھڑے تھے جو مستورات کے سروں سے برقعے، چادریں اور دوپٹے اتار اتار کر مسجد کے صحن میں ڈھیر کر رہے تھے رات کے دس بجے سب لوگوں کے سامنے سارے ڈھیر کو آگ لگا دی گئی اس کے بعد تقریریں شروع ہوگئیں کمیونسٹ مقررین یکے بعد دیگرے پردے کے خلاف آتشیں تقریریں کرتے اوور منہ سے جھاگ اڑاتے رہے۔ایک باشقرستانی یہودی کمیونسٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

پردہ مردوں کے ظلم کی نشانی ہے اب عورتیں آزاد ہوگئیں ہیں وہ دفتر میں نوکری کر سکیں گی۔فرغانہ کے غیور باشندے اس حقیقت کو پا چکے ہیں۔ان کی عورتیں آزادی کی نعمت سے بہرہ مند ہو چکی ہیں۔نکاح اور طلاق کا جھنجھٹ اب باقی نہیں رہا وہ مردوں کے ظلم سے آزاد بڑے آرام وسکون کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔5

ایران میں حجاب کی مخالفت

ایران میں رضا شاہ پہلوی کے دور میں برقعہ پہننے پر پابندی عائد تھی:

''ایران میں رضا شاہ پہلوی نے 1935ء میں برقع ممنوع قرار دے دیا۔''6

یہ عین وہی زمانہ تھا جب برصغیر پاک و ہند میں اکبر آلہ آبادی اور علامہ اقبال اس روشن خیالی کی صلیب کے سامنے سینہ سپر تھے۔

Marfat.com

اکبر آلہ آبادی لکھتے ہیں:

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اور علامہ اقبال کہتے ہیں:

اس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک
ہے جس کے تصور میں فقط بزم شبانہ

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید
مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

ترکی میں حجاب کی مخالفت

یہودیوں کی کٹھ پتلی کمال پاشا نے ترکی کو جدید ترکی میں تبدیل کرنے کے لیے اسلامی) تہذیب و ثقافت کو جس طرح کچلا وہ تاریخ کے صفحات پر واضح ہے اس نے ترکی ٹوپی اور سر کے ہر لباس حجاب' اسکارف کو خلاف قانون قرار دیا اور ہیٹ کا استعمال لازمی قرار دیا۔

آیئے دور حاضر میں اس ترکی کی روشن خیالی کا مطالعہ کرتے ہیں۔

جاوید چوہدری اپنے کالم زیرو پوائنٹ میں لکھتے ہیں:

''میڈم مروے کا تعلق فضیلت پارٹی سے تھا وہ 18 اپریل 1999ء کے الیکشن میں ترک پارلیمنٹ کی رکن منتخب ہوئی مئی میں حلف برداری کا موقع آیا تو مروے سر پر اسکارف لے کر پارلیمنٹ چلی گئیں یہ جدید ترکی کی 76 سالہ تاریخ کا حیران کن واقع تھا۔ کیونکہ جب 29 اکتوبر 1923ء کو ترکی آزاد ہوا تو کمال اتاترک نے عربی رسم الخط دینی تعلیم اور اذان کے ساتھ سر ڈھانپنے اور حجاب لینے پر پابندی لگادی تھی کمال اتاترک کا کہنا تھا اگر ہم ترکی کو ترقی یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسے سیکولر ثابت کرنا ہوگا اس وقت سے ترکی میں عورت کا ننگا سر اور سیکولرازم ایک ہو چکے ہیں لیکن مئی 1999ء میں مروے نے اسکارف کے ساتھ پارلمنٹ میں داخل ہو کر سیکولرازم کے ترک فلسفے کو چیلنج کر دیا مروے کی اس حرکت میں پارلیمنٹ میں زلزلہ آگیا سیکولر ارکان نے

Marfat.com

آسمان سر پر اٹھا لیا ترکی میں سیکولر ازم کی ضامن فوج نے بھی مروے کی جسارت کا سنجیدگی سے نوٹس لیا لہٰذا صدر سلیمان ڈیمرل نے مروے کی رکنیت اور شہریت دونوں منسوخ کر دیں۔ یہ ایک سیکولر سٹیٹ کا ایک ایسے آزاد شہری سے انتقام تھا جو اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا تھا 29 اکتوبر 2003ء کو یہ صورت حال ایک بار پھر شدت کے ساتھ سامنے آئی اس دن ترک قوم نے اپنا 80 واں یوم آزادی منایا، قومی دن کی روایات کے مطابق صدر ارکان پارلیمنٹ اور حکومتی عہدیداروں کے اعزاز میں ایک دعوت کرتا ہے جس میں ارکان کی بیگمات بھی شریک ہوتی ہیں لیکن اس بار کیونکہ ترکی میں طیب اردگان کی سربراہی میں ایک اسلامی جماعت جسٹس اینڈ ڈیویلپمنٹ پارٹی کی حکومت ہے اور اس پارٹی کے زیادہ تر عہدیداروں کی بیگمات سروں پر اسکارف باندھتی ہیں لہٰذا صدر کے لئے ان تمام حضرات کو دعوت دینا مسئلہ بن گیا صدر نے طویل غور و خوص کے بعد اس مسئلے کا یہ حل نکالا کہ انہوں نے حکومت پارلیمنٹ کے ارکان اور حکمران پارٹی کے چیدہ چیدہ ممبروں سے درخواست کی کہ آپ تقریب میں بیگمات کو نہ لائیں۔ صدر کے اس فارمولے کی زد میں وزیراعظم طیب اردگان بھی آ گئے کیونکہ ترکی کی خاتون اول بھی سر پر اسکارف لیتی ہیں اس اقدام پر جسٹس اینڈ ڈیویلپمنٹ پارٹی نے صدارتی تقریب کا بائیکاٹ کیا اور صدر احمد نجات سیزر نے استعفیٰ کا مطالبہ کر دیا۔" 7

انہی میڈم مروے کوا کچی کا ایک انٹرویو ماہنامہ امپکیٹ انٹرنیشنل 2001ء مارچ میں شائع ہوا اس کے چند اہم اقتباس ہم یہاں پیش کر دیتے ہیں۔

سوال... جب آپ ترکی کی پارلیمنٹ میں حجاب کے ساتھ پہلی دفعہ داخل ہوئیں تو آپ کیا سوچ رہی تھیں؟

جواب... ترک جمہوریت کی 76 سالہ تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ دو عورتیں جو حجاب لیتی تھیں ترک پارلیمنٹ میں منتخب ہو گئیں۔ نسرین اونال ایسی دوسری

پارلیمنٹ تھیں انہیں اسکارف اتارنے پر مجبور کردیا گیا سب سے پہلی ہونے کی وجہ سے بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ گو کہ میں ان ۷۰ فیصد ترک خواتین کی نمائندگی کر رہی تھی جو اسکارف پہنتی ہیں لیکن ملک میں ایک اقلیتی اشرافیہ ایک طویل عرصے سے حکومت کر رہا ہے جو لوگ اس طبقے سے متعلق ہیں وہ کھلے ذہن کے مہذب جمہوری نہیں کہ ان لوگوں کا احترام کرسکیں جو ان کی طرح کپڑے نہیں پہنتے اور ان کی طرح سوچتے نہیں۔ مجھے ان کی جانب کی طرف سے مخالفت کی توقع تھی لیکن مجھے اس کا تصور نہیں تھا کہ یہ اتنی تہذیب دشمن اور ظالمانہ ہوگی۔

ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا:

''میں اب اپنی نمائندگی نہیں کرتی میں ترکی کی مظلوم قدامت پسند خواتین کی آواز ہوں جو ۲۵ سال سے موجود ہیں اور ان سے اس لئے امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے کہ وہ حجاب پہننا چاہتی ہیں انہیں مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے کیریئر اور مذہب میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں ان کی کوئی آواز نہیں ہے میں ان کی آواز کو ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت سے جہاں تک لے جاسکوں لے جانا چاہتی ہوں۔'' 8

عزیزان گرامی!

حجاب ان روشن خیالوں کے لئے کیا مسائل پیدا کر رہا ہے جو یہ اس کی مخالفت میں زمین آسمان ایک کردینے کے درپے ہیں۔

یہ اسلامی تہذیب و ثقافت کی اس درجہ کیوں مخالفت کر رہے ہیں ہم آگے اس کو تفصیلاً بتائیں گے۔

فرانس میں اسکارف کی مخالفت

فرانس کے وزیر داخلہ چارلس پاسقوا اور وزیر تعلیم فرینکوائس بائرو (francois bayrow) نے تمام پبلک اسکولوں میں زیر تعلیم مسلمان طالبات پر حجاب پہننے پر پابندی لگا دی۔ اور پھر فرانس میں اسکارف اوڑھ کر تعلیم حاصل کرنے پر ان کو اسکول سے خارج کردیا

Marfat.com

گیاان پر تعلیم کے دروازے بند کر دیئے گئے۔

فرانسی وزیر داخلہ نے اپنی پارلیمنٹ کو بتایا کہ تشویش ناک بات یہ ہے کہ اسلامی عقائد کو ہمارے معاشرتی رسم ورواج کا حصہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

عزیزان گرامی! آپ نے ملاحظہ کیا کہ اسلامی تہذیب وثقافت کو کچلنے کے لئے پوری دنیا یہود ونصاریٰ اوران کے مہروں نے اپنی پوری طاقت استعمال کی......

لیکن اس تہذیبی وثقافتی دہشت گردی پر کسی روشن خیال اور ترقی پسند نے اپنے قلم یا زبان سے مذمت نہیں کی

آخر کیوں؟

کیا مسلمانوں کو اپنی تہذیب وثقافت کے ساتھ زندہ رہنے کا حق نہیں۔

دوستو!

یہاں یہ بھی بتا تا چلوں کہ حجاب، اسکارف فرانس کے سیکولر نظام سے متصادم نہیں۔ اوراگر ہے تو وہاں عیسائی بچے صلیب اور یہودی طالب علم اپنے سروں پر مخصوص ٹوپی کیوں پہنتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت کی درج ذیل رپورٹ ملاحظہ فرمایئے:

''یادر ہے کہ فرانس کے اسکولوں میں بچیوں کو صلیب لٹکانے اور سر پر مخصوص ٹوپی پہننے کی اجازت ہے عیسائیوں اور یہودیوں کی مخصوص مذہبی علامات ہیں۔''9

ملت اسلامیہ کی باوقار بیٹیو!

پردہ ان کو کیوں کھٹکتا ہے اس لئے کہ حجاب ان کے دیگر مقاصد کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، فحاشی، لہوولعب، موسیقی، فلم اور خاندانی انتشار کے راستے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔

لازمی سی بات ہے جب عورت بے پردہ ہوگی تو اس کے چہرے پر غلیظ نظریں بھی پڑیں گی۔ اور جب میڈیا کے ذریعے فحاشی وعریانیت کا سیلاب اور حکومتوں کے ذریعے زنا کاری کے پرمٹ جاری ہوں گے اور آزادانہ اختلاط کن فتنوں کو جنم دے گا وہ آپ پر پوشیدہ نہیں...... اوراس کے جو خوفناک نتائج بن بیاہی کنواری ماؤں کی صورت میں نکلیں گے اس

Marfat.com

کے لئے مغرب کی مثال آپ کے سامنے موجود ہے۔

عزیزان گرامی!

اس دہشت گردی میں مغرب کے اہل قلم ہی نہیں بلکہ اس غیر ملکی ثقافت کو عام کرنے کے لئے اوران کو پھیلانے کے لئے ملک کے بڑے بڑے ادباء اہل قلم اور مصنفین رضا کارانہ طور پر اپنی خدمت پیش کرر ہے تھے۔اوراس مہم کوتیز کرنے میں قلمی مزدوروں کی بھی کمی نہ تھی۔

ان کے لئے تو میں اتنا ہی کہوں گا:

کہاں یہ اشک کہاں تاجرانِ جشن طرب | کہاں مقام سخن اور کہاں سیاست شب
کہاں ز،ان ومکاں اور کہاں عراق وعرب | کہاں رجز کی بلندی کہاں سلے ہوئے لب
ذراسی ۔ھوپ میں اگر پگھل گئے کچھ لوگ | حدودِ شام وسحر سے نکل گئے کچھ لوگ

اوران ہی قلمی مزدوروں نے یہ تاثر دیا کہ کلچر کا تعلق مذہب سے نہیں۔ایک ادیب یوں رقم طراز ہیں:

”مسلم کلچر نام کی کوئی چیز نہیں۔ہر مسلمان کا کلچر دوسرے سے مختلف ہے تمام مسلمان مما لک میں دینی اعتقادات بے شک ایک ہیں لیکن ان کا کلچر ایک نہیں ہوسکتا۔“10

یہ تہذیب وثقافت کو زمین سے وابستہ کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی اخوت کا شفاف آئینہ چکنا چور ہو گیا اس افسوس ناک حقیقت کا ادنیٰ سا منظر ہر سال پاکستان میں دیکھا جاتا ہے کہ یوم آزادی کے دن پاکستان کے مسلمان سندھی، ہندوسندھیوں سے یکجہتی کے لئے کنٹرول لائن کی طرف جاتے ہیں وہ ان حد بندیوں کوتوڑ دینا چاہتے ہیں لیکن دوسرے صوبوں کے پنجابی، پٹھان، مہاجر کا وجود انہیں برداشت نہیں۔یہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔

اسی طرح ایک اور قلمی مزدور اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

”عصر حاضر میں اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی معاشرے میں جلباب یا دوپٹے کے بغیر راہ چلتی عورت کو کوئی تنگ نہیں کرتا تو کیا وہاں بھی چادر اور

Marfat.com

دوپٹہ اوڑھنا ضروری ہو جائے گا۔ میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ اکثر غیر ملکی مہذب معاشروں میں مسلمان عورتیں کسی محرم کے بغیر بلا خوف وخطر طویل سفر اختیار کر سکتی ہیں اور کوئی نامحرم ہمسفر اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔'' 11

وارث میر صاحب کے مضمون پر میں کیا تبصرہ کروں روزنامہ جنگ کی یہ رپورٹ ملاحظہ کیجئے:

''اس وقت مہذب دنیا میں ہر ۴۵ سیکنڈ کے بعد ایک عورت کو بے آبرو کر دیا جاتا ہے۔'' 12

اس بات کا اعتراف تو پردے کی مخالف بے نظیر بھٹو نے بھی کیا ہے لکھتی ہیں:

''ہماری ابتدائی کلاس میں ہمیں زنا بالجبر کے خطرات کے متعلق جو لیکچر دیئے جاتے تھے، ریڈ کلف میں سن کر وحشت ہوتی تھی۔ میں نے امریکہ آنے سے قبل زنا بالجبر کے بارے میں کبھی سنا تک نہیں تھا اور اب اس امکان کی وجہ سے میں اگلے چار سال کبھی رات کو اکیلی گھر سے باہر نہیں نکلی۔'' 13

محترمہ کے اس بیان سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ پاکستان میں جس جرم کے متعلق بے نظیر نے سنا تک نہیں تھا امریکہ کے بے لگام معاشرے میں ایک ہولناک حقیقت تھا۔

عزیزان گرامی!

یہ اسلامی تہذیب وثقافت کو اس لئے مٹانا چاہتے ہیں کہ کہیں ان کے حرص وہوس کے بے قابو نفس جن کے لئے عورت ایک دل لبھانے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ان کے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ انہیں سیکولر نظام کی پرواہ نہیں بلکہ اپنی بدمست جوانی کی سفلی خواہشات کی پرواہ ہے۔ کیونکہ یہ جانتے ہیں اسلامی تہذیب وثقافت اپنے اندر کتنا بڑا ظرف رکھتی ہے۔

عزیزان گرامی!

اسلامی تہذیب کو دیکھنا ہو تو یورپ کی نشاۃِ ثانیہ کا منظر نگاہوں کے سامنے لے آیئے

Marfat.com

ہم یہاں صرف چند ایک اقتباس پیش کرتے ہیں کہ کس طرح یورپ کی خواتین کے لئے اسلامی ثقافت، حجاب کی اہمیت تھی۔

رابرٹ بریفالٹ لکھتا ہے:

''سسلی کے پایہ تخت میں تین ہزار سے زیادہ جامہ باف تھے ان کی تیار کردہ عباؤں، قباؤں اور چادروں پہ قرآنی آیات بھی ہوتی تھیں جنہیں عیسائی بادشاہ اور پادری فخر سے پہنتے تھے سسلی میں عیسائی عورتیں نقاب اوڑھتی تھیں۔'' (14

مزید آگے لکھتے ہیں:

''اسلامی تہذیب نے حیاتِ مغرب کے ہر پہلو پر اثر ڈالا ان لوگوں کے لباس بدل گئے۔ طور طریقے تبدیل ہو گئے تعمیرات میں مشرقیت آگئی عورتوں کا احترام بڑھ گیا اور انہوں نے حریص نگاہوں سے بچنے کے لئے نقاب اوڑھ لئے۔''15

جو عیسائی لڑکیاں شاہی محل میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ مسلم کنیزوں کی نیکی، پاکیزگی اور نماز سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتی ہیں۔ 16

آیئے اس زندہ حقیقت کو دور حاضر میں ملاحظہ فرمایئے:

حجاب اور نومسلم خواتین

نومسلم ہندو دوشیزہ کملا داس جن کا اسلامی نام ثریا ہے ایک انٹرویو میں اس سوال پر کہ آپ کو اسلام میں سب سے زیادہ پرکشش بات کیا لگی؟ کہا:

''مجھے مسلمان عورتوں کا برقعہ بہت پسند ہے، میں پچھلے ۲۴ برسوں سے پردے کو ترجیح دے رہی ہوں، جب کوئی عورت پردے میں ہوتی ہے تو اس کو احترام ملتا ہے، کوئی اس کو چھونے اور چھیڑنے کی ہمت نہیں کر سکتا اس سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے''۔ 17

ثریا نے اب برقعہ کا استعمال بھی شروع کر دیا ہے وہ پردے کے بغیر زندگی کو آزادی نہیں سمجھتی بلکہ ایسی آزادی کو عورت کے لئے زہر قاتل سمجھتی ہے اس نے اس سوال پر کہ کیا برقعہ آپ کی آزادی کو متاثر نہیں کرتا؟ کہا:

Marfat.com

"مجھے آزادی نہیں چاہئے، اب تو آزادی میرے لئے ایک بوجھ بن گئی ہے، مجھے اپنی زندگی کو باضابطہ اور باقاعدہ بنانے کے لئے گائیڈ لائن کی ضرورت تھی، ایک خدا کی تلاش تھی جو تحفظ دے پردے سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے، پردہ تو عورت کے لئے بلٹ پروف جیکٹ ہے"۔18

نومسلم عیسائی خولہ لگا تا کہتی ہیں:

"پہلے مجھے حیرت ہوتی تھی کہ مسلم بہنیں برقعے کے اندر کیسے آسانی سے سانس لے سکتی ہیں۔ اس کا انحصار عادت پر ہے، جب کوئی عورت اس کی عادی ہو جاتی ہے تو کوئی دقت نہیں ہوتی، پہلی بار میں نے نقاب لگایا تو مجھے بڑا عمدہ لگا۔ انتہائی حیرت انگیز، ایسا محسوس ہوا گویا میں ایک اہم شخصیت ہوں، مجھے ایک ایسے شاہکار کی مالکہ ہونے کا احساس ہوا جو اپنی پوشیدہ مسرتوں سے لطف اندوز ہو، میرے پاس ایک خزانہ تھا جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا، جسے اجنبیوں کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔"19

نومسلم دوشیزہ صوفی رولڈ کی سرگزشت:

"میں نے سر ڈھانکنا شروع کیا تو میرے باپ کا تبصرہ یہ تھا کہ "بڈھی کھوسٹ لگنے لگی ہو"۔ یہ تبصرہ آج کل عام ہے، لوگ سر پر اسکارف باندھنا ترک کر چکے ہیں، اس لیے شاید وہ مجھے عجوبہ سمجھتے ہیں بہرحال میں تو اپنے آپ کو عجوبہ نہیں سمجھتی ہوں میں مسلمان ہوں اور اس طرح میں ناروے میں غیر ملکی سی ہو گئی ہوں۔ میرے مسلم احباب زیادہ تر عرب یا پاکستانی ہیں، اس ماحول میں مجھے گرم جوشی، تدبر اور دانائی ملتی ہے، ایسی دانش جو ناروے کے انفرادیت پرست ماحول سے کوسوں دور ہے۔"20

عزیزان گرامی!

انہیں اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں اسلام عالمی مذہب نہ بن جائے اور وہ خواب جو یہودی دنیا پر حکومت کرنے کا دیکھ رہے چکنا چور نہ ہو جائے۔ اس لئے اسلامی تہذیب و

Marfat.com

ثقافت کو کچلنے کی یہ مہم جاری وساری ہے

بنات اسلام!

کیا پردہ ایک ظلم ہے؟

کیا حجاب ایک جبر ہے؟

کیا برقعہ ایک قید خانہ ہے؟

اگر یہ ظلم ہے تو ہر عورت کے ساتھ ظلم ہے.....اگر یہ جبر ہے تو ہر عورت کے ساتھ جبر ہے.....اگر یہ قید خانہ ہے تو ہر عورت کے لیے قید خانہ ہے۔

خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی، یہودی ہو یا مشرک۔

لیکن! ذرا سوچئے!

ظلم وستم، جبر وقید خانے کا پروپیگنڈہ صرف مسلم ممالک میں کیوں؟

مسلم خواتین ہی اس پروپیگنڈے کا شکار کیوں؟

کیا عیسائیت میں ننیں اپنے سروں کو اسکارف سے ڈھانپ کر نہیں رکھتیں؟

اگر یہ جبر ہے تو یہ ایک عیسائی نن پر بھی جبر ہے۔

لیکن یہ نن خواہ برطانیہ کی ہو یا فرانس کی، اٹلی کی ہو یا جرمنی کی جب سر پر اسکارف لیتی ہے تو پورا یورپ اسے جھک کر سسٹر یا مدر کہتا ہے لیکن یہی اسکارف ترکی، انڈونیشیاء، ملائشیاء، سودی عرب اور پاکستان کی عورت سر پر رکھ لیتی ہے تو اسے نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اسے جاہل، گنوار، غیر ترقی یافتہ اور فنڈامنٹلیسٹ کہا جاتا ہے۔

بنات اسلام!

کیا اسکارف ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

کیا پردہ روشن خیالی کے لیے خطرہ ہے؟

کیا حجاب وسعت فکر کے لیے زنجیر ہے؟

عزیزان گرامی!

اس وقت پورے یورپ میں چھوٹے بڑے ۷ لاکھ چرچ اور مذہبی اسکول ہیں۔

Marfat.com

امریکہ کے اندر ایک لاکھ ۲۲ ہزار چرچ ہیں۔ ان ۸ لاکھ ۲۲ ہزار چرچوں میں ۲۶ لاکھ ننیں (سسٹرز اینڈ مدرز) ہیں اور یہ تمام ننیں اپنے سروں پر اسکارف لیتی ہیں اور برقعہ نما ڈھیلا ڈھالا گاؤن پہنتی ہیں اگر ان کے گاؤن اور اسکارفوں کے باوجود وہاں ترقی ہوئی۔ تو مسلم دنیا ترقی نہیں کرسکتی؟

بنات اسلام! یہ حجاب کے خلاف تہذیبی وثقافتی دہشت گردی اس لیے ہے کہ
تم سے تمہاری قوم کا مستقبل وابستہ ہے!
تمہاری گود سے صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم کی صورت میں فلاح امت کی صبحیں پھوٹ سکتیں ہیں۔
تمہاری غیرت ارتقاء وبقا کی تاریخ رقم کرسکتی ہے۔
تمہاری حیا، زندگی کے چمن میں بہار کے شگوفے کھلا سکتی ہے
تمہارے رتجگے ملت کا مقدر جگا سکتے ہیں۔
دختران ملت!

اس جنگ میں تمہارا کردار بھی بہت اہم ہے۔ تمہیں اپنی پاک تہذیب وثقافت میں نقب لگانے والوں کو بے نقاب کرنا ہے خود بھی اسلامی تہذیب پر عمل پیرا رہنا اور دیگر مسلمان دوشیزاؤں کو بھی اسلامی ثقافت سے ہم آہنگ کرنا ہے...... تمہارے سر سے چادریں اور تمہارے چہروں سے نقاب کھینچنے کے لئے اگر مغرب کے ہاتھ بڑھتے تو تمہارے بھائی ان ہاتھوں کو کاٹ ڈالتے...... تمہارے برقعوں کو جلانے کے لئے اگر کوئی آگ سلگاتا تو ہم اسے اسی آگ میں جلا ڈالتے۔

ہمیں کمینے دشمن سے واسطہ ہے جس نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے...... نام نہاد ادیبوں کے ذریعے...... عقل سے پیدل دانشوروں کے سہارے...... اور روشن خیال حکمرانوں کے بل بوتے پر تمہاری تہذیب وثقافت پر شب خون مارنے کی تیاری کی...... یہ شب خون، یہ حملہ تمہارے سروں سے چادریں اپنے ہاتھوں سے نہیں کھینچے گا بلکہ تمہارے ذہنوں کو اس روشن خیالی کے لئے میڈیا کے ذریعے اور زرد صحافت کے ذریعے...... عاصمہ جہانگیر اور حنا

Marfat.com

جیلانی جیسی عورتوں کے ذریعے تمہارے ذہنوں کو پراگندہ کر کے نوچ جائیں گے بس فرق اتنا ہوگا پہلے تمہیں بے آبرو کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا کرتے تھے اور آج تم بے آبرو ہونے کے لئے خود تیار ہوگی۔

سازش بہت ہولناک ہے میرا قلم اس کو لکھنے سے عاجز ہے اس جنگ کو تمہارے بھائی ایک حد تک لڑ سکتے ہیں...... یہ جنگ تمہیں خود لڑنی ہوگی...... اور اگر تم اس جنگ میں ثابت قدم رہیں تو قسم خدا کی! تمہاری قوم پھر بامِ عروج پر اپنا جھنڈا لہرائے گی۔

تمہیں ہمت نہیں ہارنی، جنگ شروع ہو چکی اب ہمت کے ساتھ استقامت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے تیار رہو۔

شکستِ ظلمتِ ہمت شکن مبارک ہو ! یہ فتحِ روشنئ فکر و فن مبارک ہو
مبارک اہل قلم کو قلم کی آزادی صداقتوں کا دوبارہ چلن مبارک ہو

Marfat.com

ماخذ و مراجع

1- مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش، از ابو الحسن ندوی صفحہ 147، 146 ناشر، مجلس نشریات اسلام بحوالہ الاتجاہات الوطنیۃ فی الادب المعاصر، ج2 صفحہ 235

2- مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش، صفحہ 35 بحوالہ ٹائمز آف انڈیا

3- اُف یہ پادری از محمد متین خالد صفحہ 337 بحوالہ عبرت نامہ بخارا ناشر انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف تحفظ ختم نبوت لاہور

5- اُف یہ پادری، از محمد متین خالد صفحہ 337 بحوالہ سمرقند و بخارا کی خونی سرگزشت

6- ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، جلد 3 ص 226

7- روزنامہ جنگ لاہو 8 نومبر 2003

8- ماہنامہ ترجمان القرآن اپریل 2001 مضمون اسکارف بمقابلہ بندوق، اردو ترجمہ مسلم سجاد

9- روزنامہ نوائے وقت لاہور 5 نومبر 1994

10- احمد ندیم قاسمی روزنامہ جنگ 15 دسمبر 1991ء

11- روزنامہ جنگ 4 تا 7 جولائی 1985 میں عورت، پردہ اور جدید زندگی کے مسائل پر پروفیسر وارث میر کے مضامین

12- روزنامہ جنگ 12 نومبر 1995ء

13- مشرق کی بیٹی) از بے نظیر بھٹو صفحہ 86 ناشر مساوات پبلیکیشنز اسلام آباد

14- از غلام جیلانی برق یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ شیخ غلام علی سنز

Marfat.com

15- یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ 150 بحوالہ رحلۃ ابن جبیر

16- ایضاً صفحہ 52

17- ہفت روزہ ''نئی دنیا'' نئی دہلی 28 ستمبر 1999ء

18- ہم کیوں کفر سے اسلام میں داخل ہوئیں۔ از عبدالغنی فاروق صفحہ 116 ناشر مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور

19- ہم کیوں کفر سے اسلام میں داخل ہوئیں۔ صفحہ 204

20- ہم کیوں کفر سے اسلام میں داخل ہوئیں۔ صفحہ 226

Marfat.com

باب نمبر 2

فحاشی وعریانیت کے پرمٹ

تحفظ حقوق نسواں بل کے محرکات اور اس کے معاشرتی اثرات

حضور سرور دو عالم ﷺ جن دنوں مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے یہود کو ایک مسئلہ درپیش آیا ایک شادی شدہ یہودی نے ایک شادی شدہ یہودن سے زنا کیا اور ان زانیوں کی سزا کے لئے حضور ﷺ کو حکم بنایا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:

جب یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لئے حکم مقرر کر لیا تو حضور ﷺ نے ان کے علماء کو حکم دیا کہ تورات لے آئیں۔ ان کا ایک عالم اس جگہ سے تورات کی تلاوت کرنے لگا۔ جہاں رجم کی آیت درج تھی اس نے اس آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تاکہ کسی کی نظر اس پر نہ پڑے حضرت عبداللہ بن سلام بھی پاس بیٹھے تھے اس حبر (پادری) کی یہ حرکت دیکھ رہے تھے۔ آپ صبر نہ کر سکے اس کا ہاتھ پکڑ کر زور سے پرے کر دیا اور بولے:

هذه يا نبی اللّٰه اية الرجم يا بی ان يتلوها عليك۔

''یہ ہے رجم کی آیت یہ شخص اس کو پڑھنے سے انکار کر رہا ہے۔''

اس مجلس میں حضور ﷺ نے علماء یہود سے دریافت کیا:

ويحكم يا معشر اليهود ما دعا كم الی ترك حكم اللّٰه وهو بايد كم۔

''یہ حکم الٰہی جو تمہارے سامنے ہے اس کو تم نے کیوں ترک کر دیا ہے؟''

Marfat.com

انہوں نے جواب دیا:

''کہ ہمارے لوگ اس فعل شنیع کا ارتکاب کیا کرتے تھے اور ہم ان کو رجم کی سزا دیا کرتے تھے۔ایک دفعہ شاہی خاندان کے ایک فرد نے اس جرم کا ارتکاب کیا۔بادشاہ نے اس کو رجم کرنے سے روک دیا۔کچھ عرصے بعد ایک عام آدمی اس جرم کا مرتکب ہوا۔بادشاہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔لوگوں نے مطالبہ کیا یا تو شاہی خاندان کے اس فرد کو بھی سنگسار کیا جائے یا اس شخص کو بھی رجم کی سزا نہ دی جائے چنانچہ فیصلہ یہ ہوا کہ آئندہ تجبیہ (اس کی صورت یہ تھی کہ کھجور کے پتوں سے بٹی ہوئی ایک رسی جس پر تارکول لگادی جاتی تھی اس سے زانی کو کوڑے لگائے جاتے) پھر اس کے چہرے کو کالا کر دیا جاتا پھر اس کو گدھے پر اس طرح سوار کر دیا جاتا کہ اس کا منہ گدھے کی دم کی طرف ہو پھر بازار میں اس کو پھرایا جاتا) کی سزا دی جائے۔اس طرح رجم کی بجا آوری معطل کر دی گئی۔حضور ﷺ نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو اللہ کے ایسے حکم کو زندہ کرتا ہوں جو متروک ہو گیا تھا۔پھر ان دونوں مجرموں کو رجم کرنے کا حکم دیا اور انہیں مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کر دیا۔''1

یہ عہد رسالت کا واقعہ تھا۔جب یہودی تحریف الٰہی کے مرتکب ہوئے اور رسوائی یہود کا مقدر بن چکی تھی۔

عشق رسول سے سرشار مسلمانو!

کیا یہود اس ذلت و رسوائی پر خاموش ہو گئے ہوں گے؟

کیا آتش انتقام ان کے سینوں میں نہیں بھڑکی ہوگی؟

اسے قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

وَدَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّونَكُمْ۔)2

''دل سے چاہتا ہے اک گروہ اہل کتاب سے کہ کسی طرح گمراہ کر دیں تمہیں۔''

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لکھتے ہیں:

Marfat.com

''چاہیے تو یہ تھا کہ اہل کتاب حضور اکرم ﷺ پر ایمان لاتے۔ لیکن ایمان لانا تو کجا ان کی ضد اور عناد کی یہ حالت ہے کہ جو راہ راست پر چل رہے ہیں ان کے متعلق بھی ان کی یہ آرزو ہے کہ وہ بھٹک جائیں۔ اگر وہ ان کا مذہب قبول نہیں کرتے تو کم از کم مسلمان تو نہ رہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اسلام سے بدظن اور برگشتہ کرنے کے لئے سارے جتن کرتے' ان کے سامنے طرح طرح کے شبہات پیش کرتے اور گونا گو الزامات تراشتے۔''3

علامہ ابن کثیر اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

''یہاں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ یہودی مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں اور انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔''4

اللہ تعالیٰ کے جس حکم کو پیغمبر اسلام نے زندہ کیا تھا۔ یہودی اسی حکم کو اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ملت اسلامیہ میں متروک کرنے پر کمر بستہ ہیں۔

وکٹر ای مارسڈن یہودیوں کی خفیہ تنظیم Free Masons کے مقاصد کے بارے میں لکھتا ہے:

''لوگوں کو مذہب سے بیگانہ اور بدظن کیا جائے۔ مقامی مذاہب کا تنقیدی مطالعہ کر کے ان میں سے منفی نکات یوں ترتیب دیئے جائیں کہ انہیں پھیلا کر انتشار کی صورت پیدا کی جاسکے اور عوام کے ذہنوں پر مذہب کی ایسی بھیانک تصویر بٹھائی جائے کہ وہ اگر مذہب دشمن نہ بن سکیں تو کم از کم لبرل اور سیکولر (روشن خیال) ضرور بن جائیں۔''5

مذہب کا نام گالی...... اسٹیٹس کا معیار زنا......) بے حیائی کا نام فیشن...... اور حدود اللہ کا نام ظلم و بربریت قرار دینا ہی اگر روشن خیالی ہے تو اللہ اس سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے اور بالخصوص پاکستانی عوام کو اپنی پناہ میں رکھے۔

یہودی طاقت حاصل کرنا اپنا فرض اور اسے غلبہ حاصل کرنے کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں اور انہوں نے اس ضمن میں اپنے کئی مقاصد ترتیب دیئے ہوئے ہیں ان میں سے ایک فحاشی وعیاشی ہے۔ عیاشی و فحاشی کو اپنے مقصد کے حصول کے لئے ایک ہتھیار قرار دیتے

Marfat.com

ہوئے۔) یہودی مصنف ''پروٹوکولز'' 6 میں لکھتا ہے:

''ان کی نوخیز نسل کو یونانی ولاطینی علم وادب، فکر وفلسفہ اوران کے مخصوص زاویہ نگاہ کی اندھی تقلید نے حماقت میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان کو بے وقوف بنانے میں لڑکپن کی آوارہ مزاجی اور بدقماشی کا بھی بڑا دخل ہے اور ہم نے اپنے خاص ایجنٹوں کے ذریعہ انہیں اس طرف مائل کرنے کا اہتمام کر رکھا ہے علاوہ ازیں ان کے اہل دولت وثروت افراد کے ہاں مقیم استانیاں، اور معلمات ہماری وہ عورتیں ہیں جو عیاشی کے اڈوں پر ان سے ملتی ہیں جہاں غیر یہودی جانا پسند کرتے ہیں۔ اس ضمن میں، میں ان نام نہاد سوسائٹی لیڈیز کا بھی ذکر کروں گا جو از خود عیاشی وفحاشی اور آوارگی کی طرف میلان رکھنے والے افراد کو اپنے دام تزویر میں پھانستی ہیں۔''7

اسی کتاب میں مزید آگے لکھا ہے:

''ترقی پسند اور روشن خیال کہلانے والے ممالک میں ہم نے لغو، فحش اور قابل نفرت قسم کے ادب کو پہلے ہی سے خوب فروغ دے رکھا ہے۔ عنان اقتدار سنبھالنے کے کچھ عرصے کے بعد تک ہم عوام کو تقریروں اور تفریحی پروگراموں کے ذریعہ مخرب اخلاق ادب کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ ہمارے دانشور جنہیں غیر یہود کی قیادت سنبھالنے کی تربیت دی جائے گی ایسی تقاریر اور مضامین تیار کیا کریں گے۔ جن سے ذہن فوراً اثر قبول کریں گے تا کہ نئی نسلیں ہماری متعین کردہ راہوں پر گامزن ہوسکیں۔'')8

وکٹر ای مارسڈن یہودیوں کے حوالے سے لکھتا ہے:

''صیہون کی طرف سانپ کی مراجعت اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی) جب تک کہ تمام یورپی حکومتیں کمزور اور بے بس نہ ہو جائیں۔ یعنی جب تک اقتصادی بحران اور ہمہ گیر تباہی و بربادی لوگوں کو روحانی واخلاقی پستی کے گڑھے میں نہ دھکیل دے۔ اس مقصد کے لئے خوبصورت یہودی عورتوں کو استعمال کیا جائے گا۔ یہ عورتیں دوسری قوموں کے رہنماؤں میں اخلاقی بے راہ

Marfat.com

روی پیدا کرنے کا سب سے موثر اور یقینی ذریعہ بنیں گی۔ جن ممالک میں سے یہ سانپ گزر چکا ہے اور یہودی عورت اپنا کام دکھا گئی ہے ان میں آئین' قانون اور اخلاق کی بنیاد دھو کھلی ہوگئی ہے۔''9

مزید آگے لکھتا ہے:

''اس (سانپ) کا رخ (نقشے میں) مشرق (مسلم ممالک) کی طرف مڑ جاتا ہے جب اس علاقے پر اسرائیل کی گرفت مکمل ہو جائے گی تو اینگو انڈین بلاک کی ایماء پر اوران کے براہ راست مداخلت سے جس کی حمایت کمیونسٹ ممالک بھی کریں گے باقی اسلامی دنیا پر قبضہ آسان ہو جائے گا۔''10

اس کتاب ''پروٹوکولز'' کے متعلق ہنری فورڈ کہتا ہے:

''موجودہ دور کے حالات دیکھ کر مجھے ''پروٹوکولز'' کے متعلق صرف یہ کہنا ہے کہ صورت حال صیہونی منصوبوں کے بالکل مطابق رہی ہے۔ یہ نہ صرف موجودہ حالات پر صادق اترتے رہے ہیں بلکہ آج بھی ویسے ہی اتر رہے ہیں۔''

(ہنری فورڈ نیویارک ورلڈ ۱۷ فروری ۱۹۲۱)

ان اقتباسات کی روشنی میں یہودیوں کا منصوبہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس سازش کو عملی جامہ کیسے پہنایا گیا؟

اور مسلمانوں کی اخلاقی تباہی کی ہولناک جنگ کی ابتداء کیسے ہوئی؟

جس قوم کے نوجوانوں کی اخلاقی حالت اس قدر بلند ہوتی تھی کہ یہودی عورتوں کو دیکھ کر آنکھیں نیچی کر کے گزر جاتے تھے۔ اس قوم کی اخلاقی تباہی کا ساماں کیسے ہوا؟

جو دین مردوں اور عورتوں کو نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہو...... جس کی تعلیمات میں شرم و حیا کے گہنے مہک رہے ہوں، اس دین کی تعلیمات کو پس پشت ڈالنے کا سانحہ کیسے ہوا؟ جس قوم کی بیٹیاں بے پردہ عورتوں سے بھی پردہ کرتی ہوں۔ ان کے حجاب کس نے نوچ ڈالے؟

جس قوم کے مجاہدین غیروں کے حرم کی حفاظت میں اپنی جانیں نذر کر دیتے تھے۔ ان کی عزتوں کو کس نے بھنبوڑ ڈالا؟

اس سازش کو کس طرح پروان چڑھایا گیا؟

Marfat.com

یہودی پروٹوکولز کے مترجم ابتدائیے میں لکھتے ہیں۔

''اس سے سوچنے والا ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا اقوام متحدہ جو دوسری جنگ عظیم کے بعد قائم ہوئی، کہیں یہودی ذہن ہی کی پیداوار نہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ہمیشہ یہود ہی کو کیوں فائدہ پہنچاتی رہی ہے؟''11

اقوام متحدہ یہودی سازش ہو یا نہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ادارہ یہودیوں کے مفادات کا محافظ ہے اور ''پروٹوکولز'' پر عمل درآمد کرانے کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کو ہم آئندہ صفحات پر بیان کریں گے۔

یہاں یہ بتا تا چلوں کہ حالیہ تحفظ حقوق نسواں بل پر کام کوئی ایک سال قبل شروع نہیں ہوا بلکہ اس کا آغاز بیسویں صدی کی ابتداء ہی سے ہو چکا تھا۔

یہود و نصاریٰ کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اقوام متحدہ نے انتہائی گھناؤنا کردار ادا کیا۔

)اقوام متحدہ اور تحریک حقوق نسواں

1946ء میں اقوام متحدہ نے خواتین کی پہلی تنظیم ''کونسل برائے خواتین'' قائم کی۔ جس میں 45 ممبر ممالک شریک تھے جو ہر سال معاشرے میں عورت کے مقام سے متعلق، سفارشات اور تجاویز پاس کرتے اور ماضی میں پیش کردہ رپورٹوں پر عمل یقینی بناتے۔

ایک کانفرنس 1975 میں عورت' مساوات اور امن کے موضوع پر میکسیکو میں منعقد ہوئی جس میں 133 ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں سیاسی اور معاشرتی میدانوں اور حکومتی وغیر حکومتی سطح پر' عورت کی صورت حال سے متعلق سب سے پہلا منصوبہ تیار ہوا' جس میں عورت کی ٹریننگ اور فیملی پلاننگ جیسے موضوعات شامل تھے۔ اس طرح اس کانفرنس میں مستقبل میں مساوات کے نظریئے کو فروغ دینے کے لیے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔)

اقوام متحدہ نے عورتوں کے حقوق کے لیے جن چیزوں پر زور دیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

1- جنسی آزادی کی اجازت

2- آغاز جوانی میں شادی سے نفرت

Marfat.com

3- مانع حمل ذرائع اور وسائل کا فروغ
4- محفوظ طریقے سے اسقاط حمل کی اجازت
5- مرد و زن کے درمیان مخلوط تعلیم
6- نوعمری ہی میں لڑکے لڑکیوں کو جنسی ثقافت کی تعلیم
7- محدود اولاد
8- ان مقاصد کے حصول کے لیے میڈیا کا استعمال 12

(واضح رہے کہ یہ مقاصد باقاعدہ طور پر 1995ء میں اقوام متحدہ نے خواتین سے متعلق چوتھی کانفرنس جو کہ بیکن میں منعقد ہوئی تھی کھلم کھلا بیان کیے)

ڈاکٹر صالح الرقب لکھتے ہیں:

''انسانی حقوق کی حفاظت اور عورت کے خلاف' ہر طرح کے امتیاز کو زائل کرنے سے متعلق عالمی معاہدے کرانا وہ طریقہ کار ہے جس کے ذریعے مغرب نے عورت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی' مسلم ممالک کو ان کے قرضے معاف کر دینے کا لالچ دے کر اس بات کا پابند بنایا گیا کہ وہ ان معاہدوں پر دستخط کریں اور ان کو اپنے یہاں نافذ کریں' بہ صورت دیگر ان ممالک کو' حقوق انسانی کی خلاف ورزی کرنے والا قرار دے دیا جائے گا اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق' حقوق انسانی کی خلاف ورزی کرنے والے ممالک کے خلاف' سزا کے طور پر اقتصادی پابندی بھی عائد کی جا سکتی ہے۔'' 13

بے حیائی جب فیشن میں تبدیل ہو جائے' مخلوط تعلیم اور میل جول ترقی تصور کی جانے لگے تو فحاشی و زنا کے راستے تو کھلیں گے اور کنواری ماؤں کی تعداد میں ہوشربا اضافہ ہوگا۔ ہمارے دانشوروں نے بہبود آبادی کے نام پر اسقاط حمل کا بھی خاطر خواہ بندوبست کر رکھا ہے مگر ابھی ایک خوف زنا کی سزا اور حدود کے مقدمے کا تھا۔) چنانچہ مغربی حدود آرڈیننس نافذ کر کے زنا کاری کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے قانونی پرمٹ بھی جاری کر دیا گیا۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لکھتے ہیں:

''جب نوجوان لڑکیاں' نوجوان لڑکوں کے ساتھ ایک دفتر (و تعلیمی اداروں)

Marfat.com

کے کمرے میں آمنے سامنے کرسیوں پر براجمان ہوں گے۔ انہیں مانع حمل ادویہ اور آلات بھی عام دستیاب ہوں گے انہیں اسقاط حمل کی بھی کھلی چھٹی ہوگی تو بدکاری وفحاشی کا جو سیلاب امڈ کر آئے گا کیا اس کی زد سے آپ کی نگاہ عفت اور دامن کی عصمت بچ جائے گی۔"

مزید آگے لکھتے ہیں:

"لطائف الحیل سے بدکاری اور فحاشی کے دروازے کھول دینے کے بعد، ریڈیو، ٹیلی ویژن، سینما اور غلیظ صحافت کے ذریعے جب عوام کے ذہن مسخ کر دیئے جائیں گے۔ اخلاقی قدروں کو بڑی بے دردی سے پاؤں تلے کچل دیا جائے گا تو کسی کو شادی کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوگی شادی سے بیزاری کا رجحان، یورپ، امریکہ اور سوشلسٹ ممالک بالخصوص روس میں اپنے عروج پر ہے۔ کیا ہم بھی اس مسئلہ میں انہی کی اقتداء کرنا چاہتے ہیں۔"14

اے قوم کے بزرگو! سیاستدانو! دانشورو! اور قانون دانو! اپنی قوم پر رحم کرو مسلمانوں کو تباہی کے دہانے پر مت دھکیلو۔ اپنی آنے والی نسلوں پر رحم کرو۔ ان سے ان کے گھر کا سکون مت چھینو۔ ان کی حسین وجمیل اقدار کے قلعوں میں شگاف نہ ڈالو۔

اے اہل اقتدار!

اگر مغربی ممالک کی تقلید میں تم دیوانے ہوئے جا رہے ہو اور ڈالروں کی چکا چوند نے تم سے تمہاری بینائی سلب کر لی ہے۔ اور جن مغربی آقاؤں کے چرنوں میں تم متاع ہوش و خرد کے ساتھ متاع دین وحمیت لٹانے کو تیار ہو تو پھر ایک کام ضرور کرو کہ اس بل کو اسلامی بل نہ کہو۔ اس مذموم بل میں اسلام کو ملوث نہ کرو اور ایسی اصلاحات کو قرآن وسنت کے مطابق کہنے سے باز رہو۔

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی
عزت ہے محبت کی قائم، اے قیس حجاب محمل سے
محمل جو گیا، عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی

Marfat.com

اور اب جبکہ حکومت نے (بش اور بلیئر کی ایما پر) اس بل کو نافذ کر ہی دیا ہے تو کم از کم آئین سے اس شق کو خارج کر دے ''پاکستان میں کوئی قانون کتاب وسنت کے منافی نہیں بنایا جائے گا'' اور ایسا کرنا باوردی صدر کے لئے چنداں مشکل نہیں کیونکہ قومی اسمبلی میں ان کو اپنے وفادار ممبروں کی تائید میسر ہے جو ان کے اشارہ ابرو یا اشارہ بندوق پر سب کچھ لٹانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

غلاف کعبہ سے آنکھیں مس کرنے والے مسلمانو!

اور دینی حمیت پر سب کچھ لٹا دینے والے عاشقو!

اپنے خاندانی نظام کی بہاروں کا مزہ لوٹنے والے مسلمانو!

ہماری گھریلو زندگی کے تقدس کو پامال کرنے کے لئے مشورے ہو رہے ہیں۔ ہماری آئندہ نسلوں کی تباہی کا ساماں ہو رہا ہے۔ ہمیں شاید آج اس طوفان کی ہولناکی کا احساس اتنی شدت سے نہ ہو لیکن جب یہ طوفان آئے گا تو ہمارے گھر' ہمارا خانگی سکون اور ہماری اسلامی معاشرتی اقدار کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔

کیا ہم اس ہولناک طوفان کا تصور کر سکتے ہو؟

آیئے ذرا اس گمراہ کن بل کی اُن تباہ کاریوں کا تصور کریں جن کے لئے یہ بل لایا گیا ہے۔

خدانخواستہ ہماری بیٹیاں اور بیٹے ایڈز جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہو چکے ہوں۔ ہمارے بیٹوں اور بیٹیوں کے گھر اجڑ چکے ہوں انہیں خانگی سکون میسر نہ رہے۔ خانگی بدسکونی کی وجہ سے ہماری اولاد نشہ کی دلدل میں اترتی جا رہی ہو۔ ہماری بیٹیاں کال گرل بن چکی ہوں۔ اور ہم اپنی اولاد کی نظر میں بے کار اور اولڈ ہاؤس جانے کے لائق ہو چکے ہوں۔

کتنا بھیانک تصور ہے۔ کتنے تلخ حقائق ہیں۔ صرف تصور ہی سے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

فطرت اپنے قانون تبدیل نہیں کرتی۔ آگ اگر ہزار سال پہلے جلاتی تھی تو آج بھی اس میں یہی تاثیر موجود ہے۔ جو بوگے وہ کاٹو گے۔ شر بو کر خیر کی امید رکھنا حماقت ہے۔

Marfat.com

ماخذ و مراجع

1- (۱) ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹ بحوالہ سیرت ابن ہشام
(۲) شرح سیرت ابن ہشام ترجمہ الروض الانف جلد ۲ صفحہ ۵۹۱۔ امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سہیلی
(۳) موطا امام مالک، کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم حدیث ۱، از امام مالک بن انس بن مالک۔ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب صفحہ ۶۷۸

2- سورہ آل عمران آیت ۶۹

3- ضیاء القرآن جلد اول صفحہ ۲۴۲

4- تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۵۳۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز

5- یہودی پروٹوکولز صفحہ ۱۱۳ مترجم محمد یحییٰ خان، مطبوعہ نگارشات پبلیشر

6- ۱۹۱۸ء میں یہود کی ایک عظیم سازش پکڑی گئی جس کے انکشاف سے پورے یورپ میں ایک تہلکہ سا مچ گیا یہ خفیہ دستاویزات Protocols of the elders of zions کے نام سے جانی جاتی ہے ان میں یہود کے وہ منصوبے درج ہیں جو انہوں نے دنیا کو اپنا غلام بنانے کے سلسلے میں تیار کیے تھے۔

7- یہودی پروٹوکولز صفحہ 129

8- یہودی پروٹوکولز صفحہ 184

9- یہودی پروٹوکولز صفحہ 121، 122

10- یہودی پروٹوکولز صفحہ 119

11- یہودی پروٹوکولز صفحہ 14

12- (گلوبلائزیشن اور اسلام۔ ص ۳۶۳۔۳۶۴)

13- گلوبلائزیشن اور اسلام۔ صفحہ ۳۵۵ بحوالہ العولمۃ ص ۳۴

14- ضیائے حرم جنوری ۱۹۷۷

Marfat.com

باب نمبر 3

کون سے بند سے سیلاب وفا رو کتا ہے

آج سے ۱۴۰۰ سو سال قبل جب تاریکی دم توڑ رہی تھی...... ظلمتوں کی آگ سرد پڑ رہی تھی...... حیوانیت کی اوٹ سے انسانیت کا خورشید طلوع ہو رہا تھا...... وحشتوں کی آندھیاں، جبر واستبداد کے طوفان سمٹ رہے تھے...... عصبیت کی خونی ہوائیں تھم رہی تھیں۔

ظلم کے خوگر بھیڑیوں کی آنکھیں اس روشنی سے چندھیا گئیں دل و دماغ میں آتشِ انتقام بھڑکنے لگی...... بادنسیم انہیں گرمانے لگی۔ تو انہوں نے تہیہ کیا اس نور کو بجھانے کا...... اس آفتاب کو ڈبونے کا...... اس مہتاب کو گہنانے کا خواہ اس کے لئے انہیں تمام ابلیسی ہتھکنڈے کیوں نہ استعمال کرنے پڑیں۔

عہد رسالت سے آج تک یہ آتشِ انتقام یوں ہی بھڑک رہی ہے...... بدر واحد کے غزوات ہوں یا معرکہ خندق وتبوک اہل حق نے شہادتوں اور قربانیوں کی ناقابل فراموش تاریخ رقم کی ہے۔

آیئے اس تاریخ کے ان گنت سنہرے ابواب میں سے ایک لازوال باب کا مطالعہ کرتے ہیں:

"غزوہ احد کے چار ماہ بعد ابو براء مدینہ طیبہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا سرکار دو عالم ﷺ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس نے نہ تو یہ دعوت قبول کی اور نہ اس پر اپنی برہمی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضور پرنور

Marfat.com

ﷺ کے ارشادات سننے کے بعد اس نے عرض کی کہ اگر آپ اپنے صحابہ کی ایک جماعت اہل نجد کی طرف روانہ کریں جو انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دے مجھے امید ہے کہ وہ اسلام قبول کرلیں گے۔''

نبی رحمت نے فرمایا:

انی اخشی عیہم اھل النجد۔

''مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو نقصان پہنچائیں گے۔''

''اس نے کہا کہ میں آپ کے صحابہ کو پناہ دیتا ہوں۔ کسی کی مجال نہیں کہ انہیں کوئی تکلیف پہنچائے چناچہ پیغام حق پہنچانے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جلیل القدر صحابہ میں سے ستر (۷۰) افراد کا انتخاب فرمایا۔ اور مبلغینِ اسلام کی اس جماعت کی قیادت کا تاج حضرت منذر بن عمرو کے زیب سر فرمایا اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کا یہ گروہ اہل نجد کے تاریک دلوں کو نور توحید سے منور کرنے کی نیت کر کے ابو براء کی معیت میں روانہ ہوا۔ آخر یہ قافلہ معونہ نامی کنوئیں کے پاس جا اُترا یہ کنواں بنی عامر قبیلہ کے علاقہ اور بنی سلیم کے حرہ کے درمیاں واقع ہے۔ یہاں فروکش ہو کر انہوں نے حضرت حرام بن ملحان کو اس قبیلے کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس بھیجا تا کہ سرور عالم کا مکتوب گرامی اسے پہنچائیں۔ جب آپ نے وہ گرامی نامہ اس کو پیش کیا تو اس بد بخت نے اس کو پڑھنا بھی گوارا نہ کیا اور اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا اس نے چپکے سے ان کی پشت کی طرف سے آ کر ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا نیزہ گھونپ دیا جوان کی چھاتی کو چھیدتا ہوا باہر نکل گیا آپ تیورا کر زمین پر گرے آپ کی زبان سے نکلا۔

اللہ سب سے بڑا ہے کعبہ کے رب کی قسم! میں نے زندگی کی بازی جیت لی۔

خون کا جو فوارہ پھوٹا انہوں نے جلدی جلدی اپنے چہرہ اور سر پر مل لیا۔

پھر اس عامر بن طفیل نے اپنے قبیلے کو للکارا کہ مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں

Marfat.com

موت کے گھاٹ اتار دیں لیکن انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا کہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے ہم اس کے معاہدے کو نہیں توڑ سکتے نہ اس کی دی ہوئی پناہ کو مسترد کر سکتے ہیں۔ بدبخت عامر بن طفیل نے بنی سلیم قبیلہ کی مندرجہ ذیل شاخوں عُصَیّہ، رعل اور زکوان کو للکارا۔ وہ اس کی للکار پر مسلح ہو کر آ گئے اور مٹھی بھر مسلمانوں پر ہلہ بول دیا مسلمان اطمینان سے اپنے خیموں میں فروکش تھے انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا کہ یہاں کے لوگ ان کے ساتھ ایسی غداری کریں گے۔ انہوں نے جب ان کے قبائل کو ننگی تلواریں لہراتے، نیزے تانے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو مسلمانوں نے بھی اپنی تلواریں بے نیام کر لیں اور ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن ان سینکڑوں حملہ آوروں نے ان مبلغین میں سے کسی کو معاف نہیں کیا۔ سب کو تہ تیغ کر دیا ان ستر افراد میں سے صرف ایک فرد حضرت کعب بن زید البخاری جو زخموں سے چور پڑے رہ گئے تھے زندہ بچے انہیں زخمی حالت میں مقتل سے واپس لایا گیا ان کے یہ زخم مندمل ہو گئے لیکن ایک دو سال کے بعد وقوع پذیر ہونے والی جنگ غزوہ خندق میں انہیں شرف شہادت نصیب ہوا۔

(ضیاء النبی جلد سوم صفحہ ۵۹۲، ۵۹۳۔ الروض الانف جلد ۳ صفحہ ۶۵۶، ۶۵۷ از علامہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی)

عزیزان گرامی!

ان کا قصور کیا تھا......؟

کیا یہ لڑنے گئے تھے......؟

کیا کوئی جائیداد یا خاندانی عصبیت کا چکر تھا......؟

ان کو لہو میں کیوں نہلایا گیا......؟

ان کے بچوں کو یتیم اور ان کی بیویوں کو بیوہ کیوں کیا گیا......؟

ان کا جرم کیا تھا......؟

ان کا جرم عشق رسول تھا......ان کا جرم حق کی تلقین تھا......ان کا جرم شمع رسالت کا

Marfat.com

پروانہ ہونا تھا...... ان کا جرم اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی میں ڈھالنا تھا...... ان کا جرم یہ تھا کہ وہ ہر اس چیز کو جوان کے نبی کی محبت کے آڑے آتی یہ بے دریغ اس کو قربان کر دیتے تھے۔ خواہ وہ ان کا لخت جگر ہی کیوں نہ ہو...... ان کا جرم یہ تھا کہ یہ حدود اللہ کو پامال نہیں کرتے تھے...... ان کا جرم یہ تھا کہ یہ ظلمتوں کے آگے سینہ سپر تھے...... وحشتوں کی آندھیاں ان کو دیکھ کر اپنا رخ بدل لیتی تھیں۔ وحشت و بربریت کے طوفان ان سے پناہ مانگتے تھے۔

لہٰذا باطل قوتوں نے ان کی زندگی کے چراغ گل کر دیئے ان کی روح ان کے جسم سے جدا کر دی...... ان کی سانسوں کی ڈوری کاٹ ڈالی۔

لیکن پھونکوں سے یہ چراغ بجھنے نہ پائے گا۔ عہد رسالت سے آج تک یہ رسم شہادت یونہی چلی آرہی ہے۔ ہر دور میں عشاق رسول کو پھانسیوں پر چڑھایا اور نیزوں میں ان کے سروں کو پرویا گیا ان کے دین کو مٹانے کے لئے...... ان کی حمیت کو سلانے کے لئے...... ان کے اقدار کو ڈھانے کے لئے...... ان کے دلوں سے عشقِ مصطفیٰ کا دیپ بجھانے کے لئے...... ہر دور میں اہل صلیب آگے بڑھے...... منافقین نے سازشیں کیں چنگیزیوں نے ظلم ڈھائے...... یہودیوں نے مکاریاں کیں مگر یہ چراغ بجھ نہ سکا۔

کون سی رات نے روکی ہے ستاروں کی چمک
کس کی دیوار سے سمٹی ہے چنبیلی کی مہک

اس چراغ کو بجھانے کے لئے یہودی عبداللہ بن سبا کی شکل میں آندھیاں ان کے سامنے سر پٹخ پٹخ کر رہ گئیں مگر یہ چراغ بجھ نہ سکا...... کبھی اس چراغ کو بجھانے کے لئے صلیبی لشکر نکلے مگر سلطان صلاح الدین ایوبی جیسے مردِ آہن کے سامنے سر پھول کر رہ گئے۔ اور تاریخ نے یہ منظر بھی محفوظ کیا ہے جب چنگیز و ہلاکو خان نے بغداد کو تاراج اور مسلمان علماء وعوام کی کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کیے لیکن اس چراغ کو بجھا نہ سکا دنیا نے دیکھا کہ سقوط بغداد کے پچاس سال بعد خلافت عثمانیہ کا قیام عمل میں آ گیا۔

پھر اس چراغ کو بجھانے کے لئے صلیبیوں نے میدان میں لارنس بن عربیہ کو اتارا خلافت عثمانیہ کا خورشید غروب ہو گیا لیکن اسلام کا چراغ نہ بجھ سکا۔

Marfat.com

برصغیر میں تن کے گوروں اور من کے کالوں نے اس چراغ کو بجھانے کی کوشش کی مگر اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود ناکام رہے۔انہوں نے ان کے دلوں سے عشق رسول کے دیپ بجھانے کے لئے ان گنت شاتمینِ رسول کو کھڑا کیا۔لیکن ملت اسلامیہ کے غیور فرزندوں نے انہیں ہمیشہ ذلت کی موت سے ہمکنار کیا ہے۔

تاریخ گواہ ہے راجپال نے ناموس رسالت پر حملہ کیا تو ملت اسلامیہ کے غیور فرزند غازی علم الدین شہید نے اسے کعب بن اشرف کے پاس پہنچا دیا......رام گوپال نے سرور دو عالم ﷺ کے ناموس پر حملہ کیا تو غازی مرید حسین اس پر لپکا اور اسے جہنم رسید کیا...... سوامی شردھانند نے ہذیان بکا ملت اسلامیہ کے شیر غازی عبدالرشید نے اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا......نتھورام نے دریدہ دہنی کی غازی عبدالقیوم نے اسے جہنم واصل کر دیا...... چنچل سنگھ نے بکواس کی غازی عبداللہ نے ایک ہی وار میں اسے جہنم کے شعلوں کی نذر کر دیا...... پالامل نے اپنا تعفن زدہ منہ کھولا تو غازی محمد صدیق نے اسے موت کا رقص کرایا......بھیشو نے ہرزہ سرائی کی تو غازی عبدالمنان نے اسے موت کے گھاٹ اتارا...... چرن داس نے جب اپنے غلیظ منہ سے غلاظت اگلی تو غازی میاں محمد نے اس کے وجود کو ادھیڑ دیا...... جب ویدا سنگھ نے زہر میں ڈوبی ہوئی اپنی بچھونما زبان کھولی تو غازی احمد دین نے اسے قتل کر کے ملت اسلامیہ کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچائی۔

ان وفا کے پیکروں نے...... عشق رسول ﷺ سے سرشار عاشقان رسول ﷺ نے...... اپنے اسلاف کے جانشینوں نے، اپنے صحابہ کرام اور قرون اولی کے فنافی الرسول مجاہدین کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ ہم آپ سے شرمندہ نہیں ہم نے غلامی کا طوق، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں پہننے کے باوجود گستاخان رسول سے وہی سلوک کیا جو اپنے عہد میں تم کیا کرتے تھے ہم نے اس کسمپرسی کے عالم میں بھی اپنے آقا سے بے وفائی نہیں کی۔

منافقین میں سے خارجیوں اور نجدیوں نے اس چراغ کو بجھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے اور عشاق رسول نے دہر کے نقشے ہر ایک اسلامی نظریاتی ملک پاکستان کو جنم دیا۔

اور پھر یہ اسلامی مملکت دشمنان اسلام کی آنکھ میں کھٹکنے لگی اس ملک کی اینٹ سے

Marfat.com

اینٹ بجانے سے قبل اس کی نظریاتی اساس پر حملے کر کے اس قوم کا ٹیسٹ لیا گیا اور جب اس قوم نے نامساعد حالات کے باوجود

حب رسول سے سرشار مسلمانوں نے تحفظ ناموس رسالت پر مر مٹنے کی قسم کھائی اور ۱۶ فروری 2006 کی عظیم الشان ریلی کا انعقاد کر کے ثابت کر دیا کہ دین پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے۔ان کا یہ جذبہ دیکھ کر مغرب کا سارا نشہ ہرن ہو گیا...... اہلسنت کا عظیم اتحاد ان کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹکنے لگا......

یہ اہلسنت کون ہیں......؟

''نومسلم پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون نے اپنی کتاب Why I Accepted Islam میں لکھا کہ (خلاصہ) میں نے اسلام کے مختلف مسالک کا مطالعہ کیا اور میں نے دیکھا کہ اسلام دشمنوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ کھٹکنے والا مذہب یہ اہلسنت والجماعت ہے جس کے خلاف خلاف اسلام دشمن قوتیں سازشوں میں مصروف رہتی ہیں''

دنیا، مغرب نے فیصلہ کیا اس جماعت کی شکست کا کوئی سامان ہونا چاہیے...... اگر یہ ابھر گئے...... ان میں اتحاد ہو گیا تو حالات کا رخ موڑ دیں گے...... ہماری سیاسی، معاشرتی اور جنگی فتوحات شکست میں بدل جائیں گی...... اس ملک کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے ہم نے جو شرمناک بساط بچھائی ہے۔وہ الٹ جائے گی۔اس ملک میں ہم نے ابھی آزادی نسواں کے نام پر ان کی اخلاقی اور معاشرتی اقداروں میں شگاف ڈالنا ہے اگر یہ متحد رہے تو ہم کبھی بھی اپنے اس منصوبے کو کامیاب نہ کر سکیں گے کیونکہ ان کے علماء اپنی عوام کو لے کر سڑکوں پر نکل آئیں گے ان کی تاریخ گواہ ہے انہوں نے ۱۹۴۷ میں ان گنت قربانیاں دے کر یہ پاکستان حاصل کیا تھا۔اور ان کی تاریخ میں یہ منظر بھی آب و تاب کے ساتھ جگمگا رہا ہے جب انہوں نے انگریزوں کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کو اس ملک سے اکھاڑ کر پھینک ڈالا۔اور آج انہوں نے پھر یہ تاریخ رقم کر دی کہ قانون ناموس رسالت پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔لہذا پہلے تو اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ان کو خوب لعن طعن کیا۔کہیں سے آواز آتی۔

Marfat.com

''یہ ملا خواتین کے دشمن ہیں''، تو کہیں سے یہ صدا سنائی دیتی کہ ''داڑھی اور برقعے کو اپنے گھروں تک محدود رکھیں''، کہیں سے یہ آواز کہ قائداعظم نے پاکستان ملاؤں کے لئے نہیں بنایا تھا بلکہ روشن خیال پاکستان بنایا تھا اور اس ملک میں ملاؤں (اسلام پسند لوگ) کی کوئی جگہ نہیں ملکِ پاکستان کی تاریخ بدل دی گئی۔ نظریاتی ملک کو سیکولر ملک میں تبدیل کرنے کے لئے سازشیں ہونے لگیں۔

جب بھی وطن کو ضرورت پڑی — سب سے پہلے یہ گردن ہماری کٹی
پھر بھی کہتے ہیں مجھ سے یہ اہل چمن — یہ چمن ہے ہمارا تمہارا نہیں

شریعت اسلامیہ کا مذاق اڑایا جانے لگا...... دینی حمیت کو سلانے کے لئے فحاشی اور بے حیائی کو روشن خیالی کہا جانے لگا...... اخلاقی اور مذہبی اقدار کو تنگ نظری سے تعبیر کیا جانے لگا...... جنون کا نام خرد رکھ دیا گیا اور خرد کا نام جنون۔

عزیزان گرامی!

اس قوم کے چراغوں کو بجھانے کے لئے...... ان کے علماء کو ہمیشہ کی نیند سلانے کے لئے مشورے ہونے لگے...... سازشیں تیار ہونے لگیں کیونکہ اگر یہ قوم جاگ گئی تو عالم دنیا کا نقشہ تبدیل کر دے گی۔ اس کے اندر یہ صلاحیت قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہ یہ صدیوں کا حساب دنوں میں چکا دے لہٰذا اس قوم کی قیادت کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ''سانحہ نشتر پارک'' کی منصوبہ بندی کی گئی۔ اور ۱۲ ربیع الاول بروز منگل 2006ء کو ان شمع رسالت کے پروانوں کو بے رحمی اور انسانیت سوز کاروائی کا نشانہ بنایا گیا۔

یہ وہی اہلسنت ہیں جن کے اسلاف نے اس ملک کی آبیاری اپنے لہو سے کی تھی۔ یہ وہ نہیں تھے جن کے بڑے یہ کہا کرتے تھے کہ ''الحمد للہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے''۔

اور آج اس ملک میں اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھیے — منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

یہ وہی اہلسنت ہیں جنہوں نے اس ملک کی بنیادوں کو اپنے لہو سے تعمیر کیا تھا...... یہ

Marfat.com

وہی اہلسنت ہیں جن کے سلف علامہ فضل حق خیر آبادی نے ۱۸۵۷ میں انگریز کے خلاف سب سے پہلے علمِ جہاد بلند کیا تھا...... یہ وہی اہلسنت ہیں جن کے مشائخ نے یہ کہا تھا جو مسلم لیگ کو ووٹ نہیں دے گا وہ ہمارا مرید نہیں...... یہ وہی اہلسنت ہیں جن کے اسلاف نے پاک وہند کے کوچہ کوچہ میں دوقومی نظریئے کے دیپ جلائے یہ بھی سچ ہے...... یہ وہی اہلسنت ہیں جن کے علماء کی جائیداد آزادی وطن کے جرم میں کئی بار لوٹی گئی...... یہ بھی سچ ہے کہ...... یہ وہی اہلسنت ہیں جنہوں نے زنداں کو آباد کیا لیکن آزادی کے نعرے سے منحرف نہیں ہوئے...... یہ وہی اہلسنت جن کے سلف عبدالعلیم صدیقی (رحمۃ اللہ علیہ) نے عرب ممالک میں نظریہ پاکستان کا فلسفہ اجاگر کیا...... یہ وہی اہلسنت ہیں جنہوں نے بنارس کی سُنی کانفرنس میں یہ عہد کیا تھا کہ اگر کسی وقت قائداعظم پاکستان کے مطالبے سے دستبردار ہو جائیں تو ہم پھر بھی پاکستان بنائے بغیر دم نہ لیں گے...... یہ بھی سچ ہے کہ...... یہ وہی اہلسنت ہیں جنہوں نے اس ملک کی آزادی کی اتنی بھاری قیمت ادا کی تھی کہ آج بھی جب اس کا تصور کرتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ مسلم دوشیزاؤں کے پیرہن تار تار تھے...... سکھوں کی کرپانوں سے ماؤں کے شکم چاک تھے...... نومولود بچوں کو سکھ نیزوں پر اچھال رہے تھے...... یہ بھی سچ ہے کہ...... یہ وہی اہلسنت ہیں جن کی بستیاں شعلوں کی زد میں تھیں۔

آج انہی کے لئے اس ملک کی سیکورٹی تماشابین ہوگئی...... آج انہی کے فرزند خاک وخون میں لت پت ہوگئے...... آج انہی کے علماء دہشت گردی کا نشانہ بن گئے...... آج انہی کی بیٹیاں بیوہ ہوگئیں اور آج انہی کے بچے یتیم ہوگئے۔

لیکن آفرین ہے اہلسنت پر انہوں نے اپنے اسلاف کی سنت کو زندہ رکھا اور اتنے بڑے سانحے کے باوجود صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اپنے وطن میں تخریب کی کوشش ناکام بنادی۔

اور دشمنانِ اسلام ان کوملکی سالمیت کے خلاف فرقہ واریت کی جس آگ میں دھکیلنا چاہتے تھے ان کے اکابرین نے دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے۔ان کو اس آگ میں کودنے سے بچالیا اب ۱۲ ربیع الاول کی صبح بہاراں پھر نزدیک آرہی ہے...... سانحہ کی

Marfat.com

یادوں اور حکومت کی نااہلی نے دلوں کوایک بار پھر سوگوار کر دیا ہے۔

آج دشمنانان اسلام کی سوالیہ نگاہیں ایک مرتبہ پھر عالم اسلام بالخصوص اہلسنت پر اٹھ رہی ہیں...... کیااس سال بھی ربیع الاول پر جشن بہاراں منایا جائے گا......؟ کیااس سانحہ کے بعد بھی اس قوم کا مرکز نگاہ گنبد خضریٰ ہوگا...... کیااس سال یہ تجدید وفا کریں گے...... کیا اس سانحہ کے بعد بھی یہ قوم گردش دوراں کوٹال دے گی؟ کیااب بھی ان کی امیدوں کا مرکز گنبد خضریٰ ہوگا؟ کیااب بھی یہ اس دین پر جان نچھاور کرنا اپنا اولین فرض سمجھیں گے......؟

کیااب بھی نام محمد پر گردنیں کٹوانے کو حاصل زندگی جانیں گے......؟ کیااس سانحہ کے بعد بھی یہ اپنے نبی سے بے وفائی نہیں کریں گے......؟ کیااب بھی ان کی عورتیں غلامی رسول میں اپنے فرزند کو قربان کرنے کا حوصلہ پائیں گی......؟

لیکن انہیں کیا معلوم!

کس قفس سے غم دل قید ہوا ہے اب تک
کون سی رات سے روکی ہے ستاروں کی چمک
کس کی دیوار سے سمٹی ہے چنبیلی کی مہک
دشتِ ایثار میں کب آبلہ پا رکتا ہے
کون سے بند سے سیلاب وفا رکتا ہے

Marfat.com

باب نمبر 4

وفاداری و بغاوت

وفاداری اور بغاوت!

دونوں کا وقت آ گیا۔

وفاداری آقائے نامدار ﷺ سے آپ کے نظام سے......آپ کی عطا کی ہوئی تہذیب و ثقافت سے......آپ کے دیئے ہوئے مشن سے اور بغاوت، مُفسد لیڈروں سے، بے ضمیر مولویوں سے، فحاشی و عریانیت پر مشتمل روشن خیالی سے۔ مغرب کی اُڈتی ہوئی ننگی ثقافت سے۔

میدان سج چکا ہے۔ اہل صلیب نے اپنے مکار اور دھوکے باز صلیبی میدان میں اتار دیئے ہیں۔ اسلام کی مقبولیت سے خوفزدہ دشمن اس کا راستہ دھوکے بازی اور مکاریوں کے ذریعے روکنے میں مشغول ہے......اس کو کمزور اور تباہ کرنے کے درپے ہیں......دسیسہ کاریوں کے جتنے بھی طریقے ممکن ہیں اور کسی کو ناکارہ بنانے کے جتنے بھی وسائل ہو سکتے ہیں، ان میں سے کوئی طریقہ اور کوئی وسیلہ بھی انہوں نے نہیں چھوڑا جو اسلام کے خلاف استعمال نہ کیا ہو......ان کے وسائل کتنے ہی مختلف کیوں نہ ہوں ہدف ان سب کا ایک ہے اسلام۔

ان میں سے کسی نے براہ راست اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کی تو کسی نے قرآن و حدیث کو اپنا نشانہ بنایا۔ کسی نے مسلمانوں کی حسین تہذیب و ثقافت پر شب خون مارا تو کسی نے عقائد کی فصیل پر گولہ باری کی۔

غرض یہ اغیار کا مقصدِ حیات ہو گیا کہ کسی طرح یہ اپنے دین اور اخلاق و کردار اور نظامِ

Marfat.com

حیات کو چھوڑ کر ان کی اتباع کر لیں رسول اللہ ﷺ کی محبت ان کے دل سے نکل جائے۔تاکہ یہ کمزور اور ناتواں ہو جائے۔

کیونکہ بقول اقبال:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے جسم سے نکال دو

یہ لوگ اب جنگ کا سہارا نہیں لیتے ماضی میں انہوں نے صلیبی جنگوں میں جس شرمناک اور ذلت آمیز شکست کا سامنا کیا ہے اس کا تجربہ ان کو ہو چکا ہے۔قوت کا استعمال انہوں نے جتنا زیادہ کیا ناکامی نے ان کے قدم اتنے ہی زیادہ چومے۔

اب انہوں نے ثقافت، علم، تمدن اور تہذیب کے نام پر دلکش و دلفریب بازار سجا دیئے اور قوم کے نوجوانوں، دانش وروں کو الجھانے، ورغلانے، بہکانے والے فتنوں میں ڈالنے والے طریق کو عام کیا......ان کی تباہی کے مشورے ہونے لگے۔ان کی ہلاکت کے لئے فحاشی و عریانیت پر مشتمل ثقافت کی بھرمار کر دی گئی۔ادب کے نام پر شرابی ادیبوں کو مغربی ثقافت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ہڈیاں ڈالی گئیں۔

کہاں مقام سخن اور کہاں سیاستِ شب
کہاں یہ اشک کہاں تاجران جشنِ طرب
کہاں رجز کی بلندی کہاں سلے ہوئے لب
کہاں زمان و مکاں اور کہاں عراق و عرب
حدودِ شام و سحر سے نکل گئے کچھ لوگ
ذرا سی دھوپ میں آ کر پگھل گئے کچھ لوگ

ان جدت پسند ادیبوں نے، قلمکاروں نے، مستشرقین نے یہ گرہ ان کے دلوں میں ڈالی کہ وہ تمام چیزیں جو مشرق کی ہیں وہ پرانی ہیں اور پسماندگی کی علامت ہیں اور ہر وہ چیز جو مغربی اور یورپی ہے وہ جدید ہے اور ترقی کی ضمانت ہے، موجب ترقی ہے ان کی پیروی تمہیں عروج کی بلندیاں عطا کر دے گی تمہارا زوال، کمال میں بدل جائے گا۔

نوجوانوں کا ایک مخصوص گروہ اس ریلے میں بہہ کر ہلاکتوں کے سمندر میں جا گرا، دانش وروں کا ایک طبقہ اس طلسم کا شکار ہو گیا۔

لیکن ایسے وقت میں اغیار کی سازشوں کے سامنے اس فحاشی و عریانیت، بے ہنگم تہذیب و ثقافت کے سامنے علمائے کرام، دانشوارنِ ملت، دختران امت، نوجوانانِ اسلام

Marfat.com

اپنے عقیدے، اسلامی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو آواز دی، ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوط کئے کہ اس فسادانگیز سیاہ و سرکش موج کو روکنے کی ضرورت ہے۔ اغیار، فکر مسلم پر شب خون مارنے کی تیاری کر رہا تھا اس کو اس حملے سے محفوظ رکھنے کے لئے حصار کھینچے۔

چنانچہ علمائے کرام اور دانشورانِ ملت نے قوم میں ایک صور پھونک دیا بہت سی دینی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ گھر گھر دینی تعلیم کی کثرت ہونے لگی جوں جوں، مغربی تہذیب و ثقافت کی گھن گرج بڑھی اسلامی ثقافت نے اس کا مقابلہ کیا۔ اخبارات و رسائل نے اس ایمانی جہت کو اپنایا۔ بار بار اس کو دہرایا اور نمایاں کیا۔ امت کی آرزوؤں کی وضاحت کی، مسلم شعراء نے اور اہل قلم نے اسلام کے مجد و شرف اور اس کی تہذیب و حفارت کی نغمہ سنجیاں کیں اور عوام و خواص کے ذہن و فکر میں زندگی و تازگی پیدا کی ان کی ہمتوں اور حوصلوں کو بیدار کیا۔

مسلم ادباء کے قلم میدان میں اترے اور پوری قوت سے جنگ لڑنے میں مصروفِ عمل رہے۔ یہ ایک مستقل اسلامی تحریک تھی جو پوری قوت سے الحاد و تشکیک کی موجوں کے جواب میں ابھری۔

یہود و نصاریٰ ان علماء کو...... ان دانشوروں کو...... ان نوجوانانِ امت کو...... ان دختر انِ ملت کو اپنی راہ کا کانٹا سمجھنے لگے۔

اس کا حل یہ نکالا کہ انہیں خریدلو اور اگر نہ بکیں تو ماردو کی پالیسی کو اپنایا۔

دانشور کی سند اسی کو دی جانے لگی جو مستشرقین کے مباحث چھیڑنے لگے اور اجماع امت کے خلاف باتیں کرنے لگے۔

جن دختران ملت نے مغربی تہذیب و ثقافت کو اپنانے سے انکار کیا۔ حجاب کو اپنائے رکھا۔ شعائر اسلام کی پابندی کو اپنا مقصود حیات بنائے رکھا ان پر دقیانوسیت کی پھبتیاں کسی گئیں۔ ان پر کفن پوش کے جملے کسے گئے۔ مگر یہ دختران ملت اپنی جگہ ٹس سے مس نہ ہوئی اور اس مغربی ثقافت کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئیں۔

Marfat.com

جن نوجوانانِ امت نے داڑھی کو اپنا شعار بنائے رکھا سنتِ رسول کو سینے سے لگائے رکھا انہیں فنڈامینٹلسٹ ، ملا ، مولوی کہہ کر پکارا جانے لگا۔مگر ملت اسلامیہ کا یہ طبقہ بھی ادھر ادھر نہ ہوا۔اور داڑھی اس کے لئے باعث فخر ہی رہی اور اس نوجوان کی اس استقامت نے مغربی دانشوروں کے پرفتن دماغوں میں جلتی ہوئی آگ پر تیل کا کام کیا۔

غصہ عقل و دانش کے چراغوں کو بجھا دیتا ہے یہی سب کچھ اس وقت ہوا جب دشمن نے ۱۶ فروری ۲۰۰۶ کی ریلی میں اہلسنت والجماعت ،اور دنیا بھر میں مسلمانوں کا عظیم الشان احتجاج دیکھا۔انہوں نے دیکھا کہ فکر مسلم پر شب خون کے باوجود انہیں اپنے نبی سے آج بھی اتنی ہی محبت ہے۔یہ احتجاج کیا تھا مغرب کے خلاف خطرے کی گھنٹی تھا اس احتجاج نے ان کی چھٹی حس کو بیدار کیا۔

انہوں نے فیصلہ کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو قوم میں صورِ انقلاب پھونکنے والے ان علماء کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے......ان کے اسلام پسند نوجوانوں کو خاک و خون میں لت پت کر دیا جائے......اور مغربی تہذیب و ثقافت کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے والی پردہ نشین خواتین امت کے سروں سے سایۂ پدر اور بہنوں کا آسرا چھین لیا جائے......ان کے سہاگ چھین کر ان کو بیوگی کے دکھ میں مبتلا کر دیا جائے۔

مگر یاد رکھو، اے اہل ستم!

جن بہنوں سے تم نے بھائی کو چھینا ہے اور جن ماؤں سے تم نے ان کے بیٹوں کو چھینا ہے...... یہ مت بھولنا کہ ان کے بیٹوں اور بھائیوں کو چھین کر تم نے انہیں بے سہارا کر دیا......ان کی اسلام پسندی کی سزا ان کو دے دی......اسلامی تہذیب و ثقافت کو سینے سے لگائے رکھنے کے جرم میں زنداں کی سزا سنا دی آج ملت اسلامیہ کا ہر بیٹا اس ماں پر فخر کرتا ہے جس نے اپنے بیٹے کے خون کو اسلام کی آبیاری کے لئے بہا دیا اور آج ہر مسلمان بھائی اپنی مسلمان بہن پر فخر کرتا ہے جس نے اپنے بھائی کو رسول اللہ ﷺ کی حرمت پر قربان کر دیا۔

اور دشمنانِ اسلام!

اس حقیقت کو اپنے پیش نظر رکھنا کہ "سب سے پہلے اپنا وطن" ہمارے پیش نظر کبھی

Marfat.com

نہیں رہا...... مسلمان چین کا ہو یا ایران کا عراق ہو یا فلسطین کے ہمارے سینے میں دل ان کے دلوں کے ساتھ دھڑکتے ہیں...... ہماری سانسیں ان کی سانسوں کے ساتھ چلتی ہیں......

اور یہ یاد رکھنا!

جب دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کے سروں پر تلواریں چمکتی ہیں......تو ہم اس کے زخم اپنے دلوں پر دیکھتے ہیں...... جب اس آسمان کے تلے ہم کسی بھی عاشق رسول کی لاش تڑپتے دیکھتے ہیں تو اس کی تڑپ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں......

اور یہ یاد رکھنا!

جب ہم اس زمین پر کہیں فرزندان توحید کی گردنوں کو پھانسی کی رسیوں پر لٹکتا دیکھتے ہیں جن سے آخری ساعت میں اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کی آواز نکل رہی ہو تو ہم اپنی گردنوں پر اس کے نشانات محسوس کرتے ہیں۔

اور جب فرزندان اسلام کے سینے صلیبیوں کی گولیوں سے چھلنی ہو رہے ہوتے ہیں تو قسم خدا کی ہم اپنے پہلوؤں میں راحت وسکون محسوس نہیں کرتے۔

اور یہ یاد رکھنا!

اگر مغرب میں کسی مسلمان کے پیر میں کانٹا چبھتا ہے تو مشرق کا مسلمان اس کی چبھن اپنے دل میں محسوس کرتا ہے کیونکہ ملت اسلامیہ ایک جسم واحد ہے اور جسم کے کسی حصے کو کوئی نقصان پہنچے اور جسم اس کی تکلیف محسوس نہ کرے ایسا نہیں ہو سکتا۔

اے دشمنانانِ اسلام! مغرب کی ننگی ثقافت کے نقیبوں!

یہ یاد رکھنا!

تم اس طرح کی بزدلانہ او وحشیانہ کاروائیاں کر کے ملت اسلامیہ کو کمزور کر دو گے...... تم اس کی پاک وصاف حسین تہذیب وثقافت کی پوشاک میں مغربی ننگی ثقافت کا پیوند لگا دو گے! تو یہ تمہاری بھول ہے۔

ہماری ماؤں بہنوں کو بے آبرو کرنے کے جو ہاتھ اٹھیں گے وہ ہاتھ توڑ دیئے جائیں گے۔

یہ یاد رکھنا!

Marfat.com

جب دنیا میں کہیں بھی کسی مسلمان کا گھر آگ کے شعلوں کی نذر ہوتا ہے تو اس کی تپش ہم اپنے گھروں میں محسوس کرتے ہیں۔ اور مت بھولنا جب کوئی ہاتھ کسی مسلمان عورت پر بری نیت سے اٹھتا ہے تو ہمیں ایسا ہی لگتا ہے جیسے وہ ہاتھ ہماری سگی ماں پر اٹھا ہو۔

عزیزانِ گرامی! دخترانِ ملت! نوجوانانِ امت!

آج ان حالات نے تمہارے کاندھوں پر بڑی ذمہ داری منتقل کر دی ہے۔ آج اس طوفان کے آگے تمہیں سینہ سپر ہونا ہے جس کے سامنے خالد بن ولید نے بند باندھا جس کے سامنے اندلس میں طارق بن زیاد نے اور ترکی میں صلاح الدین ایوبی نے اور ہندوستان میں محمود غزنوی نے بند باندھا تھا۔

دخترانِ ملت!

اس جنگ میں تمہارا کردار بھی بہت اہم ہے۔ تمہیں اپنی پاک تہذیب وثقافت میں نقب لگانے والوں کو بے نقاب کرنا ہے خود بھی اسلامی تہذیب پر عمل پیرا رہنا اور دیگر مسلمان دوشیزاؤں کو بھی اسلامی ثقافت سے ہم آہنگ کرنا ہے...... تمہارے سر سے چادریں اور تمہارے چہروں سے نقاب کھینچنے کے لئے اگر مغرب کے ہاتھ بڑھتے تو ہم ضرور کاٹ ڈالتے...... تمہارے برقعوں کو جلانے کے لئے اگر کوئی آگ سلگاتا تو ہم اسے اسی آگ میں جلا ڈالتے۔

ہمیں کمینے دشمن سے واسطہ ہے جس نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے...... نام نہاد ادیبوں کے ذریعے...... عقل سے پیدل دانشوروں کے سہارے...... اور روشن خیال حکمرانوں کے بل بوتے پر تمہاری تہذیب وثقافت پر شب خون مارنے کی تیاری کی...... یہ شب خون، یہ حملہ تمہارے سروں سے چادریں اپنے ہاتھوں سے نہیں کھینچے گا بلکہ تمہارے ذہنوں کو اس روشن خیالی کے لئے میڈیا کے ذریعے اور زرد صحافت کے ذریعے...... عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی جیسی عورتوں کے ذریعے تمہارے ذہنوں کو پراگندہ کر کے نوچے جائیں گے بس فرق اتنا ہوگا پہلے تمہیں بے آبرو کرنے کے لئے ہاتھ اٹھا کرتے تھے اور آج تم بے آبرو ہونے کے لئے خود تیار ہوگی۔

Marfat.com

سازش بہت ہولناک ہے میرا قلم اس کو لکھنے سے عاجز ہے اس جنگ کو تمہارے بھائی ایک حد تک لڑ سکتے ہیں...... یہ جنگ تمہیں خود لڑنی ہوگی...... اور اگر تم اس جنگ میں ثابت قدم رہیں تو قسم خدا کی! تمہاری قوم پھر بامِ عروج پر اپنا جھنڈا لہرائے گی۔

تمہیں ہمت نہیں ہارنی، جنگ شروع ہو چکی اب ہمت کے ساتھ استقامت کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے تیار رہو۔

اور یہ یاد رکھنا! تم سے تمہاری قوم کا مستقبل وابستہ ہے۔

تمہاری گود سے فلاح امت کی صبحیں پھوٹ سکتی ہیں۔

ملت اسلامیہ کے غیور دانشورو! ادیبو!

حالات نے ملت اسلامیہ کے ہر دردمند دل کو مضطرب کر دیا ہے۔

آج جھوٹی اور کھوٹی شہرت کے خواہشمند اسلامی تہذیب وثقافت...... اسلامی عقائد و نظریات کی فصیل پر سنگ باری کر رہے ہیں۔ ملتِ اسلامیہ کے نوجوان ذہنوں کو استشراق کے کینسر میں مبتلا کرنے کے لئے ان کے قلم میدان میں آچکے ہیں۔ انہوں نے یہ زحمت اس لئے کی ہے کہ اسلام میں ضربیں لگائیں برق اندازیاں کریں اور مسلمانوں کے اندر اس کی قدر و قیمت اور اس گراں مرتبت عطیات میں شکوک وشبہات پیدا کریں۔

اے اہل درد قلم کارو!

خدا کا دیا ہوا دماغ اور اس کا بخشا ہوا قلم کب تک معطل رکھا جائے بہتر ہے کہ موجوں کے ٹلنے کا انتظار کرنے کے بجائے موجوں میں پڑ کے تیرنے کی کوشش کی جائے اور راہ کے خالی ہونے کی توقع کی جگہ صفوں کو چیر کر راہ پیدا کرنے کی جستجو کی جائے۔

آج الحاد کی راہ ہموار کی جا رہی ہے لوگوں کو تنگ اور دشوار گھاٹیوں میں اتار کر دشمنوں کی زد میں لایا جا رہا ہے اور امت مسلمہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے میدان سجائے جا رہے ہیں...... دکانیں کھولی جا رہی ہیں۔

یاد رکھیئے!

اگر آپ بیدار ہو گئے اور میدان عمل میں اتر پڑے ان مفسدوں کے لئے آپ کے قلم

Marfat.com

نے ان کے تمام شکوک وشبہات کا قتل عام کر دیا تو یقین جانیے ان کے قلم خاموش ہو جائیں گے اور یہاں تک ہوگا کہ الحاد کی طرف لپکنے والے الحاد سے رجوع کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

لکھو کہ تابع شاہی نہیں مزاج عوام — شکست کھا کے رہے گی چراغ سے ہر شام
ہر ایک عہد میں ہوں گے ہزار گل اندام — ہر ایک عہد میں عشق پر آئے گا الزام
جہاں بھی مطلع حق پر سحاب اٹھے گا — کسی قلم سے کوئی آفتاب اٹھے گا

اے مسلمانو!

آج گنبد خضریٰ کی پکار پر تمہیں لبیک کہنا ہوگا یہود و نصاریٰ نے اسے ڈھانے کا منصوبہ بنا رکھا ہے آج تمہیں شہدائے میلاد مصطفےٰ کی برسی پر تجدید عہد وفا کرنا ہوگا۔

اپنی نبی سے
نبی کی سنت سے
نبی کے اصحاب سے
نبی کے اہل بیت سے

اسلامی تہذیب وثقافت سے..... اسلامی عقائد ونظریات سے..... کہ تمہاری زندگی میں یہ سب عملی طور پر نافذ ہوگا اور تمہاری زندگی میں کہکشاں بکھیر دے گا..... تمہارے اذہان وقلوب میں عشق رسول ہی ہوگا۔

تمہیں عہد کرنا ہوگا۔

ہر بہن کو..... ہر بھائی کو..... ہر ماں کو..... ہر باپ کو..... علماء کو مشائخ کو..... مرشد کو..... مرید کو کہ اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں میں ایک دوسرے کا ہاتھ مضبوط کریں گے۔ کیونکہ ہر شخص ہے ملت کے مقدر کا ستارہ۔

اے صبح کے غمخوارو! اس رات سے مت ڈرنا — جس ہات میں خنجر ہے اس بات سے مت ڈرنا
خورشید کے متوالو! ذرات سے مت ڈرنا — چنگیز نژادوں کی اوقات سے مت ڈرنا

باب نمبر 5

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کا علمی محاسبہ

فکر و تدبر کا افلاس

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے محرکات

اور ان کے معاشرتی اثرات

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق
حلقۂ شوق میں وہ جرأتِ اندیشہ کہاں
آہ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق
خود بدلتے نہیں، قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق
ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کا طریق!

غلامی و محکومی کے لاوے نے صرف فکر و تدبر کا افلاس پیدا نہیں کیا بلکہ عقل و دانش کے جوہر کو جلا کر خاک کر دیا ہے۔ اور یہ غلامی و محکومی بوجھل بیڑیوں کا نام نہیں بلکہ ایک کیفیت کا نام ہے، یہ ایک ناسور کی طرح ہوس اقتدار کے دلدادہ فرمانرواؤں کے خون میں جنم لیتا ہے پھر یہ ناسور بڑھتے بڑھتے عام رعایا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

یہ ناسور پہلے عزت و نفس کو چاٹتا، پھر شرم و حیا کے احساس پر حملہ کرتا، پھر غیرت و حمیت کو لقمہ بناتا، پھر دل کی شورزدہ زمین میں خود غرضی، ور مفاد پرستی کے بیج بوتا اور آخر کار انسان کو ایسے غلامانہ سانچہ میں ڈھال دیتا ہے کہ اپنے آقا کے قصر سفید کی چوکھٹ پر سربسجود ہونے

Marfat.com

کے لئے اس کی جبینِ نیاز میں ہزاروں سجدے تڑپنے لگتے ہیں۔

ہمارے فیصلہ ساز ادارے بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں اور وہ قوم کو بھی اس روگ کے جہنم میں جھونک رہے ہیں۔

گذشتہ دنوں پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل نے عائلی قوانین کے سلسلہ میں درج ذیل گذارش کی ہے:

''کہ قانون بنادیا جائے کہ بیوی اگر کبھی تحریری طور پر طلاق کا مطالبہ کرے تو شوہر نوے دن کے اندر اسے طلاق دینے کا پابند ہوگا۔ وہ اگر ایسا نہیں کرے گا تو یہ مدت گذر جانے کے بعد نکاح فسخ قرار پائے گا۔ بیوی پابند ہوگی کہ مہر اور نان نفقہ کے علاوہ اگر کوئی اور سوال اور املاک شوہر نے اسے دے رکھی ہیں اور اس موقع پر وہ انہیں واپس لینا چاہتا ہے تو فصلِ نزاع کے لئے عدالت سے رجوع کرے یا اس کا مال اسے واپس کردے''۔ 1

احباب من!

اس سفارش کا مطالعہ کرکے عقل سر پھوڑ کر رہ جاتی ہے کہ یہ کیسی اوٹ پٹانگ قسم کی سفارش ہے اگر فکر وتدبر کے افلاس کا یہی رنگ رہا تو کل اس قسم کی سفارش بھی سامنے آسکتی ہے کہ انسان کی طبعی عمر 60 سال ہے، ہمارے معاشرے میں لڑکی، لڑکے سے 5، 10 سال چھوٹی ہوتی ہے اور آدمی اس عمر میں معاشی اور طبعی لحاظ سے ریٹائر ہوجاتا ایسی صورتحال میں لڑکی کے کم عمر ہونے کی صورت میں (اگر وہ اس وقت پچاس سال یا اس سے کم ہوتو) اس کو بیوگی کا حق ضرور مل جانا چاہئے۔ اور شوہر کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد میں وارث قرار پائے گی۔

اور یہ صرف خیالی سفارش نہیں بلکہ ماضی میں اس قسم کی سفارش بھی (کچھ ترامیم کے ساتھ) ہوچکی ہیں۔

اسی حوالے سے پیر کرم شاہ الازہری کا یہ طویل تبصرہ ملاحظہ کیجئے:

''سفارش کی گئی ہے کہ جو عورت کسی مرد کے نکاح میں پانچ سال تک رہے پھر کسی وجہ سے ان میں طلاق ہوجائے خواہ اس میں قصور سراسر عورت کا ہی ہو

Marfat.com

اسے اپنے طلاق دہندہ خاوند کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے وراثت کا حصہ ملے گا بے ساختہ غالب کا یہ شعر زبان پر آ گیا)

نظر لگے نہ کہیں ان کے دست و بازو کو . یہ لوگ کیوں مرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں!

اگر اس سفارش کو شرف قبول بخش دیا گیا تو بگڑی ہوئی بلکہ بگاڑی ہوئی عورتیں ہر پانچویں سال طلاق حاصل کرتی جائیں گی اور اس طرح پانچ سات خاوندوں کی دولت ہتھیا لیں گی۔ان کے مردوں نے بھی تو اسی گھاٹ سے پانی پیا ہوگا وہ بھلا کیوں پیچھے رہیں گے وہ پانچ سال پورے ہی کیوں ہونے دیں گے۔وہ نئی نویلی جوانیوں سے اپنی ہوس پوری کرنے کے بعد پانچ سال سے پہلے ہی ان کو طلاق کیوں نہ دے دیں گے۔نیز جب انہیں معلوم ہوگا کہ رشتہ ازدواج کی مدت جتنی طویل ہوگی،طلاق کے بعد نان ونفقہ کی ذمہ داری کی مدت بھی اسی نسبت سے لمبی ہوگی تو وہ عورت سے جلد گلو خلاصی کرانے میں کوشاں رہیں گے۔

ازدواجی زندگی کے استحکام پر ایک اور مہلک وار بھی تجویز کیا گیا ہے۔وہ یہ کہ عورت کو بھی طلاق دینے کی کھلی اجازت کی سفارش کی گئی ہے۔اگر چہ اس کو ''خلع'' کے لفظ کے غلاف میں لپیٹ کر پیش کیا گیا ہے لیکن کمیٹی کے خلع کو اس خلع سے کوئی نسبت نہیں جس کی قرآن وسنت نے اجازت دی ہے۔کمیٹی کی تجویز یہ ہے کہ عورت کو خلع حاصل کرنے کے لئے عدالت کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت بھی نہ رہے۔وہ اپنے گھر بیٹھے بیٹھے بذریعہ نوٹس عدالت کو اپنے ارادۂ عالیہ سے مطلع فرما دے کہ وہ اپنے خاوند کے پاس کسی وجہ سے نہیں رہنا چاہتی۔عدالت اس کے خلع کی رقم متعین کر دے۔گویا عدالت کو خلع کے منظور کرنے یا نہ منظور کرنے کا کوئی اختیار نہیں وہ عورت سے خلع کرنے کی وجہ بھی دریافت نہیں کرسکتی۔اس کا کام صرف ''زرخلع'' کا تعین ہے۔ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے دانش ور حضرات اور خواتین کو اپنی آئندہ آنے والی نسلوں

Marfat.com

سے کیا بیر ہے کہ وہ ان کو پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ان کے گھروں کے تقدس اور عزت کو پامال کرنے کے لئے تلے بیٹھے ہیں۔وہ یہ نہیں چاہتے کہ رشتہ ازدواج میں اتنا استحکام بھی ہو کہ وہ گھریلو زندگی میں اٹھنے والے معمولی سے طوفان کا بھی مقابلہ کر سکے۔یہ حضرات وخواتین اپنی زندگیوں کا اکثر حصہ گزار چکے ہیں۔گھر کے پُر مسرت اور پُر سکون ماحول سے جی بھر کر لطف اندوز ہو چکے ہیں اور اب اگلے سفر کے لئے رخت سفر باندھے اپنی باری کے منتظر ہیں۔کہیں راہی ملک عدم ہونے سے پہلے ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے'' کا نعرہ مستانہ لگانے کا عزم تو نہیں فرما چکے ہیں!

انہیں خوب علم ہے کہ ان کی ازدواجی زندگی میں بھی کئی اتار چڑھاؤ آئے کتنے ہی نشیب وفراز سے ان کا کارواں گزرا۔اگر اسی قسم کے غیر یقینی حالات سے انہیں واسطہ پڑتا تو آج وہ اپنے مرمریں محلوں کے مزین وآراستہ ڈرائنگ روموں میں آرام سے بیٹھ کر اپنے عہد شباب کی رنگین اور میٹھی یادوں کو یاد کر کے اپنے بڑھاپے کو لوریاں نہ دیتے۔مسکراتے ہوئے بچوں اور بچیوں کا یہ چمن ان کی نگاہوں کو تازگی نہ بخش رہا ہوتا بلکہ تہذیب حاضر کے پیش کردہ سرد خانوں (بوڑھے والدین کے لئے جو پناہ گاہیں یورپ میں اب عام مروج ہیں) میں بے کیف اور بے رنگ زندگی بسر کر رہے ہوتے۔2

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش اور قرآن حکیم:

اسلام خاندانی نظام کے استحکام پر بہت زور دیتا ہے۔سورہ نساء میں سب سے زیادہ توجہ گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے پر دی گئی ہے کیونکہ گھر ہی وہ جنت اول ہے.....گھر ہی وہ مکتب ہے.....گھر ہی وہ گہوارہ ہے جہاں قوم کے مستقبل کے معمار پرورش پاتے ہیں.....گھر ہی وہ مدرسہ ہے جہاں اخلاق وکردار کی تمام قدریں خواہ اچھی ہو یا بری، بلند ہوں یا پست دل ودماغ کی خالی تختی پر اس طرح نقش ہو جاتی ہیں کہ پھر کبھی ان کے نقش مدھم نہیں ہوتے۔

Marfat.com

قرآن کریم صرف خاندانی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے مبہم نصیحتوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے واضح اور غیر مبہم قاعدے اور ضابطے متعین کرتا ہے۔

عزیزانِ گرامی!

مرد و عورت کا اولین رشتہ، رشتۂ ازواج ہے اس لئے اس رشتہ میں جو بے راہ رویاں جو مسائل جو پریشانیاں آتی ہیں ان کی اصلاح کے لئے قرآن کریم نے واضح قواعد وضوابط . یئے ہیں۔

تعدادِ ازواج پر پابندیاں لگائیں اور اس کی اجازت دی تو بڑی شروط وقیود کے ساتھ۔ مرد کو بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور اگر اس کی کوئی چیز پسندِ خاطر نہ ہو تو اس پر صبر کرنے کی ہدایت کی۔ اگر باہمی تعلقات کشیدہ ہو جائیں تو اس کی اصلاح کے لئے تدابیر بتائیں۔

لیکن عورت کو یہ تمام حقوق دینے کے بعد گھر کی سرداری اور نظم ونسق کی ذمہ داری مرد کو . نپی کیونکہ اس کے اندر موجود فطری صلاحیتیں اس ذمہ داری کو بہ احسن وخوبی اٹھا سکتیں ہیں۔

لاق سے قبل اصلاحِ حال کی تدابیر:

شریعتِ اسلامیہ مرد کو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی ذرا سی بات ہوئی اور مرد نے اس کو طلاق دے کر پیچھا چھڑا لیا۔

قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا[3]

''اور وہ عورتیں اندیشہ ہو تمہیں جن کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انہیں سمجھاؤ اور پھر الگ کر دو انہیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انہیں پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ۔''

عزیزانِ گرامی!

Marfat.com

پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوا کرتیں۔اچھی نیک اور صالح خواتین کے ساتھ ایسی عورتیں بھی ہوتیں ہیں جو تند مزاج، بدتمیز، اکھڑ مزاج ہوتی ہیں۔اس آیت میں ان کی اصلاح کا طریقہ تعلم کو بیان کیا جارہا ہے۔

اصلاح کی پہلی تدبیر:

قرآن کریم ایسی عورتوں کے لئے یہ حکم نہیں دیتا کہ ان کو طلاق دے دو...... ان سے جان چھڑالو...... یا یہ بیوی بن کے رہنے کے لائق نہیں۔

بلکہ جب بیوی کی نافرمانی کا پورا علم ہوجائے تو پہلے ہی غصہ سے بے قابو ہوکر انتہائی اقدام نہ کرو بلکہ

فَعِظُوهُنَّ۔

''تو نصیحت کروان کو۔''

نرمی سے بتاؤ، پیار سے سمجھاؤ مثلاً دیکھو تمہارا یہ طرز عمل صحیح نہیں اس سے مستقبل میں یہ مسائل جنم لیں گے...... تمہارے اس عمل میں اللہ ورسول کی ناراضگی ہے...... اگر تم ایسا کرو گی تو بچوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔

یقیناً ایک اچھی بیوی اس بات کو جان لے گی کہ اس کو یہ طرز عمل درست نہیں لیکن اگر پھر بھی اس کی اصلاح نہ ہوسکے تو دوسری تدبیر بھی قرآن نے آگاہ کیا۔

اصلاح حال کی دوسری تدبیر:

اب اگر بیوی پیار سے بھی نہیں سمجھتی بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی ہی کو اس نے اپنا مزاج بنالیا ہے تو بھی یہ حکم نہیں کہ طلاق دے دو...... گھر بگاڑلو اور معاشرے میں سماجی انتشار برپا کردو۔

بلکہ ایک اور تدبیر سے آگاہ فرمایا:

وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ۔

''اور پھر الگ کردو انہیں خواب گاہوں سے۔''

یعنی دوسری تدبیر یہ بتائی ان سے الگ رات بسر کرو محبت بھری باتیں کرنا ترک کردو

Marfat.com

وہ عورت جس میں شرافت کی حس ابھی زندہ ہے وہ اس سرزنش سے ضرور اپنی اصلاح کرلے گی لیکن اگر یہ طریقہ تدبیر بھی ناکام ہو جائے تو تیسری تدبیر سے آگاہ کیا۔

وَاضْرِبُوهُنَّ۔

''اور (پھر بھی باز نہ آئیں) تو مارو انہیں۔''

بستر سے الگ کرنے کے باوجود وہ باز نہ آئے تو اس کو مار سکتے ہو لیکن مار ایسی سخت نہ ہو جس سے جسم پر چوٹ آئے اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر مارنے کی نوبت آئے تو مسواک یا اس قسم کی کسی ہلکی پھلکی چیز سے مارے اور چہرے پر تو ہرگز نہ مارے۔

عزیزانِ گرامی!

خانگی زندگی ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہتی اس میں نرم و گرم طوفانوں کی آمد و رفت رہتی ہے اگر ذرا ذرا سی بات پر طلاق عام ہو جائے تو معاشرتی انتشار کو روکنا کسی کے بس کی بات نہیں رہے گی پھر مغربی معاشرے کی طرح یہاں بھی طلاق کی اوسط اور فحاشی و عریانیت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اسی لئے اسلام نے ایک ایسا مرتب نظام دیا ہے کہ جس کے ذریعے گھر کی اصلاح گھر کے اندر ہی ہو جائے۔ اور شوہر و زن کا جھگڑا انہی دونوں کے درمیان نمٹ جائے۔ کسی دوسرے کی مداخلت کی ضرورت نہ ہو کیونکہ عموماً دوسروں کی مداخلت کی وجہ سے معاملات اور بگڑ جاتے ہیں اس آیت میں مردوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا گیا کہ اگر عورتوں سے نافرمانی یا سرکشی سرزد ہو تو سب سے پہلے انہیں پیار و محبت اور نرمی سے سمجھاؤ اور سمجھا بجھا کر ان کی اصلاح کی کوشش کرو۔ اگر بات یہیں بن گئی تو معاملہ یہیں بن جائے گا اور مزید آگے بڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی عورت ہمیشہ کے لئے گناہ سے اور مرد ذہنی و قلبی اذیت سے۔ اور دونوں رنج و غم سے بچ گئے۔ لیکن اگر اس سمجھانے بجھانے۔ پیار محبت اور نرمی سے کام نہیں چل سکا تو دوسری تدبیر سے آگاہ فرمایا کہ ان کو تنبیہ کرنے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے کے لئے خود علیحدہ بستر پر سو یہ ایک معمولی سزا اور بہترین تنبیہ ہے اگر اس سے عورت کو تنبیہ ہو گی اور اس نے اپنی اصلاح کر لی تو جھگڑا یہیں ختم ہو گیا اور اگر وہ اس شریفانہ سزا پر بھی اپنی نافرمانی اور کج روی سے باز نہ آئی تو تیسرے درجے میں مار مارنے

Marfat.com

ئی بھی اجازت دیدی گئی اس تیسرے درجے کی سزا بھی بہت معمولی رکھی گئی ایسا نہیں کہ انسان جنگلی پن پر اتر آئے۔اور اس کا استعمال جائز تادیبی کاروائی میں ناپسندیدفرمایا۔

بہرحال اس معمولی سرزنش سے بھی اگر معاملہ درست ہوگیا تب بھی مقصد حاصل ہوگیا کہ اس خاندان میں باہمی محبت پیدا ہوگئی اور اس خاندان کو تباہ کرنے کے لئے اٹھنے والی تند و تیز ہواؤں کا سلسلہ بند ہوگیا اور دونوں (مرد وعورت) کو ذہنی سکون حاصل ہوا۔

عزیزانِ گرامی!

اس آیت میں جہاں مرد کوان تین اختیارات دیئے وہیں آیت آخر میں یہ بھی فرمادیا گیا۔

فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا۔

یعنی اگر ان تین تدبیروں سے وہ تمہاری بات ماننے لگیں تو اب تم بھی زیادہ بال کی کھال نہ نکالو اور الزام تراشی میں مت لگو بلکہ کچھ چشم پوشی سے کام لو اور خوب جان لو کہ اگر اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر تمہیں کچھ بڑائی دی ہے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی تمہارے اور سب کے لئے ہے اور پر تم زیادتی کروگے تو اس کی سزا تم بھی بھگتوگے۔

احباب من!

ان آیت قرآنی کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اسلام اور شریعت اسلامیہ گھر کا استحکام چاہتے ہیں لیکن پاکستان کی متنازعہ اسلامی نظریاتی کونسل نہ جانے کیوں اس خاندانی نظام، میاں بیوی کے رشتہ ازدواج کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہے۔

یہ متنازعہ اسلامی نظریاتی کونسل ایسا کیوں چاہتی ہے؟

کس کی ایما پر خاندانی نظام کی تباہی کے منصوبے بنائے جارہے ہیں؟

اس کے پیچھے کیا محرکات کارفرما ہیں؟

اس کا جائزہ ہم آئندہ صفحات پر لیں گے۔

اصلاح حال کی آخری تدبیر:

لیکن اصلاح حال کے لئے یہ تمام کوششیں بھی دم توڑ جائیں تو ایسا نہیں کہ یہ تین کوششیں ناکام ہوگئیں تو اب طلاق دے دی جائے بلکہ ابھی بھی اس انتہائی اقدام سے روکا

Marfat.com

گیا اور ارشاد فرمایا:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَماً مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَماً مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحاً يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيماً خَبِيراً۔ 4

''اور اگر خوف کرو تم ناچاقی کا ان کے درمیان تو مقرر کرو ایک حَکم مرد کے خاندان سے اور ایک حکم عورت کے خاندان سے اگر وہ دونوں (حکم) ارادہ کرلیں صلح کرانے کا تو موافقت پیدا کردے گا اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور ہر بات سے خبردار ہے۔''

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''لیکن اگر آپس کی کوششیں اصلاحِ حال کے لئے مفید ثابت نہ ہوں اور ایسے آثار رونما ہونے لگیں کہ اگر صورتِ حال پر قابو نہ پایا گیا تو معاملہ طلاق پر جا ختم ہوگا تو اس وقت یا تو میاں بیوی اپنی اپنی طرف سے ایک ایک ثالث مقرر کریں اور اگر معاملہ عدالت تک پہنچ گیا ہو تو پھر حاکم کو چاہئے کہ جلد بازی سے ان میں تفریق نہ کردے بلکہ حَکم کے ذریعے ان کی مصالحت کی بھرپور کوشش کرے اور اگر ان حَکموں نے خلوصِ نیت سے اصلاح کی کوشش کی تو توفیقِ الٰہی ضرور ان کے شاملِ حال ہوگی۔ بعض مفسرین کے نزدیک ان یریدا اصلاحا کے فاعل میاں بیوی ہیں۔ یعنی اگر ان کے دلوں میں مصالحت کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا فرمادے گا۔''5

خواتین وحضرات!

اس آیت میں واضح فرمادیا گیا کہ وہ حکم (ثالث) مقرر کیے جائیں اور اگر دونوں حکم نیک نیت ہوئے اور اخلاص کے ساتھ انہوں نے چاہا کہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیاں مصالحت ہوجائے تو۔

يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا۔

''موافقت پیدا کردے گا اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان۔''

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی غیبی امداد ہوگی کہ یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اور ان کے ذریعے دونوں میاں بیوی کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اتفاق و محبت پیدا فرما دے گا۔

اسلام کے خاندانی نظام کی بہاروں سے لطف اندوز ہونے والے مسلمانو!

یہاں بھی ہمارا رحیم و کریم پروردگار یہی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا خاندانی نظام نہ بکھرنے پائے ان کے گھروں کا خانگی سکون نہ لٹنے پائے۔ ان کا معاشرہ سماجی انتشار کا گڑھ نہ بن جائے۔ اس کے محبوب کی یہ امت کہیں خرافات میں نہ کھو جائے اس لئے واضح فرمایا۔

یُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔

''موافقت پیدا کر دے گا اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان۔''

حکم کا اختیار:

یہاں ایک بات بہت اہم ہے کہ حکم کون ہوگا اور کس طرح فیصلہ کریں گے۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

''جب میاں اور بیوی کے درمیان کے تعلقات میں فساد برپا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ خاوند کے خاندان کا ایک صالح آدمی اور عورت کے خاندان کا بھی ایک صالح متعین کریں وہ دونوں دیکھیں کہ غلطی کس کی ہے۔ اگر غلطی مرد کی ہو تو مرد کو عورت سے روک دیں اور خرچہ دینے کا پابند بنائیں۔ اگر غلطی عورت کی ہو اسے مرد کے پاس رہنے پر مجبور کریں اور اسے خرچہ بھی نہ دیں۔ اگر دونوں کی رائے ان کو الگ الگ کرنے یا جمع کرنے کی ہو تو جو وہ فیصلہ کریں وہ جائز ہوگا۔ اگر دونوں کی رائے ہو کہ دونوں اکٹھے رہیں۔ ایک راضی ہو جبکہ دوسرا اسے ناپسند کرے پھر ایک مر جائے تو جو راضی تھا وہ اس کا وارث بنے گا جو ناپسند کرتا تھا جبکہ جو ناپسند کرتا تھا وہ اس راضی ہونے والا کا وارث نہیں بنے گا۔ اگر دونوں ثالثوں نے اصلاح کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اصلاح کرنے والے کو حق

اور صحیح کی توفیق دیتا ہے۔‘‘7

ان حکموں کا اختیار کتنا ہے اور یہ کس حد تک فیصلہ کر سکتے ہیں اس بارے میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

’’حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ وہ صلح تو کرا سکتے ہیں لیکن تفریق نہیں اور یہی قتادہ، زید بن اسلم، احمد بن حنبل، ابو ثور اور داؤد ظاہری کا مذہب ہے اور ان کی دلیل اسی آیت کا یہ حصہ اِن یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ہے کیونکہ اس میں تفریق کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ دونوں طرف سے وکیل ہیں تو ان کا حکم جمع و تفریق دونوں صورتوں میں بلا اختلاف نافذ ہوگا۔‘‘8

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں ایک مقدمہ:

اس حوالے سے تقریباً تمام ہی مفسرین نے یہ واقعہ نقل کیا ہے:

’’ایک مرد اور ایک عورت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں کے ساتھ بہت سی جماعتیں تھیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ ایک حَکَم مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کریں جب یہ حکم تجویز کر دیئے گئے تو ان دونوں سے خطاب فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہاری ذمہ داری کیا ہے؟ اور تمہیں کیا کرنا ہے! سن لو! اگر تم دونوں ان میاں بیوی کو یکجا رکھنے اور باہم مصالحت کرا دینے پر متفق ہو جاؤ تو ایسا ہی کرلو، اور اگر تم یہ سمجھو کہ ان میں مصالحت نہیں ہو سکتی یا قائم نہیں رہ سکتی اور تم دونوں کا اس پر اتفاق ہو جائے کہ ان میں جدائی ہی مصلحت ہے تو ایسا ہی کرلو یہ سن کر عورت بولی کہ مجھے یہ منظور ہے یہ دونوں حکم قانون الٰہی کے موافق جو فیصلہ کر دیں خواہ میری مرضی کے مطابق ہو یا خلاف مجھے منظور ہے۔

لیکن مرد نے کہا کہ جدائی اور طلاق تو میں کسی حال گوارا نہ کروں گا، البتہ حکم کو یہ اختیار دیتا ہوں کہ مجھ پر مالی تاوان جو چاہیں ڈال کر اس کو راضی کر دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نہیں تمہیں بھی ان حکمین کو ایسا ہی اختیار

Marfat.com

دینا چاہئے جیسا عورت نے دے دیا۔“

اس واقعہ سے بعض ائمۂ مجتہدین نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ ان حَکَمین کا بااختیار رہنا ضروری ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فریقین سے کہہ کر ان کو بااختیار بنوایا، اور امام اعظم ابوحنیفہ اور حسن بصری نے یہ قرار دیا کہ اگر ان حکمین کا بااختیار رہنا امر شرعی اور ضروری ہوتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس ارشاد اور فریقین سے رضامندی حاصل کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہوتی، فریقین ورضامند کرنے کی کوشش خود اس کی دلیل ہے کہ اصل سے یہ حکمین بااختیار نہیں ہوتے، ہاں، میاں بیوی ان کو مختار بنادیں تو بااختیار رہو جاتے ہیں۔

عزیزانِ گرامی!

دنیا کے تمام مذاہب میں اور تمام اقوام میں نکاح وطلاق کا معاملہ خرید وفروخت یا اجارہ کے معاہدے کی طرح نہیں کہ طرفین کی باہمی رضامندی سے جس طرح چاہیں کرلیں بلکہ ہر مذہب وملت کے لوگ ہمیشہ سے اس پر متفق ہیں کہ ان معاملات کو ایک خاص مذہبی تقدس حاصل ہے اسی کی ہدایات اور تعلیمات کے مطابق یہ کام سرانجام پانے چاہئیں۔

صرف دہریہ اور لامذہب منکر خدا لوگوں کا ایک فرقہ جو مذہب ہی سے بیزار ہے وہ ان چیزوں کو باہمی رضامندی سے طے پانے والا معاملہ قرار دیتے ہیں جسکا مقصد شہوانی خواہشات کی تکمیل کے سوا کچھ بھی نہیں افسوس! کہ آج ہمارے یہاں یہی نظریہ عام ہوتا جارہا ہے۔

اسلام کا قانون طلاق:

اسلام کے نزدیک میاں بیوی کا رشتہ بڑا ہی مقدس رشتہ ہے۔اور اسلام یہ چاہتا ہے اور اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ یہ رشتہ ٹوٹنے نہ پائے۔

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

”اسلام کے نزدیک رشتۂ ازدواج بڑا مقدس رشتہ ہے۔صحت مند بنیادوں پر جتنا یہ مستحکم ہوگا خاندان اور معاشرہ دونوں اتنا ہی مسرتوں سے مالا مال ہوں

Marfat.com

گے اور خوشحالی کی فضا میں نشونما پائیں گے۔ اسلام اس بات میں بڑا حریص ہے کہ اس رشتہ کا تقدس مجروح نہ ہونے پائے۔ اس رشتہ پر صرف مرد وزن کی خوشی اور آبادی موقوف نہیں بلکہ ان کی معصوم اولاد، فریقین کی قریبی رشتہ دار بلکہ سارے خاندان کا مفاد وابستہ ہے۔ اس لئے اسلام پوری کوشش کرتا ہے کہ یہ رشتہ ٹوٹنے نہ پائے لیکن بعض حالات میں یہ تعلق وبال جان بن جاتا ہے دونوں کی بھلائی اس میں ہوتی ہے کہ انہیں اس قید سے رہائی مل جائے۔ ان ناگزیر حالات میں اسلام نے اس کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے اور وہ بھی بادلِ نخواستہ، ارشاد نبوت ہے۔ ان من البض الحلال الی اللّٰہ الطلاق۔ وہ حلال جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ ہے، وہ طلاق ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ تزوجوا و لا تطلقوا فان الطلاق یھتز منہ العرش۔ شادی کیا کرو اور طلاق نہ دیا کرو کیونکہ طلاق سے اللہ تعالیٰ کا عرش لرز جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے طلاق کا جو قانون پیش کیا ہے اس میں اس امر کا پوری طرح خیال رکھا گیا ہے کہ طلاق دینے والا جلد بازی میں طلاق نہ دے۔ کوئی وقتی رنجش یا عارضی نفرت اس کا باعث نہ ہو۔ طلاق دینے والا سوچ سمجھ کر اس کے نتائج وعواقب کو مدنظر رکھتے ہوئے طلاق دے۔" 9

عزیزانِ گرامی!

گذشتہ صفحات پر ہم نے حکم کے متعلق فقہاء کی آراء پیش کی تھیں جن کے نزدیک دونوں حکم (ثالث) کو اس بات کا تو اختیار ہے کہ وہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں لیکن طرفین کی جانب سے بغیر اختیار دیئے حکمین کو یہ اختیار نہیں کہ وہ علیحدگی بھی کرا دیں۔

بلکہ یہاں ایک اور قانون بیان فرما دیا:

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ - 10

Marfat.com

''اور اگر پکا ارادہ کرلیں طلاق دینے کا تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

اگر طلاق دینے کا ارادہ کرلیا ہے تو اب کیا کریں کیا طلاق، طلاق، طلاق کہہ کر معاملہ ختم کردیں نہیں بلکہ فوراً آگے فرمایا:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔ 11

''طلاق دوبار ہے یا تو روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ۔''

اس آیت کے شانِ نزول کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ:

''زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ شوہر اپنی بیوی کو کئی مرتبہ طلاق دے سکتا تھا اس پر کوئی پابندی نہ تھی جتنی بار چاہا طلاق دیدی اور ہر بار عدت گزرنے سے قبل وہ رجوع کرلیتا ایک دفعہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کو دھمکی دی کہ نہ تو میں تمہارے نزدیک جاؤں گا اور نہ ہی تم مجھ سے علیحدہ ہوسکوگی اس کی بیوی نے اس سے پوچھا! وہ کیسے؟ تو اس نے کہا میں طلاق دے دیا کروں گا اور عدت گزرنے سے قبل تم سے رجوع کراوں گا۔ وہ عورت اپنے تاریک مستقبل کا تصور کر کے لرز گئی۔ اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ اور اپنی مظلومیت کی داستان عرض کی تب یہ آیت نازل ہوئی جس نے عورت کے بہت سے مصائب کا خاتمہ کردیا۔ شوہر کو صرف تین بار طلاق کے حق تک محدود کردیا۔''

ایک بار اور دوسری بار طلاق دینے کے بعد وہ اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور اگر اس نے تیسری اور آخری بار بھی طلاق دے دی تو اب اس کا بیوی پر کوئی حق نہ رہا اور ان دونوں میاں بیوی کا تعلق ختم ہوگیا۔

اسلام میں طلاق دینے کا طریقہ:

اسلام اس رشتۂ ازواج کو دو ماہ، تین ماہ، یا تین سال تک محدود نہیں کرتا بلکہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح یہ رشتہ ٹوٹے نہیں۔

Marfat.com

قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ-12

''اے نبی مکرم (مسلمانوں سے فرماؤ) جب تم (اپنی) عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو انہیں طلاق دو ان کی عدت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور شمار کرو عدت کو۔''

اس آیت میں اس بات کا حکم دیا جارہا ہے کہ طلاق دیتے ہوئے اس کی عدت کو مدنظر رکھو یعنی طلاق حیض کی حالت میں نہیں دو اور نہ ہی ایسے طہر میں طلاق دو جس میں مباشرت ہو چکی ہو۔

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس پابندی میں کئی اور حکمتیں بھی ہیں۔حیض کی حالت میں عورت، مرد کے لئے مرغوب خاطر نہیں ہوتی وہ اپنی صفائی کی طرف سے بھی بے اعتنائی برتتی ہے۔ان دنوں اس کی طبیعت بھی نڈھال اور مضمحل ہوتی ہے، اس لئے اگر اس حالت میں مرد اگر طلاق دے دے تو ہوسکتا ہے کہ یہ عارضی بے رغبتی طلاق دینے میں متحرک ہو اور جب یہ ایام گزر جائیں تو پھر اس کو اپنے کئے پر ندامت ہو اور ایسا طہر جس میں وہ مقاربت کر چکا ہو اس میں بھی عورت کی طرف کشش کم ہو جاتی ہے۔اس لئے قرآن کریم نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ اگر طلاق دینا ہی ہو تو ایسی حالت میں طلاق دو جبکہ رغبت اور کشش اپنے عروج پر ہو ایسی حالت میں اگر تم طلاق دو گے تو سو مرتبہ پہلے سوچو گے اور تب یہ اقدام کرو گے۔اس طرح تمہارا طلاق دینا حقیقی اسباب پر مبنی ہوگا۔13

طلاق دینے کا قاعدہ:

میاں بیوی کے درمیان قطع تعلق کے سوا اب کوئی چارہ کار نہ رہے تو مرد اپنی بیوی کو حیض سے فارغ ہونے کے بعد اور صحبت کرنے سے پہلے ایک طلاق دے۔پھر دوسرے ماہ جب حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے طلاق دے ابھی تک وہ رجوع کر سکتا ہے پھر تیسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو صحبت سے قبل تیسری طلاق دے۔اب یہ رشتہ

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

مرد کو اتنی مہلت دی گئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد اپنے اس فیصلہ پر نظر ثانی کر سکے اور اگر وہ اپنے اس فیصلے کو واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ تیسری اور آخری بار بھی طلاق کا اختیار حاصل کر لے تو گویا اس نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس عورت کو کسی قیمت پر اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتا۔

عزیزانِ گرامی!

یہ ہے اسلام کا قانون طلاق...... یہ ہے شریعتِ اسلامیہ کی میانہ روی اور اعتدال...... دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح نہیں کہ جو ایک مرتبہ نکاح کی زنجیر میں جکڑ گیا وہ جکڑ گیا۔ اب اس سے رہائی کی کوئی صورت نہیں خواہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہو جائیں اور نہ ہی زمانہ جاہلیت کی طرح کہ جب مرد چاہے اور جتنی چاہے طلاق دیتا پھرے۔

اسلام کا یہ وہ امتیاز ہے جس کا مقابلہ دنیائے قدیم و جدید کا کوئی نظام قانون نہیں کر سکتا۔ کاش! کہ ہم اسلام کے اس حکیمانہ نظام کو سمجھتے اور اسے عملی طور پر رائج کرنے کی کوشش کرتے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات اور اس کے محرکات:

اسلامی نظریاتی کونسل کی مجوزہ سفارشات کیا ہیں؟ اگر ان کے اس (نادان) خلوص کا پاس بھی رکھ لیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کے معاشرے پر مرتب ہونے والے مہلک اثرات کا جائزہ ہی نہیں لیا گیا۔ کسی بھی مسئلہ کی گہرائی تک پہنچنے کے بجائے اس کا سطحی جائزہ لے کر سفارشات مرتب کر دیں۔

۔۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی مجوزہ سفارشات کے داخلی محرکات کے ساتھ اسلام دشمنی پر مبنی محرکات شامل ہیں۔ جسے یا تو ہمارے دانشور حضرات جانتے نہیں یا پھر جانتے ہوئے قوم کو اس دلدل میں دھکیل دینا چاہتے ہیں۔

عزیزانِ گرامی!

ان سفارشات کا محرک کیا تھا روزنامہ ایکسپریس کی یہ رپوٹ ملاحظہ کیجئے:

Marfat.com

''لاہور کی عدالتوں میں طلاق کے پانچ ہزار مقدمے زیر التوا ہیں ایکسپریس نیوز کی ایک رپورٹ کے مطابق تیس سالہ نبیلہ گذشتہ تین برس سے اپنے شوہر سے طلاق کے لئے عدالتوں کے چکر لگا رہی ہے اسلامی نظریاتی کونسل نے نبیلہ جیسی عورت کی سہولت کے لئے حکومت سے مجوزہ قوانین میں تبدیلیوں کی سفارش کی ہے جن میں سے ایک تجویز یہ ہے کہ اگر شوہر عورت کے مطالبے پر طلاق نہ دے تو 90 دن بعد طلاق خود بخود موثر ہو جائے گی اور عورت کی طرف سے مانگی گئی طلاق یونین کونسل میں رجسٹر کرائی جائے گی۔ 1961 کے فیملی کورٹ کے مطابق اگر ایک عورت عدالت میں طلاق کی درخواست دائر کرتی ہے تو اسے تین ماہ کے اندر طلاق مل جانی چاہیئے مگر ایسے کیسز التوا کا شکار ہو جاتے ہیں''۔14

غور کیجئے! اس رپورٹ پر!

یہ ہے وہ اصل محرک جس کی بناء پر اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ سفارشات مرتب کی ہیں۔ قصور اس نظام کا جہاں سے مظلوم بنتِ حوا کو انصاف نہیں مل رہا ہے۔

باعث تنقید وہ مقدس گائے جس کی بے حرمتی توہین کے زمرے میں آتی ہو اور اس نظام کے خلاف آواز اٹھانے والے کے منہ سے بغاوت کی بو آتی) ہو۔

اس ظلم و جبر و ناانصافی پر مبنی نظام کی مخالفت اور اس کی درستگی کے بجائے ...... یہ نیم حکیم اسلامی قانون میں ہی ترمیم کر دینا چاہتے ہیں۔ یعنی مسجد سے کتے کو نکالنے کے بجائے مسجد ہی ڈھانے کے خواہش مند ہیں۔

ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اس کینسر کو یوں بیان کرتے ہیں۔

''ہمارے یہاں سیاسی پارٹیوں نے بس ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے کہ اس ملک کو 30 سالہ فوجی حکومتوں نے تباہ کر دیا اور ہر برائی کی جڑ فوجی نظام تھا اصل وجہ کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اس سلسلہ میں، میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں یہ نعرہ ہونا چاہیئے کہ احمق! مسئلہ انصاف کا ہے کیونکہ ہمارا بنیادی مسئلہ

انصاف ہے۔15

مگر ہمارے یہاں عجیب معاملہ ہے ہمارے ہاں ہمارے دانشور حضرات معاشرے کی اس دکھتی رگ و پکڑ کر اس کا علاج کرنے کے بجائے اس کی آڑ لے کر اسلامی قوانین اور علماء کرام پر نشتر زنی شروع کر دیے ہیں۔ حالانکہ قرآن وحدیث کی قانون میں ترمیم یا تنسیخ کا حق تو علماء کرام کو بھی حاصل نہیں یہ اللہ ورسول کے عطا کردہ قوانین ہیں مگر میں نے جتنے بھی کالم پڑھے علماء کرام پر بھرپور طریقے سے وار کیئے گئے۔

خورشید ندیم صاحب اسلامی نظریاتی کونسل کی ان سفارشات کے بارے میں یک ورکشاپ میں علماء اور اسلامی نظریاتی کونسل ممبروں کی خوشگوار بحث کے بعد اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''کونسل کے اراکین اور علماء کے مابین یہ گفتگو بہت خوشگوار ماحول میں ہوئی گفتگو میں اس تلخی اور شدید تنقید کا کوئی شائبہ نہیں تھا جو ہمیں اخبارات کے صفحات اور ٹیلی ویژن کی اسکرین پر سننے اور دیکھنے کو ملتی ہے سوال یہ ہے کہ اختلافی موضوعات پر اگر ایسی خوشگوار بحث ممکن ہے تو پھر ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اسے جنگ وجدل کا میدان بنا دیتے ہیں؟ میں جب اس سوال پر غور کرتا ہوں تو اس کے چند اسباب سامنے آتے ہیں''۔

پھر چند سطروں کے بعد ایک سبب پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

''ہمارے روایتی مذہبی طبقات مذہب کی تعبیر پر اپنا تسلط (Monopoly) قائم رکھنا چاہتے ہیں''۔16

علماء اسلام کتنے خواتین کے دشمن ہیں اس کو توصیف احمد خاں صاحب یوں بیان فرماتے ہیں۔

''یہ سفارشات براہ راست خواتین کے حالات کار بہتر بنانے سے متعلق ہیں مگر بعض مخصوص مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے ان سفارشات پر غور وفکر کرنے کی بجائے ان سفارشات کو مسترد کر دیا ہے''۔17

Marfat.com

خواتین کے حقوق کو واضح شکل دینے پر یہ علماء کرام کس تشدد اور ہنگامہ آرائی کا سلسلہ شروع کرتے ہیں حمید اختر صاحب لکھتے ہیں:

''مذہب کو تشدد کی علامت بنانے والے گروہ ہماری تاریخ کے ہر دور میں موجود رہے ہیں اور پاکستان میں تو گویا اسلام کے صحیح وارث یہی لوگ باقی رہ گئے ہیں حال ہی میں اسلامی نظریاتی کونسل نے عورت کی طرف سے طلاق کے مطالبے کو واضح شکل دینے کے سلسلے میں کچھ سفارشات پیش کی ہیں جن پر اس گروہ کی طرف سے ہنگامہ آرائی کا سلسلہ شروع ہوگیا''۔18

مزید آگے نشترِ قلم سے یوں کچوکہ لگاتے ہیں:

''یہی نہیں اکثر معاملات میں ہمارے روایتی دینی حلقوں کے بارے میں بہت سی باتیں ناقابلِ فہم ہیں''۔19

عزیزانِ گرامی!

آخر یہ معاملہ ہے کیا؟

کیا یہ جنگ روشن خیالوں اور قدامت پرست علماء کی ہے؟

یا یہ جنگ اللہ ورسول ﷺ کے قانون میں ترمیم کی ہے؟

اس معاملہ کو علماء اور روشن خیال دانشوروں کے درمیان جنگ کیوں بنایا جارہا ہے؟

غور کیجئے! تدبر اپنائیے!

چند آتش آمیز انگارے ملاحظہ کیجئے۔

ارشاد احمد حقانی صاحب کانٹوں بھری باڑ خوشبو کے انداز میں یوں رسید کرتے ہیں:

''18 نومبر کو اسلامی نظریاتی کونسل کی بعض تازہ سفارشات پر ایک کالم لکھا تھا ہمارے پریس میں ان پر ملا جلا ردِعمل سامنے آیا ہے انگریزی پریس نے بالعموم ان سفارشات کی تحسین کی ہے لیکن لاتعداد علماء کرام اور مذہبی قائدین نے ان پر منفی ردِعمل دیا ہے ظاہر ہے کہ میں نے ان تجاویز کی حمایت کی تھی''۔20

خط کشیدہ الفاظ قابلِ غور ہیں۔

Marfat.com

صرف یہی نہیں ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے۔
مثلاً۔ بشریٰ اعجاز اپنے کالم تیسرا کنارہ میں لکھتی ہیں:

''آج اسلامی نظریاتی کونسل کی جن سفارشات پر علمائے کرام کی جانب سے رد عمل کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے ان کا تعلق بھی عورت کی عائلی اور معاشرتی مسائل سے ہی ہے''۔21

اسی کالم میں یہی بشریٰ اعجاز لکھتی ہیں:

یہ انہی (پیپلز پارٹی) کا دور ہے جس میں بلوچستان کے ایک مقام پر پانچ مظلوم اور معصوم عورتوں کو زندہ درگور کردیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں متنازع کردار کے حامل سینیٹر کو بجائے تنبیہ کے درپردہ شاباشی کے طور پر وفاقی وزیر بنادیا جاتا ہے''۔22

مسئلہ تو بشریٰ اعجاز صاحبہ نے خود ہی حل کردیا کہ ان مظلوم عورتوں کے ساتھ ہونے والے ظلم میں کم از کم کوئی عالم ملوث نہیں۔

اس کو سینیٹر بنانے والے کون ہیں؟

اور اگر کسی نے بھی خواہ اس کا تعلق کسی بھی مکتبہ فکر سے ہو سماج کے کسی بھی شعبہ سے ہو اس کے خلاف تادیبی کاروائی کرنا کس کی ذمہ داری ہے؟

کیا یہ ذمہ داری علماء کی ہے؟

یا ذمہ داری ریاست کے حکمرانوں کی ہے؟

عزیزانِ گرامی!

ان کالموں پر تبصرہ تو اس مضمون میں ممکن نہیں ہاں بتوفیق الٰہی اگلے مضمون ''اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات عقل و دانش کی عدالت میں'' میں ضرور کیا جائے گا۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ ان کالموں میں کہیں بھی ان سفارشات کے حق میں قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں دی گئی۔ بلکہ اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی اس ضمن میں اپنا موقف واضح نہیں کیا۔ جیو Geo چینل نے جب ان سے ان کا موقف جاننے کی کوشش کی تو ان کا جواب یہ تھا۔

Marfat.com

"پروگرام کے میزبان ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے پروگرام کے دوران کئی مرتبہ اسلامی نظریاتی کونسل کا موقف جاننے کی کوشش کی تاہم چیئرمین کے سیکرٹری نے یہ کہہ کر بات کرانے سے انکار کر دیا کہ وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتے۔ان کا کام سفارشات پیش کرنا تھا اب یہ پارلیمنٹ کا کام ہے کہ وہ اسے منظور کرے یا رد۔ وہ فی الحال کوئی تبصرہ نہیں کر سکتے اس موقع پر بعض دیگر اراکین سے بھی رابطے کی کوشش کی گئی تاہم کوئی ان سفارشات کا دفاع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ 23

یہ زائرانِ حرم مغرب ہزار رہبر نہیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں
غضب ہیں یہ مرشدانِ خود بیں خدا تیری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

عزیزانِ گرامی!

ہمارے وطن عزیز میں جہاں ہر ابن الوقت دل میں لندن کی ہوس رکھتا ہو۔اور قصر سفید کے سامنے سربسجود ہونے کے لئے بے قرار رہتا ہو ان کی سفارشات پر کون بھروسہ کر سکتا ہے۔ بقول اقبال)

؎ بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر

میں اپنی قوم کے صحافیوں، دانشوروں اور ادیبوں سے یہ درخواست کروں گا کہ براہِ کرم حقیقت کو حقیقت کی آنکھ سے دیکھئے...... ہر چیز کا نزلہ علماء پر نہیں گرائیے...... اپنی ذمہ داری بھی محسوس کیجئے اگر یہ سفارشات قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں تو دلائل کی روشنی میں اپنے کالم کو مزین کیجئے...... ورنہ محض لفظوں کی تلوار سے علماء اسلام کا استیصال آپ کے منصب کے شایانِ شان نہیں۔

سفارشات کے خارجی محرکات:

ان سفارشات کے ساتھ اگر ہم عالمی صورتحال، یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی فرق

Marfat.com

میسن کی اسلام کے خلاف سازشیں ملاحظہ کریں تو ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ حقوقِ نسواں کی آڑ میں مغربی اقدار کی راہیں کس طرح ہموار کی جا رہی ہیں۔

عزیزانِ گرامی!

اس حقیقت سے کوئی بھی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا کہ استعماری قوتیں عرصہ دراز سے ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کرنے کی سازشیں کرتی رہی ہیں اور نام نہاد حقوق کا بہانہ بنا کر قرض اور امداد روکنے کی دھمکیاں اور ان پر عمل درآمد کوئی نئی بات نہیں۔ اور جب تک مملکتِ خداداد پاکستان کشکول نہیں توڑے گی اپنی ملت کے خاندانی نظام کو خود ہی تہس نہس کرتی رہے گی۔

اور اس خاندانی نظام کو یہ کہہ کر تباہ نہیں کیا جائے گا کہ اے ملکِ پاکستان کی عوام! ہم نے بہت غور کیا اپنی عیاشیوں اور تمہاری معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قرضوں کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت تک نہیں مل سکتے جب تک کہ ہم اپنے خاندانی نظام کو تباہ نہ کر دیں آؤ اے پاکستان کے لوگو! ہم سب حکمرانوں کی عیاشی کے لئے اپنی معاشی حالت کو سدھارنے کے لئے اپنے خاندانی نظام کو تباہ کرتے ہیں۔

بلکہ اس کے لئے ایسے مضامین اور تقاریر، ٹاک شوز مرتب کئے جائیں کہ جس سے ذہن فوراً اثر قبول کرے اور ہم اپنے ہی ہاتھوں اپنے ہی آشیاں کو جلا ڈالیں اور پھر خوشی سے بھنگڑے ڈالیں کہ اس قید سے نجات مل گئی شاید دنیا میں ہمارے جیسے لوگ شاذ و نادر ہی ہوں جو سائباں کو قید خانہ سمجھتے ہوں۔

عزیزانِ گرامی!

یہ صرف میں نے تخیل کی بنیاد پر نہیں کہہ دیا بلکہ ایسا سب کچھ ہو رہا ہے اور ہونا ہے۔

پروٹوکولز (۱۹۱۸ء میں یہود کی ایک عظیم سازش پکڑی گئی جس کے انکشاف سے پورے یورپ میں ایک تہلکہ سا مچ گیا یہ خفیہ دستاویزات Protocols of the elders of zions کے نام سے جانی جاتی ہے ان میں یہود کے وہ منصوبے درج ہیں جو انہوں نے دنیا کو اپنا غلام بنانے کے سلسلے میں تیار کیے تھے۔) کا مصنف لکھتا ہے۔

Marfat.com

''ترقی پسند اور روشن خیال کہلانے والے ممالک میں ہم نے لغو فحش اور قابل نفرت قسم کے ادب کو پہلے ہی خوب فروغ دے رکھا ہے۔عناں اقتدار سنبھالنے کے کچھ عرصے کے بعد ہم عوام کی تقریروں اور تفریحی پروگراموں کے ذریعہ مخرب اخلاق ادب کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ہمارے دانشور جنہیں غیر یہود کی قیادت سنبھالنے کی تربیت دی جائے گی ایسی تقاریر اور مضامین تیار کیا کریں گے جن سے ذہن فوراً اثر قبول کریں گے تاکہ نئی نسلیں ہماری متعین کردہ راہوں پر گامزن ہوسکیں۔''24

بقول علامہ اقبال:

ہر ملتِ مظلوم کا یورپ ہے خریدار — اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
بجلی کے چراغوں سے منور کیے افکار — یہ پیر کلیسا کی کرامت ہے کہ اس نے

مسلمانوں کی نئی نسل کو یہودی اپنی متعفن کردہ راہوں پر تو چلادیں گے مگر قانون کی تلوار توان پر لٹکتی رہے گی۔اس کا علاج کیا ہوگا۔اسی پروٹوکولز میں لکھا ہے۔

''ہم قوانین کی تنسیخ کا حکم ختم کرادیں گے، یہ حق مکمل طور پر ہماری طرف منتقل ہوجائے گا۔یعنی قانون کی تنسیخ اور اس میں ردوبدل حکمران کی صوابدید پر ہوگا۔''25

(شرعی) قوانین کی تنسیخ کا یقیناً مذہبی حلقوں میں ایک شور برپا ہوگا اور وہ آسانی سے اس قسم کے قونین میں ترمیم کو قبول نہیں کریں گے ان کی ایما پر عوام بھی باہر روڈوں پر آجائیں گے اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ ہر کردہ ناکردہ گناہ ''مُلّا'' کے سر تھوپنا شروع کردیا اب اسی مسئلہ میں دیکھ لیجئے قصور اس نظام کا ہے جو برٹش راج سے چلا آرہا ہے اور ایف آئی آر مُلّا کے خلاف کٹ رہی ہے اس کو پریس کے ذریعے اس قدر ابھارا گیا کہ لوگ بھی سمجھنے لگے کہ اس میں بھی قصور مُلّا ہی کا ہے۔

پروٹوکولز کا مصنف لکھتا ہے:

''آج کا پریس کیا کردار ادا کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان جذبات کو

Marfat.com

ابھارتا ہے جو ہمارے مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہوتے ہیں"۔26

مگر کیا یہ پریس اسلامی ممالک میں اپنی جڑوں کو اتنا مضبوط کرلے گا۔اور اگر کر بھی لے تو کیا ہمارے لوگ اس پر اسی طرح یقین کرلیں گے۔

پروٹو کولز کا مصنف لکھتا ہے:

"ہندو دیوتا ویشنو کی مانند ان کے بھی سو ہاتھ ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک رائے عامہ کی ایک ایک دکھتی رگ پر انگلی رکھے گا۔جب بھی لوگوں میں کسی قسم کا ہیجان پیدا ہوا تو یہ ہاتھ رائے عامہ کی رہنمائی ہمارے مقاصد کی تکمیل کی سمت میں کردیں گے۔چونکہ ہر مریض گھبراہٹ اور ہیجان کے عالم میں قوت فیصلہ کھو بیٹھتا ہے اور آسانی کے ساتھ دوسروں کے جھانسے میں آجاتا ہے اس لئے وہ احمق یہ سمجھیں گے کہ وہ اپنے کیمپ کے کسی اخبار کا نقطہ نظر دہرا رہے ہیں لیکن دراصل وہ ہمارے موقف یا ہماری پسند کے نقطہ نظر کی تائید کررہے ہوں گے اور اسی پرچم کے پیچھے چل رہے ہوں گے جو ہم نے ان کے لئے لہرا دیا ہوگا۔"27

بقول اقبال:

کیا تجھ کو نہیں اپنی خودی تک بھی رسائی! اغیار کے افکار و تخیل کی گدائی!

جلد از جلد طلاق کا قانون کس نظریئے کی بھینٹ چڑھنے کو ہے؟

سفارشات کن کی ایما پر بھیجی گئیں؟

اور مقاصد کیا حاصل کئے جائیں گے؟

ضرورت ان باتوں کا جائزہ لینے کی ہے۔اور ادیب و دانشور،علماء،صحافی،وکلاء سب کو اس کا جائزہ لینا ہوگا محمد عطاءاللہ صدیقی اپنے مضمون "تحریک نسواں کی اصل حقیقت؟" میں لکھتے ہیں:

1893 میں الیز ابرٹ گیمبل نے "عورت کا ارتقاء" کے عنوان سے کتاب تحریر

Marfat.com

کی۔موصوفہ نے اپنی تحقیق کا نچوڑ یوں بیان کیا کہ ''شادی نے عورت کو جنسی غلام بنادیا ہے''

جان سٹورٹ مل نے ''عورتوں کی محکومیت'' کے نام سے معرکۃ الآرا کتاب لکھی۔حقوقِ نسواں کا جذباتہ پر چارک تھا۔اس کا یہ قوم زبان زدِ عام رہا۔

''شادی واحد غلامی کی صورت ہے جو اب تک ہمارے قانون کے تحت جائز ہے، نکاح کا بندھن قانونی رنڈی بازی کے مترادف ہے''۔

چارلٹ میگمن کا قول ہے ''عورت اور مرد کے درمیان شادی کے بغیر جنسی تعلقات کو ہم بدکرداری نہیں سمجھتے''۔

ڈبلیو آئی جارج نے 1913ء میں ایک مضمون میں اعلان کیا۔''تحریک نسواں کا اصل مقصد شادی کو ختم کرنا اور آزادی جنسی تعلقات کا قیام ہے''۔

''میں غیر شادی شدہ اکیلی عورت کو قابلِ عزت سمجھتی ہوں۔میری یہ پیش گوئی ہے کہ وہ وقت دور نہیں کہ جب شادی کے بغیر زندگی گزارنے والی اکیلی عورت شادی شدہ خواتین سے زیادہ قابلِ عزت سمجھی جائے گی۔28

اب آپ ہی غور فرمایئے ان سفارشات کے مقاصد پر!

اس غیر اخلاقی اور غیر شرعی سفارشات پر اور دور حاضر کے ان تجدد پسندوں کے لئے اقبال کی زبان میں یہی کہا جا سکتا ہے۔)

اس قوم کو تجدید کا پیغام مبارک ہے جس کے تصور میں فقط بزم شبانہ
لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

سفارشات کے اثرات:

قابل غور بات یہ ہے کہ ان سفارشات کے اثرات کیا مرتب ہوں گے۔

جب لڑکی کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ مجھے تین مہینے کے بعد طلاق مل جائے گی اس) بندھن سے گلو خلاصی حاصل کرلوں گی تو اس وقت یہ لڑکی جذبات میں ہوئی اس کے اہل خانہ بھی اسی کوشش میں ہوں گے اور نتیجہ توقع کے عین مطابق ہوگا یعنی عدالتی طلاق۔

Marfat.com

مگر ان جذباتی فیصلوں کی عدالتی طلاقیں معاشرے پر کیا اثرات مرتب کریں گی اس کی جانب ہمارے دانشوروں نے سوچنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی۔

کیا اس معاشرے میں جہاں آئے روز مردوں کی تعداد گھٹ اور عورتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے کوئی اور اچھا رشتہ مل سکے گا؟

کیا اس عورت کی نان ونفقہ کی ذمہ داری آئندہ کوئی اٹھانے کو تیار ہوگا؟

اگر طلاق کی شرح ہمارے معاشرے میں یونہی بڑھتی رہی تو کیا معاشرے میں اس کے سبب بے راہ روی کا سیلاب نہیں آئے گا جہاں مادر پدر آزاد میڈیا، مانع حمل ادویات بغیر کسی دقت بلکہ با آسانی سہولت کے ساتھ دستیاب ہو وہاں اس آتش فشاں سے بچنا کیسے ممکن ہوگا۔

اور اگر یہ جوڑا صاحب اولاد بھی ہوا تو ان کے بچوں پر جو نفسیاتی اثرات مرتب ہوں گے ان کے بارے میں بھی آپ نے سوچا اگر نہیں تو یہ سوچنا کیا آپ کی ذمہ داری میں شامل نہیں؟

اور اگر یہ بچے اس خاندانی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر تخریب کار، چور، ڈاکو یا اس قسم کے کسی کرائم میں مبتلا، ہوئے تو معاشرے میں کس قسم کے فسادات، اور معاشرتی کرائسس جنم لیں گے اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟

نجات کا راستہ

ہاں اگر ہم نے اسلام کے بتائے ہوئے اور بنائے ہوئے طریقے کو اپنایا تو یقین جانئے وہ گھرانے جو جذباتی فیصلوں سے تباہ ہونے جا رہے ہوں گے صبر وحکمت سے خوش و خرم گھرانوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔

ان کی زندگی جھگڑوں کی خزاں سے نکل کر محبت کے چمن میں خوشبو کی مانند ہو جائے گی۔
اور امت مسلمہ کا ایک تابناک مستقبل ہمارے سامنے ہوگا۔

Marfat.com

ماخذومراجع

1- روزنامہ جنگ کراچی اتوار 16 نومبر 2008

2- جمال کرم جلد دوم صفحہ 187 تا 189 از پروفیسر حافظ احمد بخش مطبوعہ ضیاء القرآن مارچ 2003

3- سورہ نساء آیت ۳۴ پ ۵

4- سورہ نساء آیت ۳۵ پ ۵

5- تفسیر ضیاء القرآن جلد اول صفحہ 343

7- از علامہ جلال الدین سیوطی درمنثور جلد دوئم صفحہ 431 مطبوعہ ضیاء القرآن

8- تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ 691

9- ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ 273

10- سورہ بقرہ آیت ۲۲۷ پ ۲

11- سورہ بقرہ آیت ۲۲۹ پ ۲

12- سورہ طلاق آیت ا پ ۲۸

13- ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ 274

14- روزنامہ ایکسپریس بروز ہفتہ 22 نومبر 2008

15- روزنامہ جنگ بروز بدھ 26 نومبر 2008 کالم تحریر ہونے تک

16- روزنامہ جنگ بروز منگل 25 نومبر 2008

17- روزنامہ ایکسپریس بروز بدھ 26 نومبر 2008

۱۸- ایکسپریس بروز پیر 24 نومبر 2008

Marfat.com

19- (ایضاً)

20- روزنامہ جنگ بروز ہفتہ 22 نومبر 2008

21- روزنامہ جنگ بروز پیر 24 نومبر 2008

22- (ایضاً)

23- روزنامہ جنگ جمعرات 20 نومبر 2008

24- یہودی پروٹوکولز صفحہ 184

25- یہودی پروٹوکولز صفحہ 193 مترجم محمد یحییٰ خان

26- یہودی پروٹوکولز صفحہ 173

27- یہودی پروٹوکولز صفحہ 177

28- حقوق انسانی کی آڑ میں صفحہ 233,234

Marfat.com

باب نمبر 6

اسلامی تہذیب وثقافت پر شب خون

اذہان عالم میں ایک شورش بپا ہے...... اقلیم قلب کے سمندر تہہ و بالا ہو رہے ہیں...... بکھرے ہوئے)افکار کی سرکش موجوں اور بپھرتے ہوئے طوفانوں کا زور ہے...... آسمان کی رنگت سرخی سے سیاہی میں تبدیل ہو چکی ہے...... بجلیاں گرج چمک کے ساتھ زمین پر گرنے کے لیے بے تاب ہیں...... فضاء آسمان ایک محشر بپا کرنے پر تلا ہوا ہے اور کائنات کی ہر شئے ابھرنے اور اچھلنے کے لیے بے قرار ہے۔

اگر کوئی لشکر جرار نہیں آ رہا تو یہ گرد و غبار کیوں ہے؟

اگر شعلے نہیں بھڑک رہے تو یہ دھواں کہاں سے اٹھ رہا ہے؟

اور اگر کچھ ہونے والا نہیں تو یہ علامتیں کیوں ظاہر ہو رہی ہیں؟

عالم اسلام آج پھر سازشوں کی زد میں ہے اور ان سازشوں کی علامتیں اور آثار دنیا کے چپے چپے پر موجود ہیں۔ سازشوں کی یلغار کسی ایک رخ سے نہیں بلکہ ہر جہت سے حملہ آور ہو رہی ہیں اقتصادیات کا میدان ہو یا سیاسیات کا ایوان...... تہذیب وثقافت ہو یا تہذیب وتمدن...... تعلیم و تربیت ہو یا علم عملیت......

سازشیں ہر رخ سے حملہ آور ہیں۔

دشمنانِ اسلام کا اسلامی تہذیب وثقافت پر شب خون کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ سوچی سمجھی منصوبہ بندی کا حصہ ہے ملت اسلامیہ کے سینوں میں موجود روح اسلامی کو کمزور کرنے

Marfat.com

کے لیے انہوں نے تمدن اور تہذیب و ثقافت کے نام سے بڑی دلکش و دلفریب چیزیں پھیلائیں، تہذیب و ثقافت کا جو مغز ہے وہ تو کبھی سامنے نہیں لائے صرف چھلکے ہی چھلکے پھینکے الجھانے والے، بہکانے والے، ورغلانے والے اور ہر اس طریقہ کو عام کیا جس سے ملت اسلامیہ کی نئی نسل فتنوں کی دلدل میں اترتی چلی جائے۔

اسلام دشمنوں نے تہذیب و ثقافت پر شب خون مارنے کے لیے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں، دانشوروں، مبصروں، مفکروں کے انداز فکر اور ان کی عادات کو یورپی رنگ میں رنگنے کی بھر پور کوشش کی۔ ان کی اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کے لیے برین واشنگ ہونے لگی انہوں نے تجدید کے نام سے ہر اس چیز کو ترک کر دینے کے لیے آواز بلند کی جس کا تعلق مسلمانوں اور اسلام سے تھا۔ خواہ وہ فکر و تدبر ہو یا رسم و رواج، عادت و اطوار ہوں یا قدر و منزلت کے نمونے اس میں دین و مذہب کو شامل کیا گیا بلکہ جتنی موروثی چیزیں اس میں شامل ہیں ان سب کا استخفاف ان کا نصب العین ہو گیا اس دلیل و حجت کے ساتھ کہ یہ سب قدیم ہیں عتیق ہیں یہ تمدنی رفتار کے ساتھ نہیں چل سکتیں اور تمدنی رفتار کا مقصد ان کے نزدیک اخلاق حسنہ بھی نہیں، علم و تمدن بھی نہیں بلکہ صرف یورپی تہذیب کے چھلکے سمیٹنا ہے۔

شراب و کباب کی محفلوں میں دوسروں کی عورتوں کے ساتھ رقص کرنا، فیملی کے دوست بلکہ زیادہ صحیح لفظوں میں بیوی کے دوستوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا اور HAPPY NEW YEAR کی قاتلانہ ہنگامہ خیزیوں میں شریک ہونا، تقلید یورپ کا یہ بخار لوگوں کے لیے عذاب بن گیا۔ قوم کے نوخیز زرخیز ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ اہل یورپ کے طور طریقے ہی روشن خیالی ہیں اور تہذیب و تمدن کے اجلے لباس کی مانند ہے۔

اس اڈتی ہوئی ننگی ثقافت کے لاوے نے سماجی اقدار اور اسلامی ثقافت کے حسن کو جلا کر بھسم کرنے کی کوشش کی اور پھر وہی ہوا کہ، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اسلامی ممالک میں رمضان کے مہینے میں دن میں کھانا پینا عام ہونے لگا، سڑکوں اور بیچ چوراہوں پر شراب خوری عام ہونے لگی اور تو اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایوان میں شراب پر سے پابندی ہٹانے کا مطالبہ کیا جانے لگے، قحبہ خانوں کے قصے کہانیاں اور فسق و فجور کے

Marfat.com

بند کرے، نہیں نہیں بلکہ حقوق نسواں بل کے نام پر فحاشی و عریانیت کے پرمٹ جاری کیے جانے لگے اور اس سے آگے مزید یہ کہ روشن خیالی کے نام پر نیم عریاں دوشیزاؤں کو سڑکوں پر دوڑا کر یورپی ثقافت کی نقالی کر کے خود کو لبرل اور سیکولر ثابت کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں۔

گرتے ہوئے حوصلوں اور پست ہوتی ہمتوں اور تہذیب کے پھندے میں گرفتار ارباب اقتدار کا یہ حال رہا کہ ان کی آوازیں یہاں تک بلند ہونے لگیں کہ یورپی نظام اختیار کیا جائے اور مغرب کے قلاوے کو زمرد سے تعبیر کیا جائے۔

جو نہ تھا خوب بتدریج وہی خوب ہوا   کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

عزیزان گرامی!

اسلامی تہذیب و ثقافت ان کی آنکھوں میں خار بن کر کیوں کھٹک رہی ہے اس کا اظہار ھملٹن گلب اپنے سینے میں چھپے بغض کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''مسلمانوں کو مغربی تہذیب کی طرف مائل کرنے کی کوشش کا مقصد اسلامی تہذیب کا خاتمہ ہے کیونکہ مسلمانوں کی ملی وحدت کی بنیاد یہی تہذیب ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ تعلیمی، ثقافتی اور ابلاغی ذرائع سے کام لے کر اس تہذیب میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں عمل میں لائیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمانوں کو ان کا عمل اپنے دین سے بے بہرہ قوم ظاہر کرے گا لیکن خود ان کو احساس تک نہ ہوگا''۔ 1

پھر قلمی مزدوروں نے اپنے آقاؤں کے اشارہ ابرو پر یا پھر ملت اسلامیہ کے نادان دوستوں نے اسلامی تہذیب و ثقافت کا جنازہ نکالنے کے لیے اپنے زہریلے افکار کے نشتر سے اسلامی معاشرے کی پاکیزہ ثقافت میں چرکے لگانے شروع کیے۔

ایک سوشلزم کے دلدادہ پاکستانی ادیب لکھتے ہیں:

''مسلم کلچر نام کی کوئی چیز نہیں۔ ہر مسلمان کا کلچر دوسرے سے مختلف ہے تمام مسلمان ممالک میں دینی اعتقادات بے شک ایک ہیں لیکن ان کا کلچر ایک نہیں ہوسکتا۔'' 2

Marfat.com

ایک اور دانشور کا قلمی حملہ ملاحظہ فرمائیے:

''پاکستان کے چار صوبے ہیں ہر صوبے کی اپنی ایک زبان ہے ان کے اپنے رقص ہیں ان کی اپنی تہذیب ہے ان کا اپنا لباس ہے ان سب کو آپ اسلامی کلچر کے تابع کیسے کر سکتے ہیں'' 3

اس کے کیا اثرات سامنے آئے مریم خنساء لکھتی ہیں:

''اس افسوس ناک حقیقت کا ادنیٰ سا مظہر ہر سال پاکستان میں دیکھا جاتا ہے کہ یوم آزادی کے دن پاکستان کے مسلمان سندھی ہندو سندھیوں سے یکجہتی کے لیے کنٹرول لائن کی طرف جاتے ہیں۔ وہ ان حد بندیوں کو توڑ ڈالنے کا عزم رکھتے ہیں مگر دوسری طرف کراچی میں مسلمان مہاجروں کا وجود ان سے برداشت نہیں ہو پاتا۔'' 4

عزیزان گرامی!

رقص وسرور کی محفلوں کو تہذیب و ثقافت سے موسوم کر کے ملت اسلامیہ کو اسلامی تہذیب وثقافت سے دور کرنا ان کا نصب العین ہے۔

ایک مشہور دانشور لکھتے ہیں:

''ہم نے رقص کو عریانی سے منسوب کر رکھا ہے۔ رقص جسم کی عریانی نہیں جسم کی شاعری کا نام ہے انسانی جسم کو دیکھ کر اللہ کی قدرت یاد آتی ہے تو یہ کون سا گناہ ہے اگر رقص دیکھ کر کسی کے جنسی جذبات برانگیختہ ہو جاتے ہیں تو اسے کان سے پکڑ کر محفل سے نکال دیا جائے لیکن رقص ہی کو رد کر دینا غلط ہے'' 5

اورتو اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ان کی غیرت وحمیت کو سلانے کے لیے اس گندی تہذیب وثقافت کو اسلامی پیرہن کا حسین لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے۔

مشہور ومعروف ڈرامہ نگار اصغر ندیم سید کا بیان ہے کہ

''رقص اسلامی تہذیب کا حصہ ہے۔'' 6

رقاصہ نگہت چوہدری کا کہنا ہے:

Marfat.com

''رقص کو عبادت کا درجہ دیتی ہوں رقص میری روح ہے مجھے نماز میں اتنا سکون نہیں ملتا جتنا ڈانس سے حاصل ہوتا ہے'' 7

عزیزان گرامی!

یہ دشمن اسلام نضر بن حارث کے وہی جانشین ہیں جو عہد رسالت ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے گانے اور ناچنے والی لونڈیاں لایا تھا۔

ایسوں ہی کے لیے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ 8

''اور انسانوں میں سے بعض وہ بھی ہیں جو لغو باتوں کو خرید لیتے ہیں کہ بے عملی کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

علامہ آلوسی اس آیت کے شان نزول میں لکھتے ہیں:

''کفار مکہ کی شدید مخالفت کے باوجود جب دین اسلام روز بروز پھیلتا چلا گیا اور قرآن کا حسن اعجاز لوگوں کے دلوں کو موہنے لگا تو اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو ختم کرنے کے لیے نضر بن حارث نے ایک چال چلی، یہ تجارت پیشہ آدمی تھا اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مختلف ممالک ایران، عراق، شام وغیرہ میں اس کی بکثرت آمد ورفت تھی۔ وہاں سے وہ رستم و اسفند یار کے قصے، بادشاہوں کی جنگوں کی کہانیاں اور افسانے خرید کر لے آیا اور جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو کلام الٰہی پڑھ کر سنانے لگتے تو وہ بالمقابل اپنی مجلس جماتا اور لوگوں کو دلچسپ افسانے اور بے سروپا کہانیاں سناتا جو کم فہم لوگوں کی طبع کا باعث ہوتیں؛ چنانچہ کئی لوگ قرآن کریم سننے کے بجائے اس کی مجلسوں میں شرکت کو ترجیح دیتے...... اس ظالم نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا، بلکہ اس نے کئی پری پیکر لونڈیاں بھی خرید رکھی تھیں جو رقص وسرود کے فن میں ماہر تھیں۔

Marfat.com

جب اسے پتہ چلتا کہ فلاں شخص اسلام کی طرف مائل ہو رہا ہے تو وہ ان مہ وشوں کو اس کے اوپر مسلط کر دیتا۔ جو گا تیں، ناچتیں اور ہر ذلیل حرکت سے اس کا دل لبھاتیں۔ حتیٰ کہ وہ حق کے حسن و دلکشی سے بے خبر ہو جاتا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ فرما کر ایسے لوگوں کے انجام بد سے پردہ اٹھا دیا۔''9

دوسری جگہ فرمایا:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِندَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً)وَتَصْدِيَةً۔10

''ان کی نماز کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں پیٹنا۔''

یہ کس تہذیب و ثقافت کی بات کرر ہے ہیں؟

یہ اسلامی تہذیب و ثقافت پر حملے کیوں کرر ہے ہیں؟

مسلمانو! سوچو! ذرا سوچو!

ماکولات و مشروبات سے لے کر لباس و فیشن تک اور انگریزی زبان سے لے کر میڈیا تک مغرب کی ننگی ثقافت کا عفریت منہ پھاڑے نظر آئے گا بازاروں میں ایسے امریکی اور یورپی لباس عام ہیں جن پر انگریزی میں ایسی عبارتیں لکھی ہوئی ہیں جو جنسی خواہشات کے لیے محرک ہو سکتی ہیں۔ اور بعض پر اسلامی مقدسات کے خلاف بھی جملے درج ہوتے ہیں۔

مثلاً kiss me میرا بوسہ لو i am jewish میں یہودی ہوں prostitute بازاری عورت، اور ایسے جملے لکھے ہوتے ہیں جنہیں میرا قلم لکھنے سے عاجز ہے۔

یہ ہماری نوجوان نسل کو کس جانب لے جایا جا رہا ہے ہمیں احساس تک نہیں کہ ہمارے خلاف کس طرح کی سازش کے جال بُنے جا رہے ہیں۔ اور ہم اس سازش کے جال میں ہنسی خوشی پھنستے جا رہے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کے آئیڈیل صلاح الدین ایوبی، محمود غزنوی اور محمد بن قاسم کے بجائے فلمی اداکار ہو چکے ہیں ہماری نوجوان بہنیں فاطمہ و خولہ کے سیرت و کردار کو فراموش کرتی جا رہی ہیں

کل تک ہمارے معاشرے میں ہمارے بچے گڑیا گڈوں کے کھیل میں گڑیا کے لیے

Marfat.com

وہی کپڑے ہوتے تھے جو ہمارے مشرقی معاشرے کی عکاسی کرتے تھے اور جب یہ بچے بڑے ہوتے تو یہ چیز، ان کی مشرقی روایات ان کے دل و دماغ میں رچ بس چکی ہوتی تھیں۔ لیکن ہمارے بچوں کو جو آئندہ ملک وملت کی نمائندہ ہوگی، قیادت اس کے ہاتھ میں ہوگی مغرب نے ان کے ذہنوں سے اسلامی تہذیب وثقافت کو نوچنے کے لیے جو ہتھکنڈے استعمال کیے ان کی ایک مثال آپ کے سامنے رکھتا چلوں۔

باربی ڈول (ایک خاص قسم کی گڑیا) اس گڑیا کو مشرقی لڑکیوں میں فحاشی کے رجحانات بڑھانے کے لیے اس طرح استعمال کیا گیا ہے کہ ہمیں احساس تک نہ ہوسکا کہ کیا ہورہا ہے؟

اس بات نے ملت اسلامیہ کے ایک حساس طبقے کو سوچنے پر مجبور کردیا حالانکہ ایران میں ایسی گڑیا بازار میں آگئی ہے جو اسلامی لباس زیب تن کیے ہوئے ہے لیکن انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کی ٹھیکداروں (یہود و نصاریٰ) کی سرپرستی کی وجہ سے مسلم بچیوں کے درمیان "باربی ڈول" کی مقبولیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔

عزیزان گرامی!

انہوں نے اسلامی ثقافت کے ہر پہلو کو نشانہ بنایا اور اسلامی ثقافت کے ہر اس پہلو کو تباہ کرنے کی کوشش کی جس کے ذریعے اسلامی ثقافت کو تباہ و برباد کیا جاسکے۔ اگر کوئی مسلم دوشیزہ سر پر اسکارف رکھ لے تو اسے فنڈامینٹلسٹ، دقیانوسی کہا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی نن ہو تو اسے پورا یورپ جھک کر سلام کرتا ہے۔

اگر کوئی مسلمان داڑھی رکھ لے تو ساری دنیا کے سامنے وہ دہشت گرد قرار پاتا ہے لیکن یہودی عیسائی اور سکھوں کی داڑھی پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔

آخر ان انتقامی کاروائیوں کا نشانہ صرف مسلمانوں ہی کو کیوں بنایا جاتا ہے؟

اس کے مقاصد کیا ہیں؟

یہ کیوں اسلامی تہذیب کے خون آشام دشمن ہو چکے ہیں؟

عزیزان گرامی!

یہ سب اس لیے ہے کہ مسلمانوں کے اسلامی تشخص کو تباہ و برباد کردیا جائے اگر یہ اسلامی

Marfat.com

تشخص برقرار رہا تو اس انقلابی اور آفاقی دین کو تبدیل کرنا اور ان کے اسلامی تشخص کے خاتمہ کا خواب، خواب ہی رہ جائے گا۔

اسلامی شریعت، تہذیب و ثقافت اسلام کے اخلاقی نظام کی بہاریں گلوبلائزیشن در حقیقت امریکنائزیشن کے مادی فلسفے کی خزاؤں کے لیے پیغامِ موت ہیں یہ جانتے ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے دلوں میں ان کے دین کی عظمت ہے اس وقت تک دنیا میں کہیں بھی ان کی فرعونیت کا سکہ نہیں چل سکتا۔

ملت اسلامیہ کے غیور لوگو!

تمہاری تباہی کے مشورے ہو رہے ہیں، تمہاری تہذیب و ثقافت پر شب خون کی تیاریاں ہی نہیں بلکہ شب خان مارے جا رہے ہیں، ہر روز ایک نیا فتنہ، ہر روز ایک نئی آندھی، ہر روز ایک نئی آفت جنم لے رہی ہے۔

خدارا!

اپنے آپس کے اختلافات ختم کر کے ملتِ اسلامیہ کے مستقبل کی بہتری کے لیے ایک ہو جاؤ اور کفار کی سازشوں کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ، اپنی درخشاں تہذیب و ثقافت کو بچانے کا آغاز اپنے گھروں سے کرو۔

یقین جانو!

یہ مغرب کی کھلی و ننگی تہذیب و ثقافت تمہاری تابندہ تہذیب و ثقافت کے سامنے چند لمحے بھی نہ ٹھہر سکے گی۔

Marfat.com

ماخذ و مراجع

1- ضیاء النبی جلد ششم صفحہ ۲۵۰ بحوالہ قوی الشر المتحالفہ

2- احمد ندیم قاسمی، روزنامہ جنگ کراچی ۱۵ دسمبر ۱۹۹۱ء

3- حبیب جالب، روزنامہ جنگ ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء

4- مسلمانوں کا فکری اغوا صفحہ ۱۵۶

5- احمد ندیم قاسمی روزنامہ جنگ لندن ۱۸ دسمبر ۱۹۹۱ء

6- روزنامہ جنگ ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء

7- روزنامہ خبریں ۲۱ مارچ ۱۹۹۶ء

8- لقمان 6

9- ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۵۹۹

10- انفال 35

Marfat.com

باب نمبر 7

کلیسا کا نظام تعلیم اور دینی مدارس

یہ اس زمانے کی بات ہے جب اندلس میں مسلمانوں کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور پورا اسپین اہل صلیب کے دست نگر میں آچکا تھا فرڈی نینڈ اور ازابیلا کی حکمرانی اور پادری زیمینیس نے مسلمانوں کو جس طرح اذیتیں پہنچائیں وہ اہل صلیب کے ماتھے پر ہمیشہ کلنک کا ٹیکہ بن کر چمکتا رہے گا۔

آج ملکہ ازابیلا اور فرڈی نینڈ کے درمیان پھر بحث ہو رہی تھی کہ ہم نے سات سال قبل غرناطہ پر صلیب کے پرچم نصب کئے تھے لیکن میں آج گورنر مینڈوزا اور فادر تلاویرہ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس شہر میں اب تک کتنے مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا ہے، کتنے گرجے اور خانقاہیں تعمیر ہوئی ہیں؟ اور کیا ان لوگوں کو عیسائیت کے دامن میں پناہ دینا اور جہنم کی آگ سے بچانا ہماری اولین ذمہ داری نہیں؟

آپ کو معلوم ہے کہ پادری زیمینیس کتنے ناراض ہو رہے ہیں۔

فرڈی نینڈ نے جواب دیا۔ ملکہ عالیہ! میں اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہیں ہوں مگر آپ کو یہ کیسے سمجھایا جائے کہ مسلمانوں کو غلام بنانے کے لئے صرف طاقت کی ضرورت تھی لیکن انہیں عیسائی بنانے کے لئے حکمت اور دانائی کی ضرورت ہے۔ ان کی شہ رگ ہر وقت ہمارے ہاتھ میں ہے مگر ان کے دل مسخر کرنے کے لئے ہمیں صبر اور حوصلے سے کام لینا پڑے گا۔

Marfat.com

اسی دوران زیمینیس کمرے میں داخل ہوا تو ملکہ نے مسند سے اتر کر اس کا استقبال کیا اور دوزانو ہو کر اس کی قبا کو بوسہ دیتے ہوئے بولی مقدس باپ! تشریف رکھئے!

زیمینیس نے بے پروائی سے فرڈی نینڈ کی جانب دیکھا اور گورنر مینڈوزا کے دائیں ہاتھ خالی کسی پر بیٹھ گیا ملکہ دوبارہ مسند پر آ بیٹھی چند ثانیے کمرے میں خاموشی چھائی رہی بالآخر فرڈی نینڈ نے کہا مقدس باپ! ملکہ عالیہ کو یہ شکایت ہے کہ آپ غرناطہ کے گورنر بشپ تلاویرہ کی کارگزاری سے مطمئن نہیں ہیں۔

پادری زیمینیس نے جواب دیا عالیجاہ! مجھے غرناطہ کے گورنر کے کاموں میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں لیکن میرے معزز بھائی تلاویرہ کلیسا سے تعلق رکھتے ہیں اور کلیسا کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے اگر میں کسی معاملے میں کوئی مشورہ دینا چاہوں تو مجھے یقین ہے کہ وہ برا نہیں مانیں گے۔

بشپ تلاویرہ نے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کلیسا کی بھلائی کے لئے کوئی نیک مشورہ دیں اور میں اس پر عمل نہ کروں؟

زیمینیس نے فرڈینینڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا عالی جاہ! میں یہاں بہت بڑی امیدیں لے کر آیا تھا لیکن غرناطہ کے حالات دیکھ کر میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ کلیسا نے آپ کی عظیم فتح کے ساتھ جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہی تھیں۔ اگر آپ غرناطہ میں مسلمانوں کی مساجد اور کتب خانے دیکھیں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ یہ شہر بھی آپ کی سلطنت کا حصہ ہے ان کی رسومات ان کی زبان اور رہن سہن کے طریقوں میں رتی بھر تبدیلی نہیں آئی ان کے لباس دیکھ کر آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ وہ اب بھی غرناطہ کے حکمران ہیں حکومت کی ناز برداری نے انہیں اس قدر مغرور کر دیا ہے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے پادری کے سامنے بھی دوزانو ہونا پسند نہیں کرتے فادر تلاویرہ کی شکایت نہیں کرتا کہ ان کا طرزِ عمل وہی ہو سکتا ہے جو حکومت کو پسند ہو لیکن عیسائیت کے ان باغیوں کی اصلاح کا طریقہ یہ نہیں کہ ان کی ناز برداری کی جائے اور ان کے ساتھ بحث کرنے کے لئے عیسائیت کے مبلغین کو عربی زبان سیکھنے کی ترغیب دی جائے مجھے یہ سن کر بہت دکھ ہوا کہ فادر تلاویرہ

Marfat.com

نے جن پر ہر معاملے میں کلیسا کی برتری ثابت کرنے کا فرض عائد ہوتا ہے اس بڑھاپے میں عربی زبان سیکھی ہے تاکہ وہ مسلمان علماء کے ساتھ بحث کرسکیں میں عیسائیت کے معاملے میں ان لوگوں کو بحث کی دعوت دینا ایک گناہ سمجھتا ہوں۔ جس طرح آپ نے یہودیوں کے لئے یہ حالات پیدا کئے کہ یا تو عیسائیت قبول کرلو یا اسپین چھوڑ دو ایسے ہی حالات مسلمانوں کے لئے بھی ہونے چاہیے۔

فرڈینینڈ نے ملکہ کی طرف دیکھا اس کی نگاہیں زیمینیس کی تائید کررہی تھیں پھر قدرے توقف کے بعد وہ زیمینیس سے مخاطب ہوا گویا آپ کو یہ بھی شکایت ہے کہ ہم نے یہودیوں کی طرح مسلمانوں کو بھی جبراً عیسائی کیوں نہیں بنایا لیکن آپ یہ بھول جاتے ہیں کہ اسپین کے یہودی غیر مشروط طور پر ہماری رعایا تھے لیکن جن مسلمانوں کی سلطنتوں پر ہم نے قبضہ کیا ہے ان کے ساتھ ہمارے اور اسپین کے سابق حکمرانوں کے تحریری معاہدے موجود ہیں ان معاہدوں میں اس بات کا حلفیہ وعدہ کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو جو حقوق اور مراعات دی گئی ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی اور ان میں سے بعض معاہدے تو ایسے بھی تھے جن کی توثیق پاپائے روم سے کرائی گئی تھی اور ان پر کسی بشپ کو بھی اعتراض نہ تھا اب آپ ہمیں یہ مشورہ نہیں دے سکتے کہ ہم اپنے حلف سے منحرف ہوجائیں اور اگر آپ کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں کہ مستقبل کا مورخ ہمارے متعلق کیا کہیں گے تو بھی آپ کو اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ یہ بدعہدی مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہوگی۔ یہ قوم جس نے آٹھ سو سال اس ملک میں حکومت کی ہے یہودیوں سے بہت مختلف ہے زخمی درندے کا آخری حملہ خطرناک ہوتا ہے انہیں عیسائی بنانے کے لئے میں آپ سے کم بے چین نہیں ہوں لیکن زخمی شیر کی کھال اتارنے سے پہلے آپ کو اس کا جسم ٹھنڈا کرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

زیمینیس نے کہا عالیجاہ! جو قوم زندہ رہنے کے لئے ہماری غلامی قبول کرسکتی ہے وہ موت سے بچنے کے لئے ہمارا دین بھی قبول کرسکتی ہے آپ نے معاہدے کی شرائط کا ذکر کیا ہے لیکن میں صرف یہ جانتا ہوں کہ غلامی ہمیشہ غیر مشروط ہوتی ہے اور بادشاہ اور رعایا کے

Marfat.com

درمیان جو معاہدے طے پا جاتے ہیں ان کا مفہوم وہی ہوتا ہے جسے بادشاہ درست تسلیم کرتا ہو جہاں تک آپ کے حلفیہ اقرار کا تعلق ہے پاپائے روم کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ کلیسا کی بہتری کے لئے آپ کو ہر ایسے حلف کی پابندی سے آزاد کر دے جو آپ کو دین مسیح کی خدمت سے روکتا ہو۔

فرڈی نینیڈ نے بیزار ہو کر کہا میں ایسے لوگوں کو کیسے سمجھا سکتا ہوں جو سمندر میں تیرنے کے بجائے پانی کی سطح پر دوڑنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ مسلمان یہودی نہیں ہیں ان کی پشت پر وہ سلطنتیں موجود ہیں جو اسپین سے کہیں زیادہ طاقتور ہیں ہم نے تو ان سے غرناطہ کی سلطنت ہی چھینی ہے، ترک ہمارا نصف یورپ ہڑپ کر چکے ہیں ہماری سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ ہم نے یہاں ایسے حالات پیدا نہیں ہونے دیئے جن سے باہر کے مسلمانوں کو مداخلت کا موقع ملتا۔

مقدس باپ!

ہم نے غرناطہ اپنی فوج کے بل بوتے پر فتح نہیں کیا ہم نے غرناطہ کے ان غداروں کو تلاش کر لیا تھا جنہوں نے غرناطہ کی کنجیاں ہمارے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دی تھیں اگر ہم ہزار سال تک بھی ان سے لڑتے رہتے تو کبھی فتح نہ پا سکتے تھے۔

لہذا آپ کچھ انتظار کیجئے ہر کام اپنے وقت پر ہی اچھا لگتا ہے۔

زیمینیس نے لاجواب ہو کر کہا علیجاہ اگر میں آپ کے تدبر کی تعریف نہ کروں تو یہ ناشکر گزاری ہو گی۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عیسائیت کی تبلیغ کے کام کو اور زیادہ مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔

میرا مطلب یہ نہیں کہ ہم مسلمانوں کو مشتعل کر کے آپ کے لئے کوئی الجھن پیدا کریں لیکن اگر ہم انہیں یہ احساس دلا سکیں کہ اب اپنا مستقبل اسلام کے بجائے عیسائیت کے ساتھ وابستہ کرنے میں ان کا فائدہ ہے تو ہم بہت جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

فرڈی نینڈ نے کہا اگر آپ فادر تلاویرہ کو کوئی مفید مشورہ دے سکیں تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔

عالیجاہ! اس نیک کام میں فادر تلاویرہ کے ایک معاون کی حیثیت سے میں کچھ عرصہ

Marfat.com

یہیں رہنا چاہتا ہوں فرڈینینڈ نے کہا میں آپ کی یہ خواہش رد نہیں کر سکتا مگر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ جلد بازی سے کام لے کر میرے لئے ایسے حالات پیدا نہیں کریں گے کہ مجھے فوج کے ساتھ یہاں آنا پڑے۔

عالیجاہ میں آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا زیمینیس نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

چند دنوں تک زیمینیس نے کسی پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ مسلمانوں کے متعلق اس کے ارادے کیا ہیں وہ بظاہر ٹھنڈے دل سے گردوپیش کے حالات کا مشاہدہ کر رہا تھا لیکن جب فرڈی نینڈ اور ازابیلا نے غرناطہ سے اشبیلیہ کی طرف کوچ کیا تو اس نے بشپ تلاویرہ کی طرف سے مسلمان علماء اور فقہاء کو یہ دعوت دی کہ ہمارے ایک قابل احترام بزرگ ''فرانسسکو زیمینیس ڈیسنیروز'' آپ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرنا چاہتے ہیں اس لئے آپ پرسوں صبح ہوتے ہی ان کی قیام گاہ پر جمع ہو جائیں۔

چنانچہ تیسرے دن بزرگانِ دین زیمینیس کی قیام گاہ کے کشادہ صحن میں سائبان کے نیچے جمع ہو رہے تھے۔ تلاویرہ نے باری باری ان کا تعارف کروایا اور زیمینیس نے ان کا خیر مقدم کرنے کے بعد بحث شروع کر دی۔

اہل غرناطہ تلاویرہ کے ساتھ انتہائی بے تکلفی سے باتیں کرنے کے عادی تھے لیکن زیمینیس کی گفتگو نے انہیں جلد ہی یہ احساس دلا دیا کہ وہ کسی اور ہی دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ دین اسلام کے مقابلے میں عیسائیت کی برتری ثابت کرنے پر زور دے رہا تھا اور اس کی زبان سے آگ برس رہی تھی۔ عمر رسیدہ علماء کبھی اس کی یاوہ گوئی پر پیچ و تاب کھاتے، کبھی اس کے بھونڈے انداز پر مسکرانے کی کوشش کرتے اور کبھی نفرت سے منہ پھیر لیتے، لیکن کسی نے اس کے ساتھ بحث میں الجھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ حاضرین میں سے اکثر ایسے تھے جو طلیطلہ کی زبان بہت کم جانتے تھے تاہم اس کی گالیاں اور دھمکیاں کسی کی سمجھ سے بالا نہ تھیں۔ زیمینیس اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد نڈھال ہو کر بیٹھ گیا اور فاتحانہ نگاہوں سے حاضرین کی طرف دیکھنے لگا۔

Marfat.com

چند منٹ محفل پر سناٹا طاری رہا۔ پھر آہستہ آہستہ گنگ زبانیں ہلنے لگیں اور ایک دوسرے کو بے حسی اور بے غیرتی کے طعنے دینے لگے۔ تلاویرہ نے آگے بڑھ کر زیمینیس کے کان میں کچھ کہا اور وہ تلملا کر بلند آواز میں چلایا نہیں! میں اپنی زبان میں ہی بات کروں گا اور جو لوگ ہماری زبان نہیں جانتے ان کے لئے اسپین میں کوئی جگہ نہیں۔

ایک خوبرو نوجوان جو اپنے رنگ اور خدوخال سے ہسپانوی معلوم ہوتا تھا تڑپ کر اٹھا اور اس نے طلیطلہ کی زبان میں تقریر شروع کر دی۔ اس شعلہ بیان خطیب کا نام زلغیری تھا اور زیمینیس اس کی تقریر سن کر آگ کے انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ اس نے کئی بار اس کو ٹوکنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز اسلام کے اس پرجوش مبلغ کی آواز میں دب کر رہ گئی۔

جب اس کا جوش ذرا ٹھنڈا ہوا تو زیمینیس دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے چلایا تم ایک ایسے مذہب کی وکالت کر رہے ہو جس کے لئے اندلس میں کوئی جگہ نہیں عیسائیت کی صداقت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم فاتح ہیں اور تمہارا دین تمہیں ہماری غلامی سے نہیں بچا سکا۔

زلغیری نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا ہمیں اسلام سے انحراف کی سزا ملی ہے ہم نے سلامتی کا راستہ چھوڑ دیا تھا جب ہم اللہ اور اس کے رسول کے احکام پر چلتے تھے تو اس خطۂ زمین پر انسانیت کی ساری عظمتیں ہمارے قدموں میں تھیں ہماری آزادی اور خوشحالی کی داستانیں اندلس کے کونے کونے میں بکھری ہوئی ہیں لیکن ہم اپنے خالق کے نافرمان بن گئے تو وقت کی آندھیوں نے ہمیں گھیر لیا اپنی عظیم سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی ہماری سزا شروع ہو چکی تھی ہم نے شہادت کی موت پر غلامی کی زندگی کو ترجیح دی اور آج ہماری بے بسی کا یہ عالم ہے کہ ہم گالیاں دینے والوں کے سامنے احتجاج کا حق بھی نہیں رکھتے۔

زیمینیس نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا میں ایک جذباتی نوجون کے ساتھ بحث میں الجھنا پسند نہیں کرتا تم تھوڑی دیر صبر کرو تمہارے ساتھیوں سے فارغ ہو کر میں اطمینان سے تمہارے ساتھ گفتگو کر سکوں گا۔

ایک قاضی نے اٹھ کر کہا جناب! اگر آپ کو اس نوجوان کی باتوں سے رنج ہوا ہے تو

Marfat.com

ہم سب کی طرف سے معذرت قبول فرمایئے آئندہ ہم آپ کی خدمت میں پیش ہونے والے علماء کے انتخاب میں زیادہ احتیاط سے کام لیں گے ہمارا خیال تھا کہ زلغیری بحث میں حصہ لینے کے بجائے خاموشی سے آپ کے ارشادات سنے گا۔

زلغیری نے جواب دیا آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں اگر میں نے کوئی جرم کیا ہے تو میں سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔

زیمینیس نے اس تندرست اور توانا جوان پر قہر آلود نگاہ ڈالی اور ایک عالم نے اس کا بازو کھینچ کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے دبی زبان میں کہا خدا کے لئے خاموش رہو! یہ ایک درندہ ہے اور درندوں کے ساتھ بحث نہیں کی جاتی۔

زیمینیس نے دوبارہ گفتگو شروع کی تو اس کے لب و لہجے میں کافی ملائمت آ چکی تھی اور غرناطہ کے علماء اس بات سے خوش نظر آتے تھے کہ ان کے ایک نوعمر ساتھی نے جرأت سے کام لے کر ایک متعصب پادری کا دماغ درست کر دیا ہے لیکن جب مجلس برخاست ہوئی تو زیمینیس نے ایک دیو ہیکل سپاہی کا اشارہ کیا اور اس نے زلغیری کو روک لیا۔

زلغیری نے کترا کر باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن اس نے اس کا بازو پکڑ کر کہا "تم مقدس باپ کی اجازت کے بغیر نہیں جا سکتے" بعض ساتھیوں نے زیمینیس سے اس کی سفارش کی لیکن اس کی ڈانٹ ڈپٹ سن کر وہ سب باہر نکل گئے۔

زیمینیس نے زلغیری کا دماغ ٹھکانے لگانے کے لئے جس درندہ صفت آدمی کو منتخب کیا اس کا نام لیون تھا اور وہ اذیت رسانی کے ان تمام طریقوں سے واقف تھا جو محکمہ احتساب کے جلادوں نے ایجاد کئے تھے۔) اور پھر کلیسا کا عقوبت خانہ زلغیری کی چیخوں سے گونج رہا تھا۔

زیمینیس کے نزدیک مسلمانوں کے علمی ذخیرے عیسائیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے اور یہ ایک ایسا ورثہ تھا جن پر مسلمان ناز کر سکتے تھے قدیم سرکاری کتب خانے اور درسگاہیں نایاب کتابوں سے بھری ہوئی تھیں اور غرناطہ کا معمولی آدمی بھی اس بات پر فخر کر سکتا تھا کہ اس کے گھر میں قرآن پاک کے علاوہ مختلف علوم پر کئی کتابیں موجود ہیں۔

Marfat.com

زیمینیس قرآن پاک کی طرح عربی زبان کی ہر کتابوں کو عیسائی مستقبل کے لئے خطرناک سمجھتا تھا، چنانچہ اس نے کتابوں کے خلاف اپنی مہم کا آغاز کرنے کے لئے سب سے پہلے ان لوگوں کی طرف توجہ دی جنہیں جبراً عیسائی بنایا گیا تھا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ عربی کی ہر کتاب کلیسا کے سپرد کردیں چنانچہ جس مجبوری نے ان بدقسمت لوگوں کو مرتد ہونے پر مجبور کردیا تھا اسی مجبوری کے تحت انہیں زیمینیس کے اس حکم کی تعمیل بھی کرنی پڑی۔

پھر جو کتابیں ان سے دستیاب ہوئیں انہیں ایک چوراہے میں جمع کر کے آگ لگادی گئی ان واقعات کے بعد زیمینیس کی جرأت بڑھ گئی۔

چنانچہ جب زیمینیس نے جبراً عیسائی بنائے گئے مسلمانوں کے کتب خانوں اور ان کے گھروں کی تلاشی لینا شروع کی تو فوج اور پولیس کو کلیسا کے پادریوں کی اعانت کے لئے میدان میں آنا پڑا۔ پہلے ڈھنڈورچی کسی محلے میں یہ اعلان کرتے تھے کہ لوگ رضا کارانہ طور پر اپنی کتابیں کلیسا کے پاس جمع کرادیں صرف قابل اعتراض کتابیں چھین لی جائیں گی فلاں تاریخ کے بعد ان کی تلاشی لی جائے گی اور اگر کسی نے کلیسا کی اجازت کے بغیر کوئی کتاب رکھی تو اسے عبرت ناک سزا دی جائے گی۔

لوگوں نے ہزاروں کتابیں رضا کارانہ طور پر کلیسا کے راہبوں کے حوالے کردیں اس کے بعد ہزاروں کتابیں ان سے زبردستی چھین لی گئیں۔ جب یہ راہب مسلح آدمیوں کے ساتھ کسی گھر میں داخل ہوتے تھے تو مسلمان سب سے پہلے قرآن مجید کو چھپانے کی کوشش کرتے تھے لیکن یہی وہ کتاب تھی جسے زیمینیس سب سے زیادہ قابل اعتراض سمجھتا تھا۔

مسلمان احتجاج کرتے لیکن یہ احتجاج بھی عورتوں کی چیخوں اور مردوں کے آنسوؤں تک محدود رہتا۔ قرآن مجید کے جو نسخے فرزندان تثلیث کے ہاتھ آتے انھیں بیل گاڑیوں پر لاد کر ایک کشادہ عمارت میں پہنچا دیا جاتا جو پہلے مسلمانوں کی درسگاہ تھی اور اب کلیسا کے اس دفتر میں تبدیل ہو چکی تھی جہاں سینکڑوں پادریوں کو ان کتابوں کی چھان بین میں مصروف رکھا جاتا تھا۔

زیمینیس بذاتِ خود اس کام کی نگرانی کیا کرتا تھا۔ قرآن پاک کو عام کتب سے علیحدہ

Marfat.com

کرناان کے لئے مشکل نہ تھا۔ پادری کسی کتاب کوکھول کر دیکھنے یا پڑھنے کے بجائے دور سے اس کا صاف ستھرا غلاف دیکھ کر ہی یہ سمجھ جاتے تھے کہ یہ قرآن ہے اور اسے ایک طرف پھینک دیا جاتا تھا باقی کتابوں کے متعلق بھی انھیں کسی چھان بین کی ضرورت نہ تھی۔

ان کے نزدیک عربی خالصتاً مسلمانوں کی زبان تھی اور عربی کی ہر کتاب قابل اعتراض سمجھی جاتی تھی۔

ہر روز طلوع سحر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کتابوں سے بھرے ہوئے چھکڑے اس جگہ لائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کشادہ عمارت کے کمروں کے علاوہ صحن میں بھی انبار لگ چکے تھے۔

اور پھر ایک دن لوگوں نے دیکھا شہر کے ایک کشادہ چوراہے پر ایک مہیب الاؤ روشن ہو گیا تھا۔ قرآن پاک اور دوسری کتابوں سے لدے پھندے چھکڑے یکے بعد دیگرے نمودار ہو رہے تھے اور وہ اپنا یہ سامان الاؤ کے قریب لالا کر ڈھیر کر رہے تھے۔ اور آخر میں وہ پادری آگے بڑھے جن کی حفاظت کے لئے مسلح سپاہی صفیں باندھے کھڑے تھے وہ ان ڈھیروں کو اٹھا اٹھا کر اس آگ کا پیٹ بھرنے لگے۔

مسلمان جنہیں گھروں سے نکلنے کی اجازت نہ تھی اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے یہ دلگداز مناظر دیکھ رہے تھے۔ دخترانِ اسلام اپنے بال نوچ رہی تھیں۔ ان کے شوہر اور بھائی رو رہے تھے لیکن بے بسی کے آنسو اس آگ کو نہ بجھا سکے آٹھ صدیوں کے تہذیب وتمدن کی یہ چتا مسلسل دو دن جلتی رہی۔

تیسرے روز ایندھن کے ذخائر جو کئی ہفتوں کی محنت سے جمع کئے گئے تھے ختم ہو چکے تھے اور آگ جلانے والے پادری اور مسلح سپاہی اپنا کام ختم کر کے واپس چلے گئے تو پہلے آس پاس کے مسلمان اپنے گھروں سے باہر نکلے اور پھر شام تک غرناطہ کے باقی علاقوں کے باشندے بھی وہاں جمع ہو چکے تھے وہ بجھی ہوئی راکھ اٹھا اٹھا کر اپنی آنکھوں سے لگا رہے تھے۔

ایک نوجوان چلایا: ''مسلمانو! یہ ظلم و وحشت کے اس دور کی ابتداء ہے جس سے تمہیں حامد بن زہرا نے خبردار کیا تھا۔ ہمارا عذاب شروع ہو چکا ہے تمہارے سامنے قرآن جلایا گیا

Marfat.com

ہے لیکن راکھ کے اس انبار کو دیکھ کر یہ مت سمجھو کہ کلیسا کی آگ بجھ چکی ہے میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اب اندلس کے ہر شہر میں ایسے الاؤ جلائے جائیں گے اور تم نے جس بے بسی کی حالت میں اللہ کی کتاب کو جلتا دیکھا ہے اس سے کہیں زیادہ بے بسی اور بے چارگی کی حالت میں تمہاری بیٹیاں اپنے بھائیوں اور شوہروں اور تمہارے معصوم بچے اپنے والدین کو آگ میں بھسم ہوتا دیکھیں گے"۔

نوٹ: مغربی مورخ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ زیمینیس کے حکم سے غرناطہ میں دس لاکھ پانچ ہزار کتابیں نذر آتش کی گئی تھیں اور دیگر علوم سائنس، ریاضی وغیرہ پر تمام کتابیں عیسائیوں کے لئے سودمند سمجھ کر القعلہ یونیورسٹی کے سپرد کر دیا گیا تھا۔)

عزیزانِ گرامی!

تاریخ کا یہ باب یہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ برصغیر میں برطانوی حکومت کی عملداری میں یہ باب ایک نئی حکمت عملی کے ساتھ کھلتا ہے۔

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری لکھتے ہیں:

"متحدہ ہندوستان کی مرکزی حکومت یعنی دہلی کا تخت وتاج آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے چھینا تھا اور مسلمان ہی فعال نظر آتے تھے لہذا ملک کے فرمانروا بنتے ہی ملت اسلامیہ کو صلیب وتثلیث کا شیدائی بنانے کی سرتوڑ کوشش کی اور انگلینڈ سے اس مقصد کی خاطر پادری صاحبان بلانے شروع کر دیئے جو آتے ہی اسلامی عقائد ونظریات اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر لغو اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیتے نیز علمائے اسلام کو جگہ جگہ دعوت مناظرہ دیتے پھرتے۔ برساتی حشرات الارض کی طرح پادریوں کا جال بچھا دیا گیا تھا۔

۱۸۵۴ء میں لندن سے اپنے مایہ ناز پادری فنڈر کو بھیجا گیا جو عربی اور فارسی میں بھی کافی مہارت رکھتا تھا اس نے آتے ہی مختلف شہروں میں تقریریں کرتے ہوئے بلند بانگ دعاوی کیے اور اسلام کی حقانیت کو چیلنج کرتے ہوئے مقابلے کے لئے علمائے اسلام کو للکارا چنانچہ **مدرسہ صولتیہ** واقع

Marfat.com

مکّہ مکرمہ کے بانی، فخر ہندوستان، پایۂ حرمین، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) نے مرحوم ڈاکٹر وزیر خاں کی معیت میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا اور آگرہ کی سرزمین میں اس کا سارا علمی غرور ایسا خاک میں ملایا کہ رُوسیاہی کو چھپانے کی خاطر پادری صاحب کو متحدہ ہندوستان سے بھاگتے ہی بنی اور اس درجہ بدحواس ہو کر بھاگا کہ لندن پہنچ کر ہی دم لیا۔ اسی طرح مختلف پادریوں نے جگہ جگہ منہ کی کھائی۔ علمائے اسلام ان کا ہر علمی محاذ پر ناطقہ بند کرتے اور یہ اعلان سناتے رہے۔)1

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن | پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قدرت اللہ شہاب ان مناظروں سے متعلق لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کے سیاسی زوال سے شہ پا کر اس زمانے میں عیسائی مشنریوں نے بھی برصغیر پر یورش شروع کر دی اور وہ بڑی شدت سے مسیحیت کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے یہ پادری جگہ جگہ مسلمان علماء کو مناظرے کا چیلنج دیتے تھے مناظرے اکثر گورنمنٹ اسکولوں کے گراؤنڈ میں منعقد ہوتے تھے مقامی انگریز افسر شامیانوں کا بندوبست بھی کرتے تھے اور ہر ممکن طریقے سے پادریوں کی پشت پناہی کا سامان بھی کرتے تھے۔''2

عیسائی مشنریوں کی مسیحی تبلیغ کے کیا نتائج برآمد ہو رہے تھے ساوراا یجنسی کے حوالے سے قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:

''ہسپانوی عیسائی مشنری تھا جو ساورا زبان اور تاریخ کا ماہر تا اور عرصہ دس برس سے وہاں جم کر بیٹھا ہوا مسیحیت کی تبلیغ میں دل و جان سے مصروف تھا تبلیغ کے ساتھ وہ کسی قدر علاج معالجہ بھی کرتا تھا لیکن دس سال کے طویل عرصے میں وہ صرف چار آدمیوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہوا تھا ان میں سے ایک تو ہسپانوی مشنری کا اسٹنٹ بن کر اس کے ساتھ ہی مقیم تھا باقی تین کلکتہ کے ایک مسیحی ادارے میں مشنری بننے کی ٹریننگ حاصل کر رہے تھے۔ وقتاً فوقتاً کچھ

Marfat.com

اسلامی انجمنیں اور آریہ سماجی سنگھٹن بھی اس علاقے میں تبلیغ کرنے کی اجازت مانگتے تھے لیکن انگریز گورنر ہمیشہ انکار کر دیتا۔''3

عزیزانِ گرامی!

یہ حال تھا سادہ اقوام کا جو مظاہر پرست تھے جب ان کو مسیح تبلیغ کر کے عیسائی نہ بنا سکے تو وہ مسلمان جن کی تاریخ سنہری کارناموں سے بھری پڑی تھی...... جن کے علم وعرفان کی درسگاہیں دنیا کو ایک عرصہ تک سیراب کرتی رہی تھیں کیا جن کے آباء کی کتابیں علم کے نور سے آج بھی بلاتفریق کائنات کے گوشوں کو روشن کر رہی ہیں وہ ایک ایسی قوم کی تبلیغ کو قبول کر لیتی؟ جن کے اپنے عقیدے کی کوئی اہمیت نہیں جن کے نزدیک خدا ایک نہیں تین ہیں جن کے خدا کو بت پرست رومیوں نے حکمران یہودیوں کی خواہش سے سولی کے تختے پر لٹکا دیا تھا۔ اور اس کی ہتھیلیوں اور ٹخنوں کو تختے سے لگا کر بڑی بڑی کیلیں ٹھونک دی گئیں تھیں پھر اس نے درد کی شدت سے چیختے ہوئے کہا تھا کہ خدایا موت کے پیالے کو میرے لبوں سے ہٹا لے مگر اسے سولی پر چڑھنا تھا اور ان کا یہ خدا تین دن تک سولی پر لٹکا رہا۔

جہاں ایسے عقائد ونظریات ہوں کیا دنیا کی مہذب قوم مسلمان جنہوں نے اس دنیا کو علم کی روشنی سے اس وقت منور کیا جب یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا وہ اس قوم کی اس بے سروپا تبلیغ کو ان من گھڑت نظریات کو قبول کر سکتی تھی؟

نہیں ہرگز نہیں۔

عزیزانِ گرامی!

جب مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی انتھک کوششوں کے باوجود وہ کامیاب نہ ہو سکے اور ایسٹ انڈیا کو اپنا منصوبہ درگور ہوتا نظر آیا ان حالات میں پرانے شکاری نیا جال لے کر آئے اور انہوں نے اپنی پالیسی کو بڑی حد تک پراسرار بنالیا۔ جو زہر پہلے وہ جبراً کھلاتے تھے اب ایسی لذیذ غذا کی صورت میں مسلمانوں کے حلق سے اتارنے لگے جو دیکھنے میں انتہائی خوش نما اور شیریں معلوم ہوتا تھا اپنے اس ظالمانہ منصوبہ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے انگریزوں نے تعلیم کا راستہ چنا۔

Marfat.com

کس طرح انہوں نے یہ زہر مسلم قوم کے حلق سے نیچے اتارا۔

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کے زیر تعلیم نونہالوں کو جو بڑے ہو کر قوم کا فعال عنصر اور حکومت کی مشینری کے پرزے بنتے ہیں انہیں ایسے رنگ رنگ دیا جائے اگرچہ انہیں عیسائی تو نہ کہا جاسکے لیکن ان کی اکثریت ایسی تربیت پا کر نکلے کہ اس پر مسلمان کی تعریف بھی صادق نہ آئے۔ وہ مسلمان ہی کہلاتے رہیں لیکن اسلامی تہذیب سے ناآشنا ہو جائیں۔ اس طرح مسلمانوں کی آنے والی نسلیں کسی اور ہی رنگ و روپ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوں گی جس کے باعث ان کا زاویہ نظر ہی بدل جائے گا۔'' 4

یہود و نصاریٰ کی اس سازش کو پروفیسر محمد فاروق النہیان اپنے آرٹیکل ''عالم اسلام کا مستقبل منصوبہ بندی اور اقدام'' میں اس طرح طشت از بام کرتے ہیں:

''علم کے نام سے اور ثقافت کے نام سے ہمارے ممالک کے اندر جو مشنری مراکز قائم کئے جاتے ہیں وہ اسلام کے دشمن، استعمار پرست ملکوں کے مفادات و مصالح کو آگے بڑھانے کی خدمات انجام دیتے ہیں، یہ انھیں مملکتوں کے خدمت گزار ہیں جنھوں نے صلیبی جنگوں کی قیادت و سیادت ایک زمانے میں کی تھی کہ اسلام کا خاتمہ اس کی سرزمین ہی پر ختم کر دیا جائے۔ اور اب یہ وہی لشکر ہے جو میدانِ جنگ سے ہٹ کر ہماری تعلیمی درس گاہوں اور نظامِ علمی میں آ گیا ہے اور ان پر مسلط ہے یہ وہی لشکر ہے جو اپنا زہر خود ہمارے بیٹوں کے دل و دماغ میں اپنے پسندیدہ و منتخب گروہ کے ذریعے سے انڈیلتا ہے جو وہاں تعلیم پاتے ہیں وہ ایسی تعلیم ان کو دیتا ہے جو مضرت رساں زیادہ ہے اور نفع بخش کم۔ یہی تعلیم پا کر ہمارے بچے ان تعلیم گاہوں سے جب باہر نکلتے ہیں تو اپنے دین اور عقیدے کے بارے میں بدترین خیالات کے حامل ہو کر نکلتے ہیں۔'' 5

Marfat.com

عزیزانِ گرامی!

صرف سیکولر نظام تعلیم ہی نہیں بلکہ مسیحی تعلیم کو بھی رائج کرنے کی زبردست کوشش کی گئیں۔

علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی اپنی کتاب ارشادالحیاری میں لکھتے ہیں:

''فرنگی جو اسکول اسلامی ممالک میں کھولتے ہیں ان میں طالب علم کے داخلے کی اہم ترین شرط یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر دن عیسائی لڑکوں کے ساتھ عبادت کے لئے گرجا جائے گا اور ان جیسے دینی افعال انجام دے گا اگر چہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اور جسے یہ شرط منظور نہ ہو اسے وہ داخلہ نہیں دیتے۔ بیروت میں بھی ایسے اسکول موجود ہیں اور ان میں مسلمانوں کے کچھ بچے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً مدرسہ یسوعیہ اور مدرسہ المطر ان المارد نیہ۔''6

اسی صورتحال کو اور وضاحت کے ساتھ پروفیسر محمد فاروق النبہان اپنے آرٹیکل ''عالم اسلامی کا مستقبل'' میں یوں بیان کرتے ہیں:

''بیروت کی امریکن یونیورسٹی کے اس منشور کا مطالعہ کرلیں جو ۱۹۰۹ء میں اس نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ اس وقت شائع کیا تھا جب مسلمان طلبہ نے بطور احتجاج کلاسوں میں جانا اس لئے بند کر دیا تھا کہ روزانہ ان کو جبری طور پر چرچ میں جانا پڑتا تھا۔ منشور میں یہ درج ہے کہ:

''یہ مسیحی یونیورسٹی ہے۔ مسیحیوں کی مالی امداد سے قائم کی گئی ہے، مسیحیوں نے زمین خریدی، مسیحیوں نے عمارتیں کھڑی کیں، مسیحیوں نے ہسپتال بنائے، اور ان کو ضروری ساز و سامان مہیا کئے اور نہ ہی یہ ادارہ ان کی امداد اور سہارے کے بغیر جاری رہ سکتا ہے۔ سب کچھ ان ہی مسیحیوں نے کیا ہے تاکہ وہ تعلیم یہاں رائج کریں جس کے مواد میں انجیل ہو، اور اس کی حقیقی منفعتیں ہر طالب علم تک پہنچائی جائیں اس لئے جو طالب علم اس میں داخل ہوتا ہے اس پر لازم ہے کہ پہلے سے آگاہ رہے کہ اس سے کن باتوں کا مطالبہ کیا جائے گا''......

اور یونیورسٹی کی مجلس الامناء (Trustees) نے اس ضمن میں اعلان کیا وہ یہ

Marfat.com

ہے کہ:

"یہ یونیورسٹی اس لئے قائم نہیں کی گئی کہ یہاں سیکولر لادینی تعلیم (Secular) دی جائے اور نہ یہ اس کے فرائض میں ہے کہ وہ اخلاق حمیدہ کو عام کرتی رہے۔ اولین غایت اس کی یہ ہے کہ وہ حقائقِ کبریٰ جو تورات میں ہیں وہ سکھائے جائیں اور یہ یونیورسٹی نورِ مسیحی اور تاثیر مسیحی کا مرکز ثابت ہو اور اسی کو نے کروہ لوگوں کے سامنے آئے۔"7

اسی صورتحال پر جسٹس پیر کرم شاہ الازہری کا درج ذیل تبصرہ ملاحظہ کیجئے:

"انہوں نے اسکول کھولے تا کہ عیسائیت کا بیج ان نونہال بچوں کے دلوں میں بوسکیں جن کو آسانی سے اپنی طرف مائل کیا جاسکتا ہے۔ ان کی توجہ اعلیٰ تعلیم پر نہ تھی بلکہ ان کی توجہ کا مرکز پرائمری تعلیم تھی کیونکہ اسی سطح پر وہ بچے کی طرف سے کسی مزاحمت کے بغیر اس کے دل سے ایمان کی دولت نکال سکتے تھے۔

ان اسکولوں میں انہوں نے تربیت یافتہ عورتوں کو تدریس کے کام پر مقرر کیا جو بچوں کی نفسیات کی ماہر ہوتی تھیں اور بچوں کو آسانی سے اپنے شیشے میں اتار سکتی تھیں۔

انہوں نے عیسائی تعلیمی ادارے قائم کئے جہاں یہ محسوس کیا کہ مسلمان اپنے بچوں کو عیسائی تعلیمی اداروں میں بھیجنے سے ہچکچاتے ہیں وہاں سیکولر ادارے قائم کر کے اپنے مقاصد حاصل کئے۔"8

مشہور مبشر سموئیل زویمر جو اپنی اسلام دشمنی کی وجہ سے مشہور ہے وہ اپنے ہم مذہب لوگوں کو اسلام کے خلاف سازشوں کے لئے اس طرح نصیحت کرتا ہے۔

"جب تک مسلمان عیسائی مدارس میں داخلہ لینے سے ہچکچاتے ہیں اس وقت تک ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کے لئے لادینی مدارس کھولیں اور ان مدارس میں ان کے لئے داخلہ آسان بنائیں یہی مدارس طلبہ کے اندر اسلامی روح کو ختم کرنے میں ہمارے مددومعاون ثابت ہوں گے۔"9

Marfat.com

اسی متعصب مستشرق پادری ڈاکٹر سموئیل زویمر کے حوالے سے پروفیسر انور الجندی اپنے مضمون ''وحدت فکر، وحدت اسلامی کی تمہید ہے'' میں لکھتے ہیں:

''بیسویں صدی کی ثلاثیات (Thirties) میں ممالک عربیہ کے اندر ڈاکٹر زویمر کو مشنریوں کی صف میں بڑا درجہ حاصل تھا ان سے پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو مسیحیت کے اندر سمیٹنے میں ناکام کیوں ہوئی تو ڈاکٹر زویمر نے نہایت خطرناک جواب دیا۔ یہ جواب ایسا ہے کہ تخریبی اور تغریبی جنگ کے شعبوں میں تحقیق و تفتیش کرنے والے مسلم محققین کے لئے الزام ہے کہ اس جواب کی اہمیت کا اندازہ کریں اور اپنے سامنے رکھیں۔ (زویمر نے کہا تھا کہ تبشیر کا ہدف یہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو مسیحیت کے اندر سمیٹا جائے۔ یہ بہت ہی مشکل کام ہے، عیسائی مشنریز کا ہدف صرف یہ ہے کہ ان کو اسلام سے خارج کر دیا جائے)۔''10

مستشرقین کی تحریک کا ہدف کیا ہے اور اس نظام تعلیم کو وہ کس طرح استعمار کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں پروفیسر انور الجندی لکھتے ہیں:

''مستشرقین کی تحریک کا ہدف بالکل واضح تھا اور جیسا کہ خود ارباب استشراق نے بتایا ہے اور جس کا خلاصہ خود ان کے اس بیان قاطع میں موجود ہے کہ ''علم کو سیاست اور استعمار کی ضرورت گزاری پر رکھا گیا ہے'' اور اس کے دوررس مقاصد میں اہم ترین یہ ہیں کہ:

1۔ اسلام کی شخصیت وانفرادیت کو تحلیل کیا جائے اس کی خصوصیت ذاتی اور انفرادی مزاج کا خاتمہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کیا جائے۔

2۔ عصرِ حاضر کے مسلمانوں کا رشتہ اسلام سے کاٹا جائے اور ایسی تدبیریں کی جائیں کہ ان کا تعلق ماضی بعید کی بت پرستانہ تہذیب سے جوڑ دیا جائے۔

3۔ تنقیص، تحقیر اور تلبیس کی فضاء پیدا کرنے کی نیت سے شکوک وشبہات پھیلائے جائیں اور کم سے کم میراث اسلامی کی توہین کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

Marfat.com

4۔استشراق ہی وہ کارخانہ ہے جو عیسائی مشنریوں اور سیکولر مدارس کو طرح طرح کا زہر مہیا کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے ان مناآج وطرز وتعلیم اور نصاب تدریس میں ان کو داخل کریں جو مدارس وطنیہ میں منتقل کیے جائیں۔

5۔اس کاروائی کا مقصد یہ ہے کہ عالم اسلامی کی وحدت فکر کو پارہ پارہ کیا جائے کبھی اس کو عربی اسلام، فارسی اسلام اور ترکی اسلام وغیرہ کے نام سے منقسم کیا جاتا ہے اور مختلف ٹکڑوں میں بانٹا جاتا ہے اور کبھی قومیت اور نسلیت کے تصورات پیش کیے جائیں اور ان کی آواز بلند کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔" 11

ڈاکٹر اقبال اسی پس منظر کو یوں بیان کرتے ہیں:

ایک لُردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
منظر وہ طلب کر کہ تری آنکھ نہ ہو سیر!
بیچارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم
بّرے پر اگر فاش کریں قاعدۂ شیر!
سینے میں رہے رازِ ملوکانہ تو بہتر
کرتے نہیں محکوم کو تیغوں سے کبھی زیر!
تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اسے پھیر!
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر! 12

عزیزانِ گرامی!

امت مسلمہ نو آبادیاتی نظام کے استعماری شکنجے سے ابھی نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ استعمار کے اس تعلیمی شکنجے میں پھنس گئی ہم نے اسلامی دنیا کے مختلف اسکالرز کا نقطۂ نظر آپ کے سامنے رکھا۔ برصغیر میں انگریزوں کے مکمل کنٹرول کے لئے مسلمانوں کے تعلیمی نظام پر شب خون مارا گیا۔ برٹش راج کی مضبوطی کے لئے مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کی بلی دے دی گئی۔

مسلم لیگ (ن) کے رہنما جاوید ہاشمی اپنی کتاب "تختہ دار کے سائے تلے" میں لکھتے ہیں:

"لارڈ میکالے نے ہندوستان پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے لئے تعلیمی نظام کا نصاب تیار کیا تھا جس کے مقاصد میں لارڈ میکالے نے کہا کہ برٹش راج کی مضبوطی کے لئے مقامی لوگوں کو ایک حد تک شامل کرنا ہماری مجبوری ہے اس لئے انہیں ایک محدود سوچ کی تعلیم دے کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے۔"

Marfat.com

مزید آگے لکھتے ہیں:

''لارڈ میکالے نے 2 فروری 1835ء میں برطانوی پارلیمنٹ میں جو تقریر کی، وہ مختصر مگر جامع تھی۔ انہوں نے کہا ''معزز اراکین پارلیمان میں نے ہندوستان کے طول وعرض میں بار بار سفر کیا ہے۔ دنوں اور راتوں میں گھوما اور پھرا ہوں۔ میری آنکھیں آج تک ایسے شخص کو دیکھنے کے لئے ترستی ہیں جو یہاں بھکاری ہو، یا جو لٹیرا ہو۔ اس ملک میں ایسی دولت دیکھی ہے، ایسی بلند اخلاقی قدریں دیکھی ہیں اور اتنی بڑی ہستیوں سے ملا ہوں کہ مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے کہ ہم کبھی اس ملک کو فتح نہیں کر سکیں گے، جب تک کہ ہم اس قوم کی ریڑھ کی ہڈی نہ توڑ دیں، اس قوم کی ریڑھ کی ہڈی کیا ہے؟ ان کا روحانی اور تہذیبی ورثہ! یہی وجہ ہے کہ میں با آواز بلند تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہم ان کا نظام تعلیم اور ان کی ثقافت بدل کر رکھ دیں گے۔ دیکھنے میں خواہ یہ لوگ گندمی یا سانولی رنگت رکھتے ہوں لیکن ان کے سینوں میں سفید فام انگریز کا دل دھڑکتا ہو۔ اگر ہم انہیں یہ یقین دلا سکیں کہ ہر وہ چیز جو غیر ملکی اور ہر وہ چیز جو انگریزی ہے وہ ان کی چیزوں سے بہتر ہے تو ہندوستانی بہت جلد اپنی نظروں میں گر جائیں گے اور اپنے قدیم کلچر کو چھوڑ دیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح جلد ایسا وقت آجائے گا اور وہ ایسے بن جائیں گے، جیسے ہم چاہتے ہیں وہ 'براؤن صاحب' کہلانے میں فخر محسوس کریں گے اور اس طرح وہ صحیح معنوں میں ہماری مفتوحہ اور باج گزار قوم بن کر زندگی کے دن پورے کرنے لگیں گے''۔13

استعمار کے شکنجے میں کسے ہوئے بے بس لوگو!

کیا اس نظام تعلیم سے قبل ہمارے پاس کوئی تعلیمی نظام نہیں تھا؟

کیا ہم لوگ جاہل تھے؟

کیا ہماری تہذیب وتمدن میں کہیں نقص تھا؟

Marfat.com

ترقی وتہذیب کے لفظ سے ہم لوگ نا آشنا تھے؟

اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو وہ لوگ کون تھے؟

جنہوں نے اپنی چندروزہ آسائشوں کی خاطر اپنی قوم کو تو گروی رکھا ہی رکھا ان کے ذہنوں کو بھی اور ان کی فکروں کو بھی دائمی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔

ہم کس تہذیب وتمدن کے مالک تھے؟

ہماری علمی عروج کی داستانیں کیسی تھیں؟

ہمارے علماء، سائنسدان، فقہاء اور اسکالرز کا مقام کیا تھا؟

جب اس کائنات گیتی کی امانت ہمارے ہاتھوں میں تھی تو سکون وچین کی بہاروں کا منظر کیا تھا؟

اور جب اہل کلیسا کے ہاتھوں علم کی امامت آئی تو انہوں نے دنیا کو کس آگ میں جھونک دیا؟

تاریخ کے اس حصے پر جہاں تجدد پسند اور روشن خیالوں نے دھول پھینک پھینک کر اس کو مکر وفریب کی تہہ میں دبا دیا ہے اپنی قوم کو اپنی آنے والی نسلوں کو اس تاریخ سے ضرور آگاہ کرنا چاہوں گا۔ لیکن اس سے پہلے یورپ کی زندگی کا مختصر جائزہ ان کے علم وتہذیب وتمدن کو اختصار کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

عزیزانِ گرامی!

آج یورپ علم کی دنیا کو سب سے بڑا استاد ہے لیکن قرونِ وسطیٰ میں اس کے یہاں علم اور علماء کا یہ حال تھا۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"زوال رومہ کے بعد پاپائیت برسر اقتدار آ گئی تھی اور ۱۵۴۶ء تک سیاہ وسفید کی مالک رہی۔ پوپ مذہبی ادب کے بغیر تمام اصناف علم کا دشمن تھا اور جہاں کہیں کوئی عالم یا فلسفی یا مفکر سر اٹھاتا، اسے کچل دیتا تھا۔ اس دور میں مدارس حکماً بند ہوئے۔ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں نذر آتش ہوئیں کئی علماء پوپ کی علم

Marfat.com

دشمنی کے ہاتھوں قتل ہوئے اور یورپ پر ہر طرف جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔''14

اہل صلیب کی علم دشمنی، عالم کشی اور کتب سوزی کے واقعات ایسے ہیں جنہیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے یہ اس قوم کی داستان ہے جو آج خود کو سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، مہذب خیال کرتی ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں:

''یونان کی ایک لڑکی ہائے پیشیا (۴۱۴ء) اسکندریہ میں تحصیل علوم کے لئے آئی۔ اور برسوں کے بعد وہ ایک ممتاز فلسفی بن گئی، اسے افلاطون وارسطو کے فلسفہ اور ریاضی و ہندسہ میں بڑا درک حاصل تھا۔ اسکندریہ کے بشپ سائرل (۴۱۲ء میں بشپ مقرر ہوا تھا) نے اس لڑکی کو کافرہ قرار دیا۔ اور ایک روز جب وہ فرائضِ تدریس سرانجام دینے کے لئے اپنی درس گاہ کی طرف جارہی تھی۔ سائرل کے بھیجے ہوئے چند سنگدل راہبوں نے اسے پکڑ لیا۔ پہلے ننگا کر کے بازار میں گھسیٹا۔ پھر اسے گرجے میں لے گئے۔ وہاں تیز سیپیوں سے اس کی کھال کھرچی، پتھر سے اس کا سر توڑا۔ لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور انہیں آگ میں پھینک دیا۔''15

کتابوں سے ان کی دشمنی کا یہ عالم تھا کہ جہاں کتابیں دیکھیں جلا ڈالیں مٹا ڈالیں۔

بریفالٹ لکھتا ہے:

''قرون وسطیٰ میں راہبوں کی علمی سرگرمیاں یہ تھیں کہ وہ یونان و روما کی کتابیں جلا کر ان کی جگہ مسیحی اولیا کی داستانیں رکھ دیتے تھے۔ چونکہ اس زمانے میں کاغذ نایاب تھا۔ اور اس کی جگہ چرمی جھلی استعمال ہوتی تھی۔ جس کی قیمت کافی زیادہ تھی۔ اس لئے راہب جھلی پہ لکھی ہوئی کتابیں کھرچ ڈالتے۔ اور ان پر دعائیں اور اولیاء کی داستانیں لکھ دیتے تھے۔''16

اس طویل علم دشمنی کی داستان کہاں تک بیان کروں۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں:

''قرون وسطیٰ کے یورپ میں نہ کوئی درس گاہ تھی نہ معلم نہ مصنف جب مسلمان اسپین، فرانس اور سسلی میں پہنچے۔ تو انہوں نے نہ صرف اسکول اور کالج کھولے۔ بلکہ یونیورسٹیاں قائم کیں۔ جن میں دنیا کے ہر حصے سے طلبہ حصول علم کے لئے آتے تھے ساتھ ہی دار الکتب قائم کئے جن میں یونان، ایران، روم، ہند اور عرب کی لاکھوں کتابیں جمع کیں۔ نسلِ انسان پہ اس سے بڑا ستم اور کیا ہوسکتا ہے کہ جاہل اور وحشی عیسائی بادشاہوں اور پادریوں نے اس زمانے میں کہ اہل علم وقلم کا شدید قحط تھا، ساٹھ لاکھ سے زیادہ کتابیں جلادیں۔ سات لاکھ اسکندریہ میں، پندرہ لاکھ اسپین میں، تیس لاکھ طرابلس میں، تین لاکھ سسلی میں اور کئی لاکھ قسطنطنیہ، ایشیائے خورد، فلسطین، دمشق اور یورپ کے مختلف حصوں میں اگر کوئی کسر رہ گئی تھی تو وہ تیرھویں صدی میں تاتاریوں نے پوری کردی۔

انہوں نے بغداد، کوفہ، بصرہ، حلب، دمشق، نیشاپور، خراسان، خوارزم اور شیراز کی سینکڑوں لائبریریاں، جن میں کتب کی مجموعی تعداد تین کروڑ سے زیادہ تھی۔ بھسم کرڈالیں۔ بے شمار علماء مارڈالے، مدارس جلادیے۔ اور مسلمان جو ساری دنیا کو تجلیاِ تعلم سے منور کررہا تھا۔ جاہل ہوکر رہ گیا۔

یہ ساٹھ لاکھ کتابیں تو وہ ہیں جن کا ذکر تاریخ میں آگیا ہے نہ جانے ان تباہ شدہ کتابوں کی تعداد کیا ہوگی، جو مورخ کے علم میں نہیں آئیں۔ یورپ میں طاقت دوگروہوں کے پاس تھی۔ بادشاہ اور پادری۔ اور یہ دونوں علم کے دشمن تھے۔'' 17

عزیزانِ گرامی!

آپ نے ان کی علم دشمنی ملاحظہ کی۔ لیکن یہ انسان کی فطرت ہے تاریکیوں میں بھٹکنے والا انسان روشنی کی کرن پر لپکتا ہے اہل یورپ نے بھی یہی کیا جب انہیں اپنے ہاں تاریکی وظلمت نظر آئی تو انہوں نے علم تہذیب وخوشحالی کا درس لینے کے لئے مدارس کا رخ کیا اور

Marfat.com

علمائے اسلام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

علم کی پیاس بجھانے کے لئے علم کے متلاشی، یورپ کے طول وعرض سے اسپین کے مدارس کی جانب دوڑ پڑے انہوں نے عربوں سے علم سیکھا، تہذیب سیکھی اور یورپ کو علم وتہذیب کے نور سے منور کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

مشہور مستشرقہ کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں:

''یورپ میں علمی بیداری کی لہر ابھی ابھر رہی تھی بارہویں صدی کے دوسرے نصف حصے میں عیسائی اسکالرز سپین اور سسلی میں جوق در جوق جانے لگے وہاں انہوں نے ان سابق مسلم علاقوں کے عربوں سے علم کی دولت حاصل کی۔ انہوں نے عربی کتابوں کا ترجمہ شروع کیا۔''

مزید آگے لکھتی ہیں:

''اس ثمر آور مثبت تعاون سے یورپ میں ایک نئی دانش ورانہ حیات جنم لے رہی تھی عرب تو بالخصوص عیسائی مغرب کے لئے منارہ نور تھے تاہم اس احسان کو بہت کم تسلیم کیا گیا ہے۔'' 18

جب عیسائی یورپ سے پادری اور عام آدمی مسلم اسپین میں پوری آزادی کے ساتھ قرطبہ اور طلیطلہ کی جامعات سے سیراب ہو رہے تھے تو اس صورتحال پر پاپائیت ماتم کناں تھی کہ عیسائیوں نے عربی علم وادب کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے۔

ایک عیسائی پادری بڑے دکھ کے ساتھ لکھتا ہے:

''میرے ہم مذہب عیسائی عربوں کی شاعری اور رومانوی ادب پڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔ وہ مسلمان فقہاء اور فلاسفہ کا کلام پڑھتے ہیں۔ اور وہ ان چیزوں کو ان کی تردید کی خاطر نہیں پڑھتے بلکہ اس لئے پڑھتے ہیں تاکہ عربی ادب کی صحیح روح سے آشنا ہوسکیں۔ ہائے افسوس! وہ عیسائی نوجوان، جو اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے نمایاں ہیں، عربی زبان وادب کے سوا نہ کسی زبان سے واقف ہیں اور نہ ہی کسی ادب سے۔ وہ عربی کتابوں کو بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ وہ کثیر

Marfat.com

رقوم خرچ کر کے عربی کتابوں کے انبار اکٹھے کرتے ہیں اور ہر جگہ ان کی زبانوں سے عُربی زبان وادب کی تعریف سنائی دیتی ہے۔ 19

اسلامی تہذیب و ثقافت نے کیسے نقوش چھوڑے علم وعرفان کے کیسے فانوس روشن کئے ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں:

''عربوں نے اسپین اور سسلی میں ایک ایسی شاندار تہذیب کی بنا ڈالی جس کی نظیر دنیا میں کہیں اور موجود نہ تھی عربوں کے بعد بھی ان کا اثر مدتوں باقی رہا ان کے جانشین عیسائی بادشاہ دوسو برس تک عربی لباس پہن کر عربی بولتے اور عربی میں پڑھتے پڑھاتے رہے۔ عربی علوم کے حصول کا شوق اس حد تک تھا کہ طلبا دور دور سے عربی درسگاہوں میں آتے تھے گو اسپین اور انگلستان کے درمیان ایک ہزار میل تک بحرِ اوقیانوس پھیلا ہوا تھا۔ اور کشتیوں میں سفر از بس خطرناک تھا۔ تاہم برطانیہ کے شائقینِ علم اسپین، سسلی، مصر اور بغداد تک جاتے تھے۔'' 20

اندلس میں مسلمانوں کے کارنامے

اندلس کے اندر مسلمانوں نے جو تعلیم و تعلم)اور نصاب کے حوالے سے لازوال کارنامے انجام دیئے اس کے بارے میں ڈاکٹر طفیل ہاشمی لکھتے ہیں:

''اسلامی عہد میں سپین میں تعلیم عام ہوگئی، تعلیم کے مختلف درجات تھے پرائمری سطح پر قرآن حکیم، عربی زبان کے منتخب ادب پارے، خطوط نویسی، انشا پردازی اور عربی گرائمر کی تعلیم دی جاتی تھی۔ سپین کی ہر بڑی بستی میں کئی مدارس تھے جن میں ثانوی تعلیم کا انتظام تھا صرف قرطبہ میں حکم ثانی نے ستائیس ایسے مدارس قائم کیے جن میں مفت تعلیم کا انتظام تھا قرطبہ، اشبیلیہ، ملاغہ، سرقسطہ، جیان میں اعلیٰ تعلیم کی یونیورسٹیاں تھیں جہاں بالعموم بلا معاوضہ تعلیم دی جاتی تھی اکثر اساتذہ کو حکومت کی طرف سے مشاہرے ملتے تھے اور نادار طلبہ کی ضروریات کی کفالت بھی حکومت کرتی تھی ان یونیورسٹیوں میں حدیث، تفسیر، ادبیات، تاریخ اور سائنس کے علوم پڑھائے جاتے تھے حکم ثانی

Marfat.com

کے عہد میں جامع قرطبہ کو جو عبدالرحمان ثالث کی بنائی ہوئی مسجد میں قائم کی گئی تھی دنیا کے تعلیمی اداروں میں نمایاں مقام حاصل ہو گیا تھا۔ یہ جامعہ قاہرہ کی جامعہ ازہر اور بغداد کی جامعہ نظامیہ دونوں سے شہرت میں سبقت لے گئی تھی یہاں نہ صرف سپین کے مسلمان، نصرانی اور یہودی طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے بلکہ یورپ، ایشیا اور افریقہ سے بھی تشنگان علم اپنی پیاس بجھانے کے لئے یہاں آتے تھے۔" 21

مسلمانوں کی اس علم پروری اور علم کے شوق کو ایک عیسائی مورخ یوں بیان کرتا ہے۔

پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی لکھتا ہے:

"ایسے معارف پرست اور علم دوست بادشاہ کے سایہ عاطفت میں تمام علوم وفنون کو ترقی رہی ابتدائی مدارس اچھے تھے اور بہت تھے، اسپین اسلامیہ میں ہر متنفس لکھنا پڑھنا جانتا تھا لیکن مسیحی یورپ میں سوائے بڑے درجے کے لوگوں یا پادریوں کے سب ناخواندہ ہوتے تھے، نحو اور معنی کی تعلیم بھی مدارس میں عام تھی۔" 22

عزیزان گرامی!

علم وعرفان کے یہ دریا تو اسپین میں بہہ رہے تھے اور مسلمانوں کی اعلیٰ ظرفی کے سبب بلاتفریق ہر خاص وعام اس سے سیراب ہو رہا تھا لیکن اس وقت برصغیر کی صورتحال کیا تھی؟

کیا یہاں اسپین کی طرح اسلام کی تہذیب وثقافت کی کرن نہیں پہنچی تھی؟

کیا یہاں اندھیروں کا راج تھا؟

کیا علم وعرفان کے چشمے یہاں نہیں پھوٹے تھے؟

اے ملت اسلامیہ کی تاریخ سے آگہی کے متلاشیو!

ہندوستان کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو ہر مسلمان حاکم کے دور میں علم وعرفان کا ایک نیا دریا بہتا نظر آئے گا۔

علوم وفنون تحقیق وتعلیم کا کیا معیار تھا۔

انگریز جنزل سالومان (سلیمان) نے مسلمانوں کی تعلیم کا جائزہ لینے کے بعد لکھا تھا:

Marfat.com

"جوعلوم ہمارے بچے لاطینی اور یونانی زبانوں میں اپنے کالجوں میں حاصل کرتے ہیں وہی یہ لوگ (ہندوستانی مسلمانوں کے بچے) عربی اور فارسی میں سیکھتے ہیں۔ سالہا سال کے درس کے بعد ایک (ہندوستانی) طالب علم اپنے سر پر جو آکسفورڈ کے فارغ التحصیل طالب علم کی طرح علم سے بھرا ہوتا ہے، دستار فضیلت باندھتا ہے اور اسی طرح روانی سے سقراط، ارسطو، بقراط، جالینوس اور بوعلی سینا پر گفتگو کر سکتا ہے، جس طرح آکسفورڈ کا کامیاب طالب علم۔

ایک تعلیم یافتہ مسلمان فلسفہ، ادبیات اور دوسرے علوم وفنون پر قابلیت سے گفتگو کر سکتا ہے اور علی العموم ان مضامین پر گفتگو کرنے اور موجودہ زمانہ میں جو ان میں تبدیلیاں ہوئی ہیں انہیں سمجھنے کا بہت خواہشمند ہوتا ہے۔" 23

عزیزانِ گرامی!

برصغیر میں کیسے یکتاء روزگار موجود تھے سائنسی علوم میں علماء اسلام کیسی دسترس رکھتے تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر سرضیاء الدین ریاضی کے ایک مسئلے میں الجھ گئے اور ان سے وہ مسئلہ حل نہیں ہوا وہ یہ مسئلہ لے کر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے پاس آئے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے یہ مسئلہ حل کر دیا تو سرضیاء الدین یہ کہہ اٹھے کہ:

"اپنے ملک میں جب معقولات کا اتنا بڑا ایکسپرٹ موجود ہے تو ہم نے یورپ جا کر جو کچھ سیکھا وقت ضائع کیا"۔ 24

مولانا احمد رضا خان ملت اسلامیہ کی ایک عبقری شخصیت تھے افسوس!

کہ فرقہ واریت کے نقیبوں اور استعماری ایجنٹوں نے ان کی شخصیت کو تہہ در تہہ پروپیگنڈہ کی دھول میں چھپا رکھا۔

پروفیسر ڈاکٹر احمد مسعود لکھتے ہیں:

"دنیا کے عبقری ملک ملت کا اثاثہ ہوتے ہیں ان کو کسی طبقے کی ملکیت خیال کرنا سخت غلطی ہے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ ایک بے مثال "عبقری" تھے اور اپنے وقت کے امام برحق"۔ 25

Marfat.com

امت مسلمہ کی اس عبقری شخصیت پر نہ صرف برصغیر میں بلکہ عرب دنیا میں بھی PHD کے مقالے لکھے گئے مستشرقین ان کی کتابوں کو پڑھ رہے ہیں انہی میں ایک مستشرق پروفیسر ڈاکٹر جے ایم ایس بلیان بھی ہیں جو لیڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے شعبہ علوم اسلامی میں ایک سن رسیدہ پروفیسر ایمرٹس ہیں اور پچھلے دس سالوں سے امام احمد رضا کے شہرہ آفاق فتاویٰ، فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کو ایک خط لکھا اس خط میں لکھتے ہیں:

''حقیقت میں وہ ایک عظیم محقق اور فاضل تھے میں نے ان کے فتاویٰ پڑھے تو میں ان کی وسعتِ مطالعہ سے بے حد متاثر ہوا آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ احمد رضا کو مغرب میں جانا پہچانا جانا چاہیئے اور ان کی پذیرائی ہونا چاہیئے''۔26

انگریزوں کے نظام تعلیم سے قبل برصغیر کے نظام تعلیم میں دینی و دنیاوی کی کوئی تفریق نہیں تھی۔

حکیم محمد سعید لکھتے ہیں:

''گزشتہ نصف صدی میں طبقہ علماء میں جو جامع شخصیات ظہور میں آئی ہیں ان میں مولانا احمد رضا خاں کا مقام بہت ممتاز ہے ان کی علمی، دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، تفقہ اور دینی علوم میں فاضل بریلوی کی مہارت کے ساتھ سائنس اور طب کے علوم میں بھی ان کی بصیرت علماء سلف کے اس ذہن وفکر کی نمائندگی کرتی ہے جس میں دینی اور دنیوی علوم کی تفریق نہ تھی ان کی شخصیت کا یہ پہلو عصر حاضر کے علماء اور دانش گاہوں کے متعلمین دونوں کو دعوت فکر و مطالعہ دیتا ہے ان کی تصانیف ہمارے لئے بیش بہا علمی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں ان کے تحقیقی مطالعہ سے علوم وفنون کے بہت سے گوشے سامنے آتے ہیں۔''27

عزیزانِ گرامی!

Marfat.com

یہ تھا برصغیر کا نظام تعلیم

اکبر آلہ آبادی کہتے ہیں:

کچہریوں میں ہے پرستش گریجویٹوں کی سڑک پر مانگ ہے قلیوں کی رومیٹوں کی
نہیں ہے قدر تو بس علم دین وتقویٰ کی خرابی ہے تو فقط شیخ جی کی بیٹوں کی

انگریزوں سے قبل اس نظام تعلیم پر شب خون کیوں مارا گیا؟

قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:

"یہ وہ زمانہ تھا جب اس برصغیر میں مسلمانوں پر تعلیم وترقی کے سبھی دروازے بند کردیئے گئے تھے۔لارڈ میکالے کا فتویٰ تھا، کہ یہاں پر جو نظام تعلیم رائج کیا جائے وہ ایسے انسان پیدا کرے جو رنگت میں تو بیشک ہندوستانی ہوں، لیکن چال ڈھال، فہم وفراست، ذوق ومذاق، اخلاق واطوار اور ذہنی اعتبار سے انگریز ہوں۔اس پالیسی کے تحت جب فارسی کی جگہ انگریزی کو سرکاری زبان بنادیا گیا، تو برصغیر کے ہزاروں مسلمان علماء وفضلا بہ یک نوکِ قلم غیر تعلیم یافتہ قرار دیئے گئے۔اس فیصلے کا ہندوؤں نے بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔اس لئے نہیں کہ انہیں انگریزی سے کوئی خاص محبت تھی، بلکہ اس لئے کہ انہیں فارسی سے چڑ تھی کیونکہ اس زبان کا رابطہ مسلمانوں سے تھا۔
یوں بھی جب 1857ء میں سلطنت مغلیہ کا آخری چراغ گل ہوگیا تو انگریزوں اور ہندوؤں کی ایک مشترکہ کوشش یہ تھی کہ اس برصغیر میں ہر اس امکان کو ختم کردیا جائے جس میں مسلمانوں کے دوبارہ سر اٹھانے کا ذرا سا شائبہ بھی موجود ہو۔یہاں پر مسلمان ہی ایک ایسی قوم تھی جس میں حکومت کرنے کی صلاحیت بھی تھی، روایت بھی تھی اور ہزار سالہ تجربہ بھی حاصل تھا۔چنانچہ اس قوم کا سر کچلنا دونوں کا فرض منصبی قرار پایا۔"28

اس نظام تعلیم سے حاصل کیا ہوا ہندوستان کے سابق وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

Marfat.com

"کچھ اوپر سو برس ہوئے ہندوستان میں انگریزی حکومت آئی اور جدید علوم و فنون کو اپنے ساتھ لائی اسکول بنائے، کالج قائم کیے، تربیت گاہ (ہوسٹل) و اقامت گاہ (بورڈنگ ہاؤس) کی بنیاد ڈالی، وظیفے دیئے، ملازمتوں کا دروازہ کھولا، سررشتہ تعلیم کی رسی دراز کی۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ تعلیم کا نظام اور اس کا طرز و طریق ہی ایسا ناقص تھا کہ تعلیم یافتہ گروہ نہ ذہنیات ہی میں ترقی کرسکا، نہ دماغ ہی آراستہ ہوئے، نہ عملی طریق پر ملک کی ثروت بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی، اور نہ ایجاد و اختراع ہی کی جانب توجہ پیدا ہوئی۔ اس تمام تعلیمی تگ و دو اور غوغائے علم کا نتیجہ صرف اسی قدر نکلا کہ سرکاری دفتروں میں محرومی و نظامت کے لئے کم معاوضہ پر فرنگی کارکن نہیں مل سکتے تھے، ہندوستانیوں کو انگریزی میں بہرہ نہ تھا، انگریزی افسر ہندوستانی محرروں کے حاجتمند بھی تھے۔ اوران کے ہاتھوں زحمت بھی اٹھاتے تھے۔ پس سرکاری یونیورسٹیوں نے یہ زحمت بھی رفع کردی۔ کلرکی کے لئے اس تعلیمی ترقی کے دور میں ہر قسم کے ہندوستانی گریجویٹ ملنے لگے، جن کی زندگی کا ماحصل یہی ہوتا ہے کہ کمائیں، کھائیں اور گورنمنٹ کی غلامی میں عمریں گزار دیں!!29

سرسید احمد خان جس نظام تعلیم کو فروغ دے رہے تھے وہ لارڈ میکالے کا ہی نظام تعلیم تھا اس کے لئے قوم سے چندہ وصول کیا جاتا تھا گویا ہمارے پیسے سے ہمارا ہی استیصال۔

سرسید احمد خان کہتے ہیں:

"ایسے اسکول جو انٹرنس تک پڑھاتے ہیں یا پڑھانا چاہتے ہیں اور جن میں ہیڈ ماسٹر ایک یورپین جنٹلمین نہیں ہے، بہت ناقص اسکول ہیں اور طالب علموں کو ناقص رکھتے ہیں، خواہ وہ اسکول گورنمنٹ کے ہوں یا مشنریوں کے یا پرائیویٹ لوگوں کے۔ اگر ہماری قوم ایسے اسکول جاری رکھنا چاہتی ہے تو ایسی تدبیر کرے کہ یورپین ہیڈ ماسٹر اس میں ہو اور سمجھ لے کہ بارہ سو روپیہ خرچ کرنا ہوگا۔ جو کالج ایسا ہو جس میں کم از کم تین یورپین پروفیسر نہ ہوں وہ بھی طالب

Marfat.com

علموں کو، ان کی لیاقت کو ناقص رکھنے والا ہے۔'' 30

اکبر آلہ آبادی نے اسی موقع پر کہا تھا:

کچھ بھی نہیں چاہتے وہ چندے کے سوا — اس باغ میں کیا دھرا ہے پھندے کے سوا
گلچیں ہے ہر ایک نہیں ہے بلبل کوئی — اس نکتے کو کون سمجھے بندے کے سوا

مولانا احمد رضا خاں ملت اسلامیہ کی اس حالت پر دردمندی اور فکر انگیزی کے ساتھ فرماتے ہیں:

''تہذیب وانسانیت سکھانے کے لئے دنیا بھر میں کوئی مسلمان نہ رہا عرب، مصر، روم، شام حتیٰ کہ حرمین شریفین کے علما و مشائخ میں کوئی اس قابل نہیں ہاں کمال مہذب و شیخ تربیت و پیرافادیت بننے کے لائق یورپ کے عیسائی ہیں ان کو اس قدر بیز تنخواہیں ان روپوں سے دی جائیں گی کہ وہ یہاں رہنے پر مجبور ہوں ان کی صحبت و تربیت میں مسلمانوں کے بچے رکھے جائیں گے اُن کے اخلاقِ و عادات سکھائے جائیں گے، ایسی صورت میں حال ظاہر ہے ابتداء میں کہ مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کو بہت سنبھل سنبھل کر بنا بنا کر مقاصد دکھائے گئے ہیں ان میں تو یہ حالت ہے آئندہ جو کارروائی ہوگی رُویش بہیں حالش مپرس (اس کا چہرہ دیکھ لیکن اس کا حال نہ پوچھ۔ت)

سالہا سال سے کو علی گڑھ کالج انھیں مقاصد کے لئے قائم ہے اس کے ثمرات ظاہر ہیں کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا اس کے اکثر تعلیم یافتہ اسلام اور عقائد اسلام پر ٹھٹھے اُڑاتے ہیں آئمہ وعلماء کو مسخرہ بتاتے ہیں خود غرضی وخود پسندی دنیا طلبی دین فراموشی یہاں تک کہ داڑھی وغیرہ اسلامی وضع سے تنفران کا شعار ہے جب ادھورے کے یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہوں گے آشکار ہیں۔

قیاس کن زگلستان او بہارش را

(اس کے باغ سے اس کی بہار کا اندازہ کر لیجئے۔ت)'' 31

اکبر آلہ آبادی اسی موقع کے لیے کہتے ہیں:

Marfat.com

نکلتے ہیں کر کے غول بندی بنام تہذیب و دردمندی
یہ کہہ کے لیتے ہیں سب سے چندے ہمیں جو تم دو تمہیں خدا دے
اُنہیں اس بات پر یقین ہے کہ یہی اصل کار دین ہے
اسی سے ہوگا فروغ قومی اسی سے چمکیں گے باپ دادے
مکان کالج کے سب مکیں ہیں ابھی انہیں تجربہ نہیں ہے
خبر نہیں ہے کہ آگے چل کر ہے کیسی منزل کیسے جادے
فریب دے کر نکالے مطلب سکھائے تحقیر دین و مذہب
مٹا دے آخر کو وضع ملت نمودِ ذاتی کو گو بڑھا دے

اقبال و اکبر کے اشعار، اہل درد کے نوحے، مفکرین کے افکار، کو کسی نے اُس وقت اہمیت نہیں دی اور لارڈ میکالے کا جدید نظام تعلیم، عزت و وقار کی علامت بن گیا۔

اکبر نے اسی موقع پر کہا تھا:

بنائے ملت بگڑ رہے ہیں لبوں پر ہے جان مر رہے ہیں
مگر طلسمی اثر ہے ایسا کہ خوش ہیں گویا ابھر رہے ہیں
کٹی رگِ اتحادِ ملت رواں ہوئیں خونِ دل کی موجیں
ہم اس کو سمجھے آب صافی نہار ہے ہیں نکھر رہے ہیں

اس تعلیمی نظام کے کیا اثرات سامنے آئے جاوید ہاشمی لکھتے ہیں:

"تعلیمی اداروں کے بڑھ جانے کا کوئی فائدہ نہ ہوا نہ ہسپتالوں کا صدیوں کی محنت مزدوری کو فیوڈل ڈھانچے نے صدیوں کی بھوک، بیماری اور جہالت دی ہے۔"32

ایک اور جگہ یوں اظہار خیال ظاہر کرتے ہیں:

"غلاموں کی بہتر کارکردگی کے لئے انہوں نے جو نظام بنایا اور جو تعلیمی نظام دیا وہ بھی استحصالی تھا۔"33

اے پاکستان اور اسلامی ممالک میں کلیسائی نظام تعلیم کی پالیسی مرتب کرنے والے بانجھ مفکرو!

Marfat.com

اے ڈالرز کے عوض اپنی قوم کو بیچنے والے سوداگرو!

ان سامریوں کے سحر سے منجمد اے بھولے بھالے لوگو!

سوچو اور ضرور سوچو!

کیا یہ یہود ونصاریٰ یہ چاہتے ہیں کہ تم ایک تعلیم یافتہ قوم بن جاؤ......

کیا یہ، یہ چاہتے ہیں کہ تم مہذب اور تہذیب یافتہ کہلاؤ......

اسی لئے!

یہ تم کو اسکول، کالج، یونیورسٹی بنانے کے لئے ڈالرز کی شکل میں مالی امداد دیتے ہیں۔

نہیں دوستو! نہیں

یہ امداد اس لئے نہیں!

اگر ایسا ہی ہے تو پھر مسلمانوں کو نیوکلیر ٹیکنالوجی، جینٹک اور خلائی ٹیکنالوجی میں داخلے کیوں نہیں دیئے جاتے۔

پروٹوکولز کا مصنف لکھتا ہے:

In applying our principles let attention be paid to the character of the people in whose country you live and act: a general,identical application of them,until such time as the people shall have been re-educated to our pattern,cannot succeed.But by approaching their application cautiously you will see that not a decade will pass before the most stubborn character will change and we shall add a new people to the ranks of those already subdued by us. (Protocole -P-45)

"ہمارے قواعد وضوابط کو جامعہ عمل پہنانے سے قبل آپ کو ان لوگوں کے کردار کا بھی جائزہ لینا ہوگا جن میں رہ کر آپ کو کام کرنا ہوگا۔ عوام کو جب تک از سر نو ہمارے نصاب کے مطابق زیور تعلیم سے آراستہ نہیں کیا جائے گا ان قواعد وضوابط کا سب پر یکساں اطلاق ممکن نہ ہوگا تاہم اگر احتیاط اور صبر وتحمل سے کام

Marfat.com

لیا جائے تو دس سال کا عرصہ بھی نہیں گزرے گا ضدی وہٹ دھرم قلم کے افراد کے ذہنوں میں بھی تغیر محسوس ہونے لگے گا۔ اور ہمارے مطیع افراد کی صف طویل تر ہوتی چلی جائے گی۔ ''34

عزیزانِ گرامی!

یہ تعلیم کا فروغ نہیں چاہتے ذہنی غلاموں کی فوج چاہتے ہیں اسلامی ممالک کے اسلامی نظام تعلیم کے جسد ملی سے روح محمد کو جواب مسلمانوں میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح باقی بھی نہیں ہے اس بچی کچی رمق کو نچوڑ کر رکھ دینا چاہتے ہیں یہی امریکی استعماریت کا ہدف ہے۔

شاید آج ایک طبقہ یہ مضمون پڑھنے کے بعد یہ پوچھے بغیر نہ رہ سکے کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم یہ اسکول بند کردیں، یہ تعلیمی ادارے، یہ ٹیکنیکل ایجوکیشن، سب بند کردیں اور پتھروں کے زمانے میں چلے جائیں۔

نہیں ہرگز نہیں!

آپ ضرور تعلیمی اداروں کو قائم کیجئے...... آپ ضرور یونیورسٹیز کے ذریعے قوم کو علم کی روشنی تقسیم کیجئے...... آپ ضرور علم کا حاصل کیجئے...... مگر استحصالی تعلیم نہیں...... امریکن نظام تعلیم نہیں...... ہمیں وہ نظام تعلیم نہیں چاہیئے جہاں ہماری نظریاتی اساس گم ہو جائے...... جہاں ہم یہ بھول جائیں کہ عقائد وایمانیات کیا ہیں...... ملی شعور کیا کہتا ہے...... سماجی اقدار کے تقاضے کیا ہیں......

ہمیں آغا خانی نظام تعلیم نہیں چاہیئے جہاں بہن بھائی اور نامحرم بیٹھ کر جنسی تعلیم حاصل کریں...... ہمیں سیکولر اور امریکہ بامشرف روشن خیال نظام تعلیم نہیں چاہیئے۔ کیونکہ

نشہ جس وقت بھی ٹوٹے گا، کئی اندیشے
صبح لب بستہ کے سینے میں اُتر آئیں گے
محفل شعلہ شب تاب کے سارے لمحے
راکھ ہو جائیں گے پلکوں پر بکھر جائیں گے

Marfat.com

اے اہلِ درد مسلمانو!

پاکستان اور اسلامی ممالک کا نظامِ تعلیم آغا خانیوں یا کسی اور سیکولر، بے دین، بدعقیدہ افراد یا اداروں کے حوالے کرنے کی مثال کو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جیسے امریکہ کا نظامِ تعلیم کسی مکہ فاؤنڈیشن کے سپرد کر دیا ہو۔ ہندوستان کا تعلیمی نظام کسی محمود غزنوی سوسائٹی کے سپرد کر دیا ہو۔ اور کسی صلاح الدین ایوبی ٹرسٹ کو۔ مسیحی یورپ میں تعلیم و تدریس کے امور سونپے جا چکے ہیں۔

کیا ایسا ممکن ہے......

نہیں ان ممالک میں ایسا کہاں ممکن ہے۔ کیا ملک ہی لاوارث ہے جہاں تمام لوگ غیر اسلامی نظامِ تعلیم کو نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

دوستو! سوچو!

کیا پاکستان کو ایک بے سمت کارواں سمجھ لیا گیا ہے کہ جہاں منزل کے شعور سے عاری، مقاصد سے بیگانہ اور قومی امنگوں سے خالی نصاب تعلیم کو تھوپ دیا گیا۔

"یہ ہمیں تھے جن کے لباس پر سرِرہ سیاہی لکھی گئی"

ملت اسلامیہ کے مستقبل پر اشکبار آنکھو!

چینی انجینئرز کی مدد سے چشمہ پلانٹ تو لگوایا جا سکتا ہے......امریکہ سے ایف سولہ طیارے تو خریدے جا سکتے ہیں...... یہ ممکن ہے کہ روس سے آپ اسٹیل مل لگوا لیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ فرانس سے میراج طیارے لے لیں۔

مگر ذرا سوچیے!

کیا فلسفہ، تاریخ، سیاسیات، معاشیات، بین الاقوامی تعلقات، عمرانیات، نفسیات، ادب، اسلامیات اور بے شمار علوم جوں کے توں ان سے لے سکتے ہیں۔

عزیزانِ گرامی!

دنیا کی کوئی زندہ قوم اپنی اساسیات (Basks) متصادم یا متضاد کوئی عنصر اپنے نظامِ تعلیم کا جز بنانا گوارا نہیں کرتی اور نہ اپنا نظامِ تعلیم و تعلم کسی کے حوالے کرتی ہے۔

Marfat.com

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

اور یہ اہل کلیسا کا نظام
ایک سازش ہے فقط دین ومروت کے خلاف
اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف
فطرت افراد سے اغماض بھی کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے غلاموں کو معاف

عزیزانِ گرامی!

کیا یہ کلیسا کی آگ اسلام کے دامن پر یونہی لپکتی رہے گی ہمیں سوچنا پڑے گا، ہمیں سوچنا ہوگا۔

مفکرین ملت! فکر اپنایئے کیا یہ صلیبی زنگ ہمارے نوجوانوں کی فکر کو زنگ آلودہ نہ کر دے گا۔ کچھ سوچئے۔

دردمندان ملت!

آتش مغرب کے فکری شعلے ہمارے نوجوانوں کی خودی وفکر کو جلا کر بھسم کر رہے ہیں۔

خدارا کچھ سوچئے۔

عزیزانِ گرامی!

اس بھڑکتی ہوئی آگ کو میں ٹھنڈا بھی کروں تو کیسے میرے ہاتھ میں نہ وہ تلوار ہے اور نہ مجھے وہ قوت صور حاصل ہے جو خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو بیدار کردے۔

ہاں! ایک تدبیر ہے۔

آؤ آج اپنے اسلاف کے پاس چلتے ہیں۔

ان کے پاس جنہوں نے مغربی استعمار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی۔

ان کے پاس جنہوں نے قوم کے درد کو محسوس کیا۔

ان کے پاس جو ملت کی خیر خواہی چاہتے رہے۔

Marfat.com

ان گنت ستارے آکاش ملت اسلامیہ پر چمکے خوف طوالت کے سبب صرف ایک بدر کامل کی یہ تجویز، یہ تدبیر اور حل آپ کے سامنے رکھتا چلوں۔

ملت کی ترقی اور نشونما کے تعلیم کی بنیادی اہمیت کیا ہے؟

نصاب کی تشکیل کن امور کو سامنے رکھ کر کی جائے؟

ترقی ونشونما کی نہج کیا ہونی چاہئے؟

ماہر تعلیم مولانا احمد رضا خاں اس حقیقت کو یوں بے نقاب کرتے ہیں:

"(۱) اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے اور تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہیے کیونکہ ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اور دینِ اسلام کیا ہے؟

(۲) مقصدیت پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ تعلیم کا بنیادی مقصد خدارسی اور رسول شناسی ہونا چاہیے تاکہ ایک عالمگیر فکر ابھر کر سامنے آئے۔ سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء کی معرفت سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

(۳) اولیت پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابتدائی سطح پر رسول اکرم ﷺ کی محبت وعظمت کا نقش طالب علم کے دل پر بٹھایا جائے کہ اس وقت بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی محبت کے ساتھ واصحاب واولیاء علماء کی محبت وعظمت دل میں پیدا کی جائے۔

(۴) اولیت کے بعد حضرت رضا بریلوی صداقت پر زور دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو، جھوٹی باتیں انسان کی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔ جس طرح جسم کے لئے صحیح غذا ضروری ہے۔ اسی طرح ذہن ودماغ کے لئے بھی صحیح غذا ضروری ہے۔ صحت فکر اسی سے وابستہ ہے۔

(۵) صداقت کے بعد انہوں نے افادیت پر زور دیا ہے۔ ان کے خیال میں صرف انہی علمو کی تعلیم دی جائے جو دین ودنیا میں کام آئیں۔ غیر ضروری اور

Marfat.com

غیر مفید علوم وفنون کو نصاب سے خارج کردیا جائے اس سے افراد کی توانائی، مال اور عمر تینوں ضائع ہوتے ہیں جو ایک بڑا قومی نقصان ہے۔

(۶) افادیت کے بعد وہ للٰہیت پر زور دیتے ہیں اور اساتذہ کے لئے اور اساتذہ کے لئے لازمی قرار دیتے ہیں کہ ان کے دل میں اخلاص ومحبت ہو اور قومی تعمیر کی لگن ہو وہ علم کا کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ طلبہ کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ ہوں۔

(۷) للٰہیت کے بعد وہ حمیت وغیرت پر زور دیتے ہیں طلباء میں خودداری اور خودشناسی کا جوہر پیدا کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ تاکہ وہ دستِ سوال دراز کرنے کے عادی نہ ہو جائیں اور اپنا یہ جوہر کھو کر معاشرے کے لئے ایک بوجھ اور اسلام کے لئے ایک داغ نہ بن جائیں۔

(۸) حمیت کے بعد حضرت رضا بریلوی حرمت پر زور دیتے ہیں یعنی طالب علم کے دل میں تعلیم اور متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

(۹) حرمت کے بعد وہ صحبت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یعنی طالب علم کو بری صحبت سے بچایا جائے۔ کہ یہی عمر بننے اور بگڑنے کی ہوتی ہے...... وہ مفید کھیل اور سیر وتفریح کو بھی ضرور قرار دیتے ہیں تاکہ طالب علم کی طبیعت میں نشاط وانبساط باقی رہے اور وہ مسلسل تحصیل علم سے اکتا نہ جائے۔

(۱۰) آخر میں حضرت رضا بریلوی سکنیت پر زور دیتے ہیں۔ یعنی تعلیمی ادارے کا ماحول پرسکون اور باوقار ہونا چاہیے تاکہ طالب علم کے دل میں وحشت وانتشارِ فکر پیدا نہ ہو"۔35

عزیزانِ گرامی!

یہی نصاب کی وہ روح ہے جس نے ابن سینا، جابر بن حیان اور عباس ابن فرناس وغیرہ جیسے عظیم سائنسدان اس ملت کو دیئے۔

یہ عظیم سائنسدان طبیب، انجینئر، ڈاکٹر مادیت کے دلدادہ نہیں تھے...... یہ کلیسائی

Marfat.com

نظام تعلیم سے فارغ پڑھے لکھے مہذب ڈاکو نہیں تھے...... یہ علاج کے لئے آنے والوں کے گردے نہیں چراتے تھے......

آج ہمارے ملک میں ڈاکٹروں کی اکثریت کا کیا حال ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ڈاکٹر جمعہ خان سے کون واقف نہیں جس نے پیسے کے بغیر انجان مریض کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اور جب اسے پیسے مل گئے تو اس نے دیکھا کہ ہسپتال کے بستر پر کسی انجان مریض کی نہیں اس کے اپنے بیٹے کی لاش تھی۔

عزیزانِ گرامی!

ابن سینا مسلم دنیا کا بڑا سائنسدان اور نامور حکیم تھا جب اسے کوئی مسئلہ سمجھ نہیں آتا تو وضو کرتا اور نماز پڑھتا اور دعا مانگ کر مسئلہ پر غور کرتا تو مسئلہ سمجھ میں آجاتا ہے۔

اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"اس دوران میں کبھی کسی مشکل مسئلہ کو سمجھنے میں دقت پیش آتی اور وہ کسی طرح حل نہ ہوتا تو میں فوراً وضو کر کے جامع مسجد چلا جاتا اور نماز کے بعد دعا مانگتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کی گرہ کھول دیتا تھا۔" 36

عزیزانِ گرامی!

ہمیں وہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم چاہئے جو اسلامی امنگوں کے مطابق ہو اس پر کسی امریکی، برطانوی کسی صلیبی کی اجارہ داری نہ ہو ہمیں کوئی ڈکٹیٹ نہ کرے کہ نصاب سے یہ آیت نکال دو یہ ڈال دو تمہارا نصاب یوں ہونا چاہئے اور تمہارے یہاں یہ نظام تعلیم ہونا چاہئے۔

اور اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو صورتحال یوں ہوگی۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہوجائے ملائم تو جدھر چاہے اُسے پھیر
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے ایک ڈھیر

Marfat.com

دینی مدارس:

یہ دینی مدارس ہی تھے جو استعمار کی راہ میں ایک پتھر تھے یہ ایک ایسی چٹان کی مانند اس محاذ پر ڈٹے رہے کہ ہر طوفان کا زور ٹوٹ گیا...... آندھیوں کے جھکڑ اس سے ٹکرا کر اپنی شکست کا ماتم کرتے رہے...... بدعقیدگی اور گمراہی کے لشکر اس چٹان سے سر پھوڑ کر رہ گئے......

استعمار کے سارے عزائم اس چٹان نے پارہ پارہ کر ڈالے۔ لہذا یہ چٹان استعمار کی آنکھوں میں کھٹکنے لگی اور کیوں نہ کھٹکتی یہی وہ مدارس تھے جنہوں نے فارابی، بوعلی سینا، خوارزمی، جابر بن حیان جیسے نامور اہل علم پیدا کئے لہذا انگریزوں نے سب سے پہلے اس نظام تعلیم پر شب خون مارا اور لارڈ میکالے کا کالا نظام تعلیم رائج کیا جس کے اثرات ہم پچھلے صفحات پر بیان کر چکے۔

ہندوستان میں دینی مدارس کو حکومتی امداد بند کر دی گئی...... حکومتی امداد نصاب تعلیم میں (انگریزی) تغیر سے مشروط کر دی گئی اور ان گنت مدارس کو حکومتی تحویل میں لے کر وہاں دینی تعلیم کے چشموں کو بند کر دیا۔ لہذا اسلامی تہذیب وثقافت کو بچانے کے لئے...... اسلامی نظام تعلیم کو برقرار رکھنے کے لئے اور دینی تعلیم سے عشق رسول ﷺ کی روح نکلنے نہ پائے مسلمان علماء نے دینی مدارس اپنی مدد آپ کے تحت برقرار رکھے۔ انہوں نے سوکھی روٹی اور دال کھانا تو گوارا کر لی مگر دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی شرط کے ساتھ نصاب میں صلیبی تبدیلی گوارا نہ کی۔

حکیم احمد شجاع مرحوم کا خیال یہ تھا کہ مدارس میں علوم عصریہ بھی پڑھائے جائیں یہ تجویز انہوں نے علامہ اقبال کو لکھی تو انہوں نے جواب دیا کہ

''ان مدارس کو اسی حالت میں رہنے دو اگر یہ ملا نہ رہے تو ہندوستانی مسلمانوں کا وہی حال ہوگا جو اندلس میں آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود وہاں کے مسلمانوں کا ہوا۔'' 37

عزیزانِ گرامی! دینی مدارس نے کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کا تعلق اسلام سے جوڑ کر رکھا اور اہل صلیب اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جب تک دینی مدارس کا مکمل

Marfat.com

خاتمہ نہ ہو جائے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے لہذا انہوں نے دینی مدارس پر درج ذیل الزامات عائد کئے۔

1- دینی مدارس فرقہ واریت کے نقیب۔
2- دہشت گردی کے مراکز۔
3- پسماندگی۔
4- دنیاوی تعلیم سے بے بہرہ۔
5- چندے پر پلنے والا۔

ان الزامات کا حقیقت سے کیا تعلق ہے اس کو تو ہم ابھی بیان کریں گے مگر ایک سوال یہ ہے کہ یہ الزامات دینی مدارس پر لگائے کیوں گئے؟

اس لئے تا کہ لوگ دینی مدارس سے متنفر ہو جائیں۔ تا کہ اسلام پسند عناصر عام لوگوں پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔

عزیزانِ گرامی!

چار پانچ سال قبل امریکہ کی قومی سلامتی کونسل نے ایک خفیہ مسلمان مخالف منصوبے میں اس عزم کا اظہار کیا ہے۔

"تعلیم اور ابلاغ کے ذریعوں سے اسلام پسند عناصر کو عوام پر اثر انداز ہونے کی اجازت ہرگز نہیں دینی چاہیے صرف یہی وہ راستہ ہے جس کے ذریعے اسلام پسند عناصر کو عامۃ الناس پر اثر انداز ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔"38

دینی مدارس کے خوف نے استعماری ایجنٹوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

ایک جرمن ہفت روز ڈیٹ سائٹ نے پاکستانی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یوں لگتا ہے کہ محض لوگوں پر اسلام پسندوں کا جادو چلنے لگا ہے اور یہ احساس عام ہے کہ کمیونزم کے زوال کے بعد مغرب نے اپنی نفرتوں کا رخ سلام کی طرف موڑ دیا ہے اور اس نے لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو اپنے مذہب کا دفع کرنے پر مجبور کر دیا ہے اس کا نتیجہ مختصر عرصہ میں زمین سے اگنے والی کھمبیوں

Marfat.com

کی طرح عربی مدارس کا وجود ہے حکومتی حلقوں نے اپنی بیخ کنی کا سامان خود ہی ان مدرسوں کو فراہم کر دیا ہے۔‘‘39

عزیزانِ گرامی!

اب ہم ان الزامات کا جائزہ لیتے ہیں جو پوری شدت سے ان دینی مدارس پر لگایا جاتا ہے اور ایک منظّم انداز میں دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔

فرقہ واریت

سب سے بڑا الزام جو دینی مدارس پر عائد کیا جاتا ہے وہ ہے ’’فرقہ واریت کے نقیب‘‘ یہ دینی مدارس فرقہ واریت کو فروغ دے رہے ہیں لہٰذا انہیں بند کر دینا چاہئے اور انہیں حکومتی کنٹرول میں لیا جائے (تاکہ من پسند صلیبی، نصاب تعلیم کے ذریعے اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامی تعلیمات کو قلم کی صلیبی تلوار سے ذبح کیا جاسکے)

اے اہل حق کے نقیبو!

اے انصاف پسند مفکرو!

اور اے عدل کی مسند پر تشریف فرما ہونے والے دانشورو!

اس حقیقت سے تو کوئی بھی ذی عقل وذی شعور انکار کر کے انصاف کا خون نہیں کر سکتا کہ درس گاہ صفہ سے لے کر انگریزوں کے دور تک کی تاریخ گواہ ہے کہ

دینی مدارس فرقہ واریت سے ہر طرح پاک رہے ہیں۔اور جو آج (چند) مدارس کو فرقہ واریت کے زہر سے آلودہ کرنے کا ناپاک صلیبی کارنامہ انجام دیا گیا۔وہ بھی انہیں فکری اغواء گروں نے ہی انجام دیا۔

ہم نے اپنے رسالے ’’آزادی اظہار رائے یا صلیبی دہشت گردی‘‘ میں نواب راحت خاں چھتاری کے حوالے سے ایک برطانوی یونیورسٹی ’’جنگل کی حویلی‘‘ کا مفصل واقعہ لکھا تھا جہاں یہودی اور عیسائی مبلغین کو جملہ اسلامی علوم کی تعلیم دے کر مسلمان ملکوں میں اس مقصد کے لئے بھیجا جاتا ہے کہ وہ وہاں کے دینی مدارس میں فرقہ واریت پھیلائیں۔

چند ایک اور حوالے آپ کی خدمت میں پیش کرتا چلوں۔اور واضح بھی کر دوں یہ

Marfat.com

حوالے کسی مولوی صاحب یا کسی مدرسے کے طالب علم نے اپنی کتاب میں درج نہیں کیے۔ بلکہ سرسید احمد خاں کے پیروکار جدیدیت کے نقیب اور پرویزی فکر سے آراستہ ڈاکٹر شبیر احمد صاحب کے ہیں لکھتے ہیں:

''اٹھارویں صدی عیسوی مسلمانوں کی خلافت عثمانیہ کے زوال کا زمانہ ہے اس زوال کو سنبھلنے کا موقع نہ دینے بلکہ تیز تر کرنے میں برطانوی حکومت نے جو گھناؤنا کردار ادا کیا اس داستان کا خلاصہ ہم سے کم اور آرتھر ہمفر سے زیادہ سنئے۔

ہمفر کہہ گیا ہے کہ مجھ جیسے سینکڑوں ہمفر بلکہ ہزاروں ہمفر عالم اسلام میں ہمیشہ بروئے کار رہیں گے۔

پہلے دیکھتے ہیں لندن کی ایک خفیہ عمارت۔ عراق میں ایک جاسوسی مشن سے واپسی پر ہمفر ہمیں ایک عجیب منظر دکھا رہا ہے یہ عمارت برطانوی نوآبادیوں کی وزارت کا مرکز ہے یعنی ''منسٹری آف کالونیز'' انتہائی وسیع وعریض عمارت کے اندر بل کھاتی راہ داریوں سے گزر کر ہم ایک بہت بڑے ہال میں پہنچتے ہیں۔ سیاہ رنگ کی چمکتی ہوئی بڑی سی گول میز کے گرد دس افراد بیٹھے ہیں۔ پہلا فرد کون ہے؟ خلافت عثمانیہ کے مسلم تاجدار کے بہروپ میں ایک انگریز! یہ شخص انگریزی کے علاوہ ترکی اتنی روانی اور خوبی کے ساتھ بولتا ہے اور لباس اور وضع قطع سے خلیفہ اسلام کے اتنا مشابہ ہے کہ قریبی جاننے والے بھی دھوکہ کھا جائیں۔ دوسرے صاحب استنبول کے شیخ الاسلام کا چغہ اور داڑھی سجائے بیٹھے ہیں تیسرے صاحب ہو بہو شاہ ایران نظر آتے ہیں۔ چوتھے ایران کے وزیر داخلہ ہیں۔ پانچویں نجف کے شیعہ آیت اللہ۔ آخر الذکر تینوں افراد انگریزی کے ساتھ ساتھ فارسی میں رواں ہیں۔ ان پانچوں افراد کے ساتھ ایک ایک فوجی کلرک بھی بیٹھا تھا جو انگریز جاسوسوں کی حاصل کردہ معلومات ان پانچوں افراد کو پہنچا رہا تھا۔ ہمفر کہتا ہے کہ ان پر اسرار لوگوں کی تربیت اس خوبی سے کی گئی ہے کہ نہ صرف ان کی چال ڈھال بلکہ سوچنے سمجھنے کا ڈھنگ

Marfat.com

بھی اپنے اصل کردار جیسا ہو گیا ہے، ہم استنبول، تہران اور نجف سے معلومات لا کر فراہم کرتے رہتے ہیں جو شخص سلطان کا بہروپیا ہے اس سے کوئی سوال کیا جائے تو عموماً وہی جواب ملے گا جو سلطان سے حاصل ہو گا مثال کے طور پر جو صاحب نجف کے آیت اللہ کا ڈپلی کیٹ بنے بیٹھے تھے ان سے پوچھا گیا۔ یا شیخ! کیا ہمارے لئے حکومت عثمانیہ سے جنگ کرنا جائز ہے؟ کیونکہ وہ سنی بھی ہیں اور انتہا پسند بھی! بہروپئے شیخ بولے نہیں! صرف سنی ہونے کی وجہ سے ہم ان کے خلاف جنگ نہیں چھیڑ سکتے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں ہاں اگر وہ ظلم و ستم کی روش اپنائیں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرنے کے بعد ہم قوت استعمال کر سکتے ہیں۔

صاحبو! ہمفر لکھتا ہے کہ بالکل یہی سوال اس نے نجف میں اصل شیعہ عالم سے کیا تھا۔ ہمفر لکھتا ہے میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بہروپئے شیخ کا نہ صرف طرز گفتگو ویسا تھا بلکہ جواب بھی تقریباً لفظ بہ لفظ وہی تھا! یہ پانچ بہروپئے اپنے اپنے رول میں کمال کی حد تک پہنچے ہوئے تھے اور اس طرح کے ماڈلز کا مقصد یہ تھا کہ ہم مسلمانوں کی منصوبہ سازی اور طرز فکر کو بروقت نہیں وقت سے پہلے بھانپ لیں مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری حکومت ایک صدی کے اندر خلافت عثمانیہ کا تختہ الٹ دے گی پھر اس وسیع سلطنت کے حاکم ہم ہی ہوں گے۔

ہمارے دور اندیش رہنماؤں نے یہ طے کر لیا ہے کہ ۱۹ویں صدی کے ختم ہونے پر یعنی ۱۸۹۹ء تک دنیا میں نہ اسلام باقی رہے گا اور نہ مسلمان (ہمفر صاحب سوری ویری سوری) اس غرض سے ہم نے دنیا کے کونے کونے میں اپنے جاسوس چھوڑے ہوئے ہیں۔ نہ صرف مقامی لیڈروں میں بہت سے ہم نے خرید رکھے ہیں بلکہ ان گنت علماء ہمارے تنخواہ دار ہیں برطانیہ میں تربیت یافتہ ہر رنگ و نسل کے افراد کو ہم نے مذہب اسلام کی تعلیم دے کر جا بجا مسجدوں میں چھوڑ رکھا ہے ہم نے کافر مسلمانوں سے اسپین کی حکومت واپس

Marfat.com

چھینی تھی تو شراب اور عورت کے ذریعے۔ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے یہ حربہ ہم آئندہ ڈیڑھ سو برس میں استعمال کریں گے۔''40

اس کے بعد نواب راحت خاں چھتاری کا واقعہ جو ہم نے اپنی کتاب ''آزادی اظہار رائے یا صلیبی دہشت گردی'' میں نقل کیا ہے اس کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''یہ ۱۹۷۹ کا واقعہ ہے ان دنوں میں کویت کی ایک کمپنی میں مندوب علاقات العامہ (پبلک ریلیشن آفیسر) تھا ہماری کمپنی کے ڈائریکٹر نے سری لنکا سے گھر کے کام کاج کے لئے خادمہ منگائی تھی۔ دوسرے دن مجھ سے کہا اس خادمہ کو واپس بھیج دو وہ ہمارے کسی کام کی نہیں کیونکہ نہ عربی جانتی ہے نہ انگریزی۔ میں اس کے ڈاکومنٹ لے کر منطقہ دبلوماسیہ گیا تو پتہ چلا کہ فی الحال سری لنکن ایمبیسی نہیں ہے البتہ برٹش کونسل سری لنکن باشندوں کو ڈیل کرتا ہے۔

برٹش کونسل میں استقبالیہ نے میرا کارڈ دیکھا تو مسٹر ولسن سے ملایا وہ بڑے تپاک سے ملے بٹھایا جب اس نے اندازہ لگایا کہ میں انڈین یا پاکستانی ہوں تو اردو میں کہا میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟ میں نے سری لنکن خادمہ کے بارے میں بتایا تو اس نے کہا کوئی پرابلم نہیں اسے ہم رکھ لیں گے آپ کا جو کچھ خرچہ آیا وہ ہم ادا کردیں گے۔ یہ بتاؤ کہاں کے رہنے والے ہوں؟ میں نے کہا پاکستان کا، کہا بہت بڑا ملک ہے۔ میں نے کہا پشاور کا رہنے والا ہوں پشتو میں کہا ''لو یہ ضلع دہ'' (بڑا ضلع ہے) میں نے بتایا نوشہرہ، کہا بڑی تحصیل ہے گاؤں کون سا ہے؟ جب میں نے گاؤں کا نام بتایا تو اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک پیدا ہوئی۔ پھر ایک ایک کا پوچھنے لگا، میں نے بتایا کون مر گیا ہے اور کون زندہ ہے۔ میں نے سوچا ہو سکتا ہے یہ نوشہرہ چھاؤنی میں میں انڈین آرمی میں رہا ہو یا رسالپور میں اس لئے ہمارے گاؤں والوں کو جانتا ہے جو اکثر چھاؤنی میں ملازمت کرتے رہے ہیں لیکن اس کی عمر زیادہ نہیں تھی۔

مگر اس نے کچھ اور کہانی سنائی۔ پہلے اس نے کافی منگائی انٹرکام پر ریسیپشن

Marfat.com

سے کہا کہ میرے پاس کسی کو مت بھیجنا وہ اتنا خوش تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا کافی کے دوران اس نے بتایا کہ میں آپ کے گاؤں کے محلہ عیسیٰ خیل میں چار سال تک پیش امام رہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ مسلمان ہیں؟ کہا میں نے چار سال تک آپ کے گاؤں کا نمک کھایا ہے آپ کے گاؤں والوں نے مجھے بڑی عزت دی ہے۔ میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا میں عیسائی ہوں یعنی اہل کتاب۔

پھر میرا اس کا آنا جانا رہا وہ مجھے بالکل اپنا ہم وطن سمجھتا رہا وہ تقریباً میرا ہم عمر تھا اور تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ ہمارے ہاں پاکستان بننے کے بعد رہا تھا ایک دن میں نے پوچھا کہ آپ پٹھانوں کا کھانا کیسے کھاتے رہے؟ کہا آپ لوگوں کا کھانا اتنا مزیدار ہوتا ہے کہ میں یہاں کویت میں بھی گھر جاتے ہوئے ایرانی تندور سے روٹی لے کر موٹر میں روکھی کھاتا رہتا ہوں۔

جب میں کویت سے آ رہا تھا تو میں نے اسے وہی سوال پوچھا جسے وہ ہمیشہ ٹالتا رہا تھا۔ میں نے کہا اب تو بتا دو کہ آپ کرسچن ہو کر پٹھانوں کے گاؤں میں روکھی سوکھی کھاتے رہے اور پیش امام کی خدمات انجام دیتے رہے آخر کیوں؟

کافی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر سر اٹھا کر میری آنکھوں میں جھانکتا رہا کہا اپنے ملک کے مفادات کی خاطر بعض اوقات بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اور جوانی ہوتی ہی ایڈونچر پسند ہمارے ہاں لندن کے مضافات میں ایک مرکز ہے جہاں شکل و شباہت دیکھ کر ہمیں بیرونی مذاہب اور زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر ہمیں بھیجا جاتا ہے۔ میری ماں اٹالین تھی اس لئے میرے بال کالے ہیں مجھے آپ کے ہاں بھیجا گیا تھا۔ بہرحال یہ قصہ پارینہ ہے اب اس قسم کی ضرورت نہیں پڑتی۔ شاید آپ کو علم نہ ہو افغانستان کا ملا اشور باز ارِبھی اسی مرکز کا پروردہ تھا۔

گاؤں آ کر میں نے محلہ عیسیٰ خیل کے بزرگوں کو یہ واقعہ سنایا تو طالب گل نے

Marfat.com

کہا کہ مجھے شک پڑا تھا مگر سب ہی کہہ رہے تھے کہ چترالی ہے (یہاں اکثر چترالی مولوی پیش امام ہوتے ہیں اور وہ گورے بھی ہیں بالکل انگریزوں کی طرح) طالب گل نے کہا چلو بھائی اب چار سال کی نمازیں لوٹائیں جو ہم نے انگریز کے پیچھے پڑھی ہیں، خانہ خراب ہو اس کا۔

جب میں نے جنگل کی حویلی کا واقعہ پڑھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ مسٹر ولسن ضرور جنگل کی حویلی کے پروردہ تھے۔'' 41

مزید آگے ۱۹۶۵ ا پاکستان اور بھارت کی جنگ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''دوران جنگ ایک رات مارکیٹ میں شور شرابا ہوا کچھ لوگ جن میں نوجوان زیادہ تھے ایک شخص کو گھیرے ہوئے تھے اور مار پیٹ رہے تھے۔ بلیک آؤٹ تھا، کچھ صاف نظر نہ آتا تھا میں بھی گیا تو پتہ چلا کہ ایک شخص جو پکڑا ہوا ہے وہ صفورا گوٹھ کی ایک چھوٹی سی مسجد کا پیش امام ہے اور بلا معاوضہ امامت کے فرائض انجام دیتا ہے لوگوں کا کہنا تھا کہ اس کو بلیک آؤٹ میں ٹارچ سے سگنلنگ کرتے ہوئے پکڑا ہے۔ اس ہنگامہ میں بی ڈی چیئر مین ایس بی علی کو بلایا گیا اور مشورہ کر کے چند آدمی اسے پولیس اسٹیشن لے گئے جب وہاں پوچھ گچھ ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ امام صاحب ہندو ہیں بھارت میں آگرہ کے قریب کسی اسکول میں ان کو نہ صرف مولوی کی تربیت دی گئی ہے بلکہ باقاعدہ ختنہ کرا کے مسلمان نام عبداللہ رکھ کر یہاں بھیجا گیا ہے۔ جب کہ اس کا ماہانہ تنخواہ ڈیری فارم کا اکاؤنٹ آفیسر دیتا ہے جو ہندو تھا۔ اس کے بعد پولیس نے ڈیری فارم سے اکاؤنٹ آفیسر کو بھی گرفتار کیا ار ضابطے کی کاروائی شروع کر دی۔ (اکاؤنٹ آفیسر بھی ہندو تھا)

اس طرح کے بہت سے تخریب کار۔ کراچی میں اہم نوعیت اور دفاعی اہمیت کے مقامات کے نزدیک متعین ہیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر تخریبی کاروائیوں میں مصروف ہیں۔ کراچی کے قرب وجوار میں جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی مساجد عام

Marfat.com

طور پر ان بھارتی جاسوسوں کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ کہیں یہ مزاروں پر کہیں خانقاہوں پر بھیس بدل کر جاسوسی کر رہے ہیں۔

اسی طرح کراچی نارتھ ناظم آباد میں سیفی پولی ٹیکنیک کا ایک ہندو انسٹرکٹر جس کا تعلق لاڑکانہ سے تھا، اور نام زری چند تھا۔ اس کے تعلقات سیاسی قسم کے لوگوں اور طلباء تنظیموں سے بڑے خوشگوار اور استوار تھے گذشتہ دس سال قبل کی ہنگامہ آرائیوں کے دوران کچھ سیاسی لیڈر اس کے گھر بھی آتے جاتے تھے۔ وہ اچانک کراچی سے غائب ہو گیا اور پتہ چل نہ سکا کہ کہاں گیا؟ اس کے غائب ہوتے ہی وہ علاقہ پر امن ہو گیا!'' 42

عزیزانِ گرامی!

میں نے یہ حوالہ جات ڈاکٹر عبدالرشید احمد کی کتاب سے صرف اس لئے نقل کئے ہیں تاکہ روشن خیال اور جدیدیت کے علمبرداروں کو یہ سمجھ آجائے کہ فرقہ واریت میں دینی مدارس نہیں بلکہ یہ اسلام دشمن عناصر ہیں جنہوں نے مغربی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کی یہ تخریب کار ہندو، عیسائی، یہودی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کا روپ دھار کر اس آگ کو لگایا اور اقتدار کی ہوس میں مبتلاء ہو کر چند مفاد پرست سیاستدانوں نے اس کو ہوا دی اور اپنا الو سیدھا کیا۔

دہشت گردی

دینی مدارس پر دوسرا بڑا الزام دہشت گردی کا لگایا گیا...... یہ اجڈ، جاہل، گنوار تہذیب کے دشمن انتہائی سفاک ہیں، دہشت گرد ہیں۔

دہشت گردی کا مفہوم کیا ہے؟ اس کی تعریف کیا ہے؟ یہ آج تک تعین نہیں کیا جا سکا۔ یہ الزام صرف مسلمانوں اور اسلام پسندوں پر ہی کیوں عائد کیا جاتا ہے۔

سوچیے!

۶۱ سال سے جدوجہد میں مصروف کشمیری تو دہشت گرد ہیں جبکہ انڈونیشیاء کے مشرقی تیمور میں حق خودداریت کے لئے لڑنے والے عیسائی حریت پسند ہیں لہذا عالمی سطح پر ان کی پرزور حمایت کے نتیجے میں انہیں محدود عرصے کی جدوجہد کے بعد آزادی مل چکی ہے۔

Marfat.com

سوچیے! آخر تضاد کیوں!

اسی طرح فلسطین، فلپائن، بوسینا وغیرہ کے مظلوم مسلمان ان کے خیال میں دہشت گرد، ان کی جدوجہد ناجائز جبکہ ان پر لرزہ خیز مظالم ڈھانے والے سفاکی و بربریت کی نئی تاریخ رقم کرنے والی اسرائیلی، برنی فلپائن حکومت اور سرب وغیرہ اپنے سفاک کارناموں کے باوجود نہ تو دہشت گرد ہیں اور نہ ہی ان کی سرگرمیاں ناجائز ہیں۔

افغانستان اور عراق میں لاکھوں ٹن بارود برسانے والے امن کے پیامبر اور اپنی دفاعی جنگ لڑنے والے اہل عراق اور افغانستان دہشت گرد۔

کل تک امریکہ بہادر کے نزدیک طالبان، مجاہد تھے اور آج دہشت گرد یہ تضاد کیوں؟

(اس وقت میرا عنوان یہ نہیں صرف تضاد بیان کرنا مقصود ہے)

بات صرف اتنی ہے کہ دینی مدارس نے آج اس دور میں جب ہر طرف کفر والحاد کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ ایمان کے چراغ جلا رکھے ہیں۔

مسلمانوں میں دینی شعور بیدار رکھنے والی یہ شمعیں ان کے سیاہ ارادوں کی تکمیل میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ اس لئے یہ اس طرح کے پروپیگنڈے کے ذریعے دینی مدارس کا استیصال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دنیا بھر کی کلیسائی جامعات اور اسکول میں دہشت گردی کے کس طرح کے مناظر منظر عام پر آتے ہیں صرف چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے۔

"امریکہ کے ۲۷۰۰۰ طالب علم روزانہ اپنے ساتھ اسکول جاتے ہوئے پستول اور دوسری قسم کا اسلحہ رکھتے ہیں۔" 43

امریکہ میں ۳۸% جرائم ٹین ایجر ہوتے ہیں۔

<u>۱۹۷۹</u>ء سے <u>۱۹۹۱</u>ء تک امریکی بچوں نے ۴۰ ہزار قتل کیے۔

لندن کے اخبار ڈیلی ایکسپریس کے مطابق برطانوی اسکولوں میں طلبہ تشدد، غنڈہ گردی اور شراب سمیت ہر نشہ کرتے ہیں۔ ہر تیسرا استاد اپنے شاگردوں کے تشدد کا نشانہ بنتا ہے۔ اسکولوں میں بڑھتے ہوئے تشدد اور بے راہ روی سے برطانوی شہریوں کو ہر سال

Marfat.com

پانچ کروڑ تیس لاکھ پونڈ زائد ٹیکس ادا کرنے پڑتے ہیں۔

برمنگھم کی عدالت میں مبینہ طور پر ۲۰۰ سے زائد جرائم کا ذمہ دار ۱۳ سالہ لڑکا پیش کیا گیا۔44

کاٹ لینڈ میں ایک چوتھائی اساتذہ طلبہ کے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں، ایک سروے میں پتہ چلا کہ ایسے کچھ ایک سال گزرنے کے بعد بھی زیر علاج ہیں۔ جرمنی میں ایک تہائی طلبہ مسلح ہو کر تعلیم گاہوں میں آتے ہیں۔ برلن پولیس کے مطابق شہر میں ہونے والے ۴۵% جرائم ۱۳ سال سے بھی کم عمر کے بچے کرتے ہیں۔45

عزیزانِ گرامی! ذرا سوچئے!

کیا یہ تمام بچے دینی مدارس کے طلباء ہیں؟

کیا ان کی تربیت دینی مدارس میں ہوئی ہے؟

کیا ان کو اسلحہ دینی جماعتوں نے فراہم کیا تھا؟

اگر نہیں۔ تو پھر ان میں دہشت گردی کہاں سے آ گئی؟

اس کو دہشت گرد کس نے بنایا؟

اے سفا کی علمبردارو!

کیا تم کوئی بھی ایک مثال مسلمان ملک کے کسی دینی مدرسہ کی دے سکتے ہو کہ جہاں طلبہ ایسے جرائم کرتے ہوں نہیں تم کوئی ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے لہذا دہشت گردی کے مراکز دینی مدارس نہیں کلیسائی نظامِ تعلیم پر محیط اسکول و کالج ہیں۔

دور نہیں جایئے۔

پاکستان کی جامعات کا حال ہی دیکھ لیجئے ہر دوسرے روز طلبہ تنظیموں میں جھگڑے کے بعد تدریسی عمل معطل ہو گیا۔

چند دن قبل ہی جامعہ کراچی میں ہفتہ طلبہ کے انعقاد کے بعد دو طلبہ تنظیمیں جھگڑ پڑیں اور اسٹوڈینٹ ایڈوائزر نصرت ادریس نے ہفتہ طلبہ منسوخ کر دیا۔

Marfat.com

دوستو!

اگر دہشت گردی دینی مدارس ہی کا خاصہ ہے تو پھر کالجوں، یونیورسٹیوں میں طلبہ تنظیموں کے جھگڑے، قتل، اساتذہ پر تشدد اور دیگر وارداتوں کا ذمہ دار کون ہے؟

آیئے انتہا پسندوں کا ایک اور رخ آپ کو دکھاتا چلوں کیرن آرم اسڑانگ اپنی کتاب مقدس جنگ میں لکھتی ہیں:

''ایک دفعہ کا ذکر ہے، میں یروشلم میں ایک ٹیلی ویژن سیریز کی شوٹنگ کر رہی تھی۔ بیت المقدس کے سامنے ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ یہ اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں ۶۳۷ء میں یروشلم فتح کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی تھی۔ یاد رہے انہوں نے یونانی پادری کے دعوت دینے کے باوجود گرجا بھر میں نماز ادا نہیں کی تھی بلکہ باہر جا کر مذکورہ مقام پر نماز ادا کی تھی۔ شوٹنگ کے دوران نماز کا وقت ہو گیا۔ مسجد سے مؤذن کے اذان دینے کی آواز سنائی دینے لگی۔ مجھے تو اذان سن کر وجد سا آنے لگا تھا لیکن میرے عملے کے یہودی اراکین، جو چند لمحے پہلے تک بڑا منطقی طرز عمل اپنائے ہوئے تھے، یکدم غیر منطقی حرکتیں کرنے لگے، انہوں نے مسجد کی طرف رخ کر کے بے ہودہ اشارے کیے، اذان کا مذاق اڑایا اور ان کے چہروں سے سخت برہمی عیاں ہو گئی۔'' 46

اب آپ ہی بتایئے کیا یہ یہودی بھی دینی مدارس کے تعلیم یافتہ تھے؟

کیا ان کو بھی دینی مدارس نے انتہا پسند بنایا تھا؟

یہ تو دنیا دار قسم کے یہودی تھے جو کسی T.V کے لئے کام کر رہے تھے جب ان کی انتہا پسندی کا یہ عالم ہے تو یہودیوں کے مذہبی جنونیوں کا کیا ہوتا ہوگا یہ سمجھنا مشکل نہیں۔

یہودی دانشور اسرائیل شحاک اپنی کتاب JEWISH, FUNDAMENTALISM IN ISRAEL میں لکھتا ہے:

''۲۵ نومبر ۱۹۹۴ کو ہیبرون میں باروک گولڈن سٹائن نے خون کی ہولی کھیلی

جس کی کہانی بڑی مشہور ہے گولڈ سٹائن نے ایک مسجد میں داخل ہو کر نمازیوں پر پیچھے سے فائرنگ کی جس کی وجہ سے بچوں سمیت ۱۲۹ افراد ہلاک اور بے شمار لوگ زخمی ہو گئے تھے۔"47

یہی دانشور مزید آگے لکھتا ہے:

"قتل عام کے بعد دو ہی دن کے اندر یروشلم اور دیگر مذہبی علاقوں کی دیواریں ایسے پوسٹروں سے بھر گئیں جن میں گولڈ سٹائن کے کارنامے کو سراہا گیا تھا اور اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا تھا کہ وہ زیادہ عربوں کو قتل نہیں کر سکا قتل عام کے مہینوں بعد تک یروشلم میں مظاہرے کرنے والے مذہبی آباد کاروں کے بچے ایسے پوسٹر لہراتے تھے جس پر لکھا ہوتا تھا "ڈاکٹر گولڈ سٹائن نے اسرائیل کے تمام امراض کا علاج کر دیا ہے" اسرائیلی مذہبی موسیقی کی اکثر محفلیں اور دیگر محفلیں گولڈ سٹائن کو سراہنے کی تقریبات میں بدل جاتی تھیں عبرانی پریس نے عوامی ستائش کی ان تقریبات کی تفصیلی خبریں شائع کیں کسی بڑے سیاستدان نے ان پر احتجاج نہیں کیا تھا۔"48

عزیزانِ گرامی!

کیا یہ ڈاکٹر گولڈ سٹائن بھی کسی دینی مدرسہ کا طالب علم تھا؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ان جدیدیت پسند سکالرز کو...... ان زرد صحافت کے نقیبوں کو یہ انتہا پسند اور دہشت گرد نظر کیوں نہیں آتے؟

ان کی حقیقت کو لوگوں کے سامنے کیوں نہیں آشکارا کیا جاتا؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

پسماندگی

ایک اور بڑا الزام پسماندگی کا ہے یہ مدارس کے طلبہ ترقی کے دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

سابق گورنر پنجاب میاں اظہر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

"آپ لوگ مدرسوں مُلّا پیدا کر رہے ہیں جو چندے کی پیداوار ہیں ان کی زندگی مسجد اور حجرے تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے اس سے بہتر ہے کہ آپ انہیں کیمپ جیل بھیج دیں۔ آپ معصوم بچے کے ہاتھ میں لوٹا پکڑا دیتے ہیں اور اس کی شلوار ٹخنوں سے اوپر کر کے اس کے دروازے دیگر علوم کے لئے بند کر دیتے ہیں۔ یہ انصاف نہیں ظلم ہے گورنر نے انہیں تلقین کی کہ آپ انہیں جدید علوم پڑھائیں، کمپیوٹر کی تعلیم دیں آپ نے مدرسوں کو جیل خانہ بنا دیا ہے۔ جب کہ عیسائی ایک بچے کو جھونپڑی سے اٹھا کر سکالر بنا دیتے ہیں۔ آپ بھی انہیں جدید تعلیم دیں تا کہ ستر ہویں، اٹھارویں گریڈ کے آفیسر پیدا ہوں۔ دینی تعلیم کے حصول سے گورنر صاحب نے مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ پتہ نہیں آگے جنت بھی ملتی ہے یا نہیں۔"49

بالکل تعلیم دی جانی چاہئے (سابق) گورنر صاحب!

مگر یہ تو بتایئے اسکول و کالج اور یونیورسٹیوں کی طرح کبھی آپ نے انہیں فنڈز فراہم کیے؟

کبھی آپ نے ان کو کتابیں اور میز کرسیاں فراہم کیں؟

کیا جدید تعلیم سے نونہالان ملت کو آراستہ کرنے کے لئے آپ نے مدارس کو کمپیوٹر گفٹ کیے؟

نہیں! کبھی نہیں۔

پھر آپ ہی بتایئے آپ کا اس جرم میں کتنا حصہ ہے؟

عزیزانِ گرامی!

یہ پروپیگنڈہ کہ مدارس کے طلبہ پسماندہ ہیں دوعملی کا شاہکار ہے۔

ذرا سوچیے!

دینی مدارس اور علماء کا استیصال کس نے کیا؟

دینی طلبہ پر ملازمتوں کے دروازے کس نے بند کیے؟

کیا دینی مدرسہ کا طالبِ علم داڑھی اور ٹوپی کے ساتھ کسی ٹی وی پر نیوز اینکر یا ہوسٹ

Marfat.com

نہیں بن سکتا؟

سوچئے کس نے انہیں فنڈز سے محروم کیا؟

نتیجتاً جب وہ کئی آزمائشوں کا شکار ہو گئے تو ان پر طلبہ کو پسماندہ رکھنے کا الزام عائد کر دیا گیا۔

اس بات سے ہرگز انکار نہیں کہ دینی مدارس کی ایک محدود تعداد میں تہذیب و آداب کا فقدان ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا ذمہ دار کون ہے؟

انہیں معاشرے سے علیحدہ کرنے کا ناپاک کارنامہ کس نے اور کیوں انجام دیا؟

گذشتہ سطور میں ہم اس سوال کا مفصل جواب دے چکے ہیں۔

جدید تعلیم سے بے بہرہ

دینی مدارس پر ایک بڑا الزام یہ بھی ہے کہ ان مدارس سے کوئی) انجینئر، ڈاکٹر، سائنسدان نہیں پیدا ہوا۔

پروفیسر علی حسن ظفر اس محاذ پر یوں قلم کی جولانیوں کو پیش کرتے ہیں:

"بارھویں صدی کے بعد کائنات کا علم مسلمانوں کی دسترس سے بہت دور تھا اب تو مسلمان یہ بھی بھول گئے تھے کہ اس علم کے بانی مسلمان علماء (سائنسی مفکر مثلاً جابر بن حیان، الکندی، الفارابی، بوعلی سینا اور البیرونی جیسے لوگ) ہی ہوئے ہیں اب یہ علم مسلمانوں کے سامنے یہود و نصاریٰ کے ذریعے ہی پہنچ رہا تھا۔ تو ہمارے مولوی نے سمجھا کہ شاید یہ کافروں کا علم ہے۔ حالانکہ یہ علوم قرآنی علوم کا ہی حصہ تھے مگر کیونکہ ہمارا مولوی خود اس حقیقت سے بے خبر تھا اس لئے اس نے سائنسی علوم کو اپنے مدرسوں سے ہی خارج کر دیا۔"50

اور کہیں اس الزام کو اس دلیل کے ساتھ یوں دہرایا گیا۔ کہ آج سے ۷۵ سال قبل اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو تیل کی دولت سے نوازا یہ ہمارے زوال کا زمانہ تھا مگر ہماری حالت یہ تھی کہ ہم تیل زمین سے نکالنے کی صلاحیت سے محروم تھے...... چشمے کھودنے کی ٹیکنک سے بے بہرہ تھے...... تیل نکال کر اسے ریفائن کرنے کی صلاحیت سے ہم کورے

Marfat.com

تھے اور تیل کو ریفائن کرنے کے بعد دنیا کی مارکیٹ میں بیچنے کے لئے مارکٹنگ کی صلاحیت بھی ہم میں موجود نہ تھی جس کے لئے ہم نے مجبوراً مغربی ماہرین کو بلایا اور مغربی ماہرین آئے پھر مغربی کمپنیاں آئیں، ان کے بعد بینک آئے، پھر سیاست کار آئے اور ان کے ساتھ مغرب کی فوجیں بھی آگئیں جو آج تیل کے چشموں کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھی ہیں۔ اس کے ذمہ دار بھی دینی مدارس ہیں الزامات در الزامات کا یہ سلسلہ رکنے میں نہیں آتا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

اے انصاف پسند لوگو!

اے علم و دانش کے رکھوالو!

سوچئے اور بتائیے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں اُمت کی محرومی کا ذمہ دار کون ہے؟ مدارس یا یونیورسٹیز......

حکومت کی امداد پر اربوں کی گرانٹ لینے والی جامعات یا زکوۃ خیرات پر چلنے والے دینی مدارس؟

(اسلامی ممالک کی) یونیورسٹیز سے نکلے ہوئے انجینئرز، سائنسدان یا مدارس سے فارغ التحصیل علماء؟

عزیزانِ گرامی!

۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد ہمارا نظام تعلیم واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا دین اسلام کی حفاظت اور سر بلندی کے لئے اسلامی نظام تعلیم کو انگریزوں کے مکرو گورک دھندے سے بچانے۔ کے لئے علماء نے دینی تعلیم علیحدہ دینا شروع کی۔ اس کو ہم گزشتہ صفحات پر تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

اے اہل دانش فکر اپنایئے!

کیا سائنسی علوم میں مہارت مولوی کے فرائض میں شامل ہے۔ ہر شخص تو ہر علم میں طاق نہیں ہو سکتا۔

اگر یہی الزام جوابی الزام کی شکل اختیار کرلے اور یوں کہا جائے کہ انجینئر عالم دین

Marfat.com

کیوں نہیں ہوتا تو ایک محاذ قائم ہو جائے گا کیونکہ دنیا میں کہیں بھی کوئی شخص بیک وقت ایک اچھا اور کامیاب ڈاکٹر، انجینئر، عالم، سائنسدان، قانون دان، فلسفی نہیں ہوسکتا۔ تمام علوم میں مہارت تامہ حاصل نہیں کرسکتا۔ اور دنیا بھر میں سائنس کے شعبہ میں صرف سائنسدانوں نے ہی کام کیا اب کوئی شخص یہ کہے کہ برطانیہ میں جتنے سائنسدان گزرے ہیں یا موجود ہیں ان میں ایک بھی جسٹس نہیں ہے اس لئے برطانیہ کے ججوں کا سائنسی ترقی میں کوئی کردار نہیں تو آپ ہی بتائیے آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے۔

چندہ کا الزام

چندہ لینے کا جرم اتنی شدت سے دینی مدارس پر تھوپا گیا کہ دینی مدارس کی محرابیں شرم سے جھک گئیں اور حیرت اس بات پر ہے کہ فرد جرم عائد کرنے والے وہ ہیں جو سرکاری اسکولوں، انگریزی اسکولوں اور مشنری اداروں کی امداد پر پل رہے ہیں۔

قوم کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والے مغربی ممالک سے امداد کے نام پر چندہ وصول کریں تو محسن) اور دینی مدارس کے لوگ چندہ جمع کریں تو مجرم حالانکہ کسی سے نیکی پر تعاون لینا اور دینا شریعت کی نگاہ میں جرم نہ قانون کی نگاہ میں۔

Marfat.com

ماخذ ومراجع

1- کلمہ حق)از علامہ عبدالحکیم اختر شیجہانپوری) صفحہ 60،59 مطبوعہ بزم رضویہ)
2- شہاب نامہ از قدرت اللہ شہاب صفحہ 105،104 مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
3- شہاب نامہ صفحہ 159
4- کلمہ حق صفحہ 62
5- جریدہ 34 جلد 6 صفحہ 199 مطبوعہ شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ کراچی
6- تقدیم شواھد الحق صفحہ ز، از علامہ عبدالحکیم شرف مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی 1988ء
7- جریدہ 34 صفحہ 200
8- ضیاء النبی از جسٹس پیر کرم شاہ الازہری جلد ششم صفحہ 259
9- ضیاء النبی جلد ششم صفحہ 254
10- جریدہ 34 صفحہ 329
11- جریدہ 34 صفحہ 331،330
12- کلیات اقبال صفحہ 134، ضرب کلیم
13- تختہ دار سائے تلے از جاوید ہاشمی رہنما مسلم لیگ (ن) صفحہ 262،261
14- ضیاء النبی جلد ششم صفحہ 92
15- یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ 101 بحوالہ معرکہ مذہب وسائنس
16- یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ 95 بحوالہ تشکیل انسانیت
17- یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ 98،97
18- مقدس جنگ صفحہ 201 از کیرن آرم سٹرانگ مطبوعہ نگارشات پبلیشرز 2006 مترجم

Marfat.com

محمد احسن بٹ
19- ضیاء النبی جلد ششم صفحہ 107 بحوالہ ایج آف فیتھ صفحہ 299,300
20- یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ 288
21- اندلس میں مسلمانوں کے سائنسی کارنامے ص 87,88 از پروفیسر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی مطبوعہ ملت پبلی کیشنز لاہور جنوری 2001
22- عبرت نامہ اندلس صفحہ 715 از پروفیسر رائن ہاٹ ڈیزی مترجم، مولوی عنایت اللہ دہلوی مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور
23- ہمارا نصابِ تعلیم کیا ہوا؟ صفحہ 100,101، بحوالہ دیباچہ غالب نامہ ص 14 از شیخ محمد اکرم)
24- ماہنامہ تجلیات خطبہ صدارت یوم رضا ۱۳۷۹ھ ناگپور
25- تحریک آزادی ہند از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد، صفحہ 20 مطبوعہ ضیاء القرآن 2002
26- ترجمہ انگریزی مکتوب 21 نومبر 1986 لیڈن؛ معارف رضا 1989 ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی مضمون قرآن سائنس اور امام احمد رضا از پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
27- معارف رضا 1989 شمارہ نہم صفحہ 98، حکیم محمد سعید، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 1982 ص 15)
28- شہاب نامہ صفحہ 104
29- ابوالکلام آزاد کے علمی شہہ پارے صفحہ 339,339 مطبوعہ دارلاشاعت کراچی
30- جریدہ 34 صفحہ 3III بحوالہ مکمل مجموعہ لیکچرز
31- فتاویٰ رضویہ از مولانا احمد رضا جلد 23 صفحہ 685 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن
32- تختہ دار کے سائے تلے صفحہ 207
33- تختہ دار کے سائے تلے صفحہ 145
34- پروٹوکولز صفحہ 158
35- معارف رضا سالنامہ ۲۰۰۷ صفحہ ۱۶۷: ''امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے افکار

Marfat.com

ونظریات۔ انفرادی مطالعہ'' ام، ایڈ مقالہ مصنفہ منور سلطانہ بنتِ قاضی محمد اقبال جامعہ ملیہ گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، ملیر کراچی، ۲۰۰۵۔۲۰۰۶ء، غیر مطبوعہ ص ۷۵، ۷۶

36- ۱۰۰ عظیم مسلم سائنسدان ص ۲۳۵ از ابراہیم عمادی مطبوعہ دارالشعور لاہور مارچ ۲۰۰۲

37- الفرقان لکھنؤ نومبر دسمبر ۱۹۹۴ ص ۲۳

38- ہفت روز تکبیر ۱۰ نومبر ۱۹۹۴

39- روزنامہ نوائے وقت ۳۱ مارچ ۱۹۹۶

40- اسلام کے مجرم صفحہ ۹۷، ۹۸ از ڈاکٹر شبیر احمد مطبوعہ گاسکی پبلی کیشنز۔ فلوریڈا امریکہ

41- اسلام کے مجرم صفحہ ۱۰۶ تا ۱۰۸

42- اسلام کے مجرم صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲

43- نوائے وقت، ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۳ء

44- جنگ لندن ۱۹، ستمبر ۱۹۹۳ء

45- مسلمانوں کا فکری اغواء صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵

46- مقدس جنگ ص ۲۵۸ از کیرن آرم سٹرانگ اردو ترجمہ محمد احسن بٹ مطبوعہ نگارشات پبلشرز لاہور ۲۰۰۶

47- اسرائیل میں یہودی ء بنیاد پرستی از اسرائیل شحاک صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ جمہوری پبلیکیشنز

48- اسرائیل میں یہود بنیاد پرستی صفحہ ۱۳۴ از اسرائیل شحاک، نارٹن میزونسکی مترجم محمد احسن بٹ مطبوعہ جمہوری پبلی کیشنز لاہور اگست ۲۰۰۴

49- مسلمانوں کا فکری اغواء ص ۱۲۷ بحوالہ روزنامہ جنگ ۱۲۸ اگست ۱۹۹۲

50- اکیسویں صدی اور ہمارے علماء ص ۱۹۸

Marfat.com

باب نمبر 8

خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر

خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تو
سکون کی نیند تجھے بھی حرام ہو جائے
تری مسرت پیہم تمام ہو جائے
تری حیات تجھے تلخ جام ہو جائے
غموں سے آئینہ دل گداز ہو تیرا
طویل راتوں میں تو بھی قرار کو ترسے
تری نگاہ کسی غمگسار کو ترسے
خزاں رسیدہ تمنا بہار کو ترسے
خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تو

گھر یا خاندان ہی قوم کا خشت اول ہے۔ خاندان ہی وہ گھوارا ہے جہاں قوم کے آنے والے کل کے معماع، پاسبان پرورش پاتے ہیں۔ گھر ہی وہ ابتدائی مدرسہ ہے جہان اخلاق وکردار کی جو قدریں (خواہ) اچھی ہوں یا بری، بلند ہوں یا پست دل ودماغ پر نقش ہو جاتی ہیں اور ان کے نقوش کبھی مدھم نہیں پڑتے۔ اس لئے اسلام گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے مبہم نصیحتوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے واضح اور غیر مبہم قاعدوں اور

Marfat.com

ضابطوں کا یقین بھی کرتا ہے۔

عورت کا مقام:

عورت خاندانی نظام کی وہ اکائی ہے جس کے بغیر خاندان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

عرصہ پائے دراز سے یہ عورت ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی قدرت نے اگرچہ اسے مرد کی طرح ذی روح اور ذی شعور بنایا تھا لیکن اس کے ساتھ برتاؤ مٹی کی بے جان مورتیوں کا سا کیا جاتا تھا...... جوئے میں اسے ہارا اور جیتا جا سکتا تھا...... شوہر کی لاش کے ساتھ جل کرستی ہونا پڑتا تھا...... کہیں اسے تمام برائیوں کی جڑ...... کہیں غلاظت کی بوری...... اور کہیں انسان کی ساری بدبختیوں کا سرچشمہ یقین کیا جاتا تھا...... اور کہیں چوٹی کے نامور فلسفی اس کے انسان ہونے کا بھی انکار کرتے ہوئے نظر آتے تھے...... اس کے ازواجی حقوق کا تصور بھی نہ تھا اور اسے ازواجی بندھنوں میں مقید کرنے سے پہلے کوئی رائے لینے کا تصور تک نہ تھا...... یہ بلکہ اس سے بھی بدتر حالات تھے جن میں اسلام سے پہلے یہ عورت بے چارگی کی زندگی گزار رہی تھی...... جہاں خاندان کی اہم اکائی کی بے بسی کا یہ حال ہو وہاں خوشی کا لفظ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے...... خاندان کی رنگینیاں مانند پڑ جاتی ہیں۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے پہلی مرتبہ اعلان کیا کہ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں اسی طرح عورت کے حقوق بھی مرد پر ہیں۔ اس کی رائے ہے اور قانون اس کی رائے کا احترام کرتا ہے اس کو اپنے والدین اپنے شوہر اور اپنی اولاد کا وارث تسلیم کیا گیا۔ اس کو ملکیت کے حقوق دیئے۔

کیونکہ مرد اور عورت کا اولین رشتہ ازدواج کا رشتہ ہے اس لئے اس میں جو بے راہ رویاں پائی جاتی تھیں ان کی اصلاح کی۔ تعداد ازواج پر پابندیاں لگائیں اور اس کی اجازت دی تو بڑی کڑی شرائط کے ساتھ اور مرد کو اگر نگران یا حاکم بنایا تو اس کو عورت سے حسن سلوک کا حکم دیا اور اگر اس کی کوئی عادت پسند نہ ہو تو اس پر صبر کرنے کی ہدایت کی اور اگر باہمی زندگی کی کشتی کسی بھی وجہ سے تلخیوں کے بھنور میں گھر جائے تو اس طوفان سے نکلنے کے لئے تدابیر بھی بتائیں۔ لیکن عورت کو یہ تمام حقوق دینے کے بعد گھر کی سرداری اور نظم

Marfat.com

ونسق کی ذمہ داری مرد کو سونپی کیونکہ اس کی فطری صلاحیتیں اس ذمہ داری کا بوجھ برداشت کر سکتی ہیں۔

اور اس کو قرآن نے یوں بیان فرمایا:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی۔1

''اور ٹھری رہو اپنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابقہ دور جاہلیت میں رواج تھا۔''

اس آیت کی تفسیر میں پیر کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں:

''اسلام کے نزدیک عفت وعظمت کی جو قدر ومنزلت ہے اس کے پیش نظر یہ احکام صادر فرمائے جارہے ہیں ان راستوں کو ہی بند کیا جارہا ہے۔ان اسباب کا ہی قلع قمع کیا جارہا ہے جن کے ذریعہ اس متاع گرانمایہ کے لٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے کوئی زیرک قیمتی جواہرات رکھ کر اپنے گھر کے دروازے چوروں کے لئے نہیں کھولتا، جو لوگ اس زعم باطل میں مبتلاء ہیں کہ ان کے گھروں کی خواتین، ان کی بچیاں، بہنیں پختہ کردار کی مالک ہیں، وہ اگر چہ قیمتی بھڑ کیلے ملبوسات پہن کر بے پردہ گھومتی رہیں تو ان کی عزت وآبرو پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔انہیں ہم نرم سے نرم الفاظ میں ''بھولا'' کہہ سکتے ہیں۔اور ان کا یہ بھولا پن انہیں ایک روز ایسے گڑھے میں پھینک دے گا جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔فطرتِ انسانی کے حیوانی تقاضوں کی شدت سے ان کی دانستہ چشم پوشی انہیں ایسے بھیانک نتائج سے دوچار کردے گی کہ ان کا قلبی سکون برباد اور ذہنی توازن بگڑ جائے گا۔اس وقت وہ پچھتائیں گے جب چڑیاں کھیت چگ گئی ہوں گی۔اس وقت وہ زار زار روئیں گے، لیکن ان کو اپنے درد کا درماں نہیں ملے گا۔

اسلام نے مسلمانوں کو جو ثقافت اور تہذیب عطا کی ہے، وہ تو ان آیات میں مذکور ہے اب اگر ہمارے قائدین اپنی ملت کی بچیوں کو کوئی دوسری ثقافت سکھانا

Marfat.com

چاہیں اور مغربی تمدن و معاشرت کے آداب کی تعلیم دینا چاہیں تو ان کی مرضی۔
اسلام نے، قرآن نے اور حاملِ قرآن نے تو مسلمان عورتوں کے لئے حیا سوز اور غیرت باختہ طرزِ معاشرت سے سختی سے روکا ہے۔"2

عزیزانِ گرامی!

آج ہمارے خاندان کو منتشر کیوں کیا جارہا ہے؟

ہماری خواتین جو گھروں میں رہتیں اور ہمارے مرد گھروں سے باہر جا کر اپنی خواتین اور اپنے بچوں کے لئے نوکری کرتے، کاروبار کرتے اور خاندان کی معاشی ذمہ داریوں کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے پورا کرتے۔

اس نظام سے تکلیف کسے ہے؟

اور کیوں ہے؟

آج یہ کیوں کہا جارہا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کا کمانا لازمی ہو چکا ہے؟

مہنگائی کے سبب ایک آدمی کی تنخواہ میں گزارہ نہیں ہوسکتا۔

بے روزگاری کا عفریت اور یہ مطالبہ دونوں کمائیں اس مطالبہ کے پیچھے عورت کا استعمال چھپا ہوا ہے اور کچھ بھی نہیں۔

آج صرف عورت کی نوکری کی آواز اس لئے بلند کی جارہی ہے کہ عورت مردوں سے کم پیسوں میں زیادہ کام کرتی ہے۔

عورت کی نمائش کر کے سرمایہ دار اپنا مال فروخت کرتے ہیں۔

یہ کیا ہے دوستو!

یہ کیسا ظلم ہو رہا ہے عورت کے ساتھ۔

عزیزانِ گرامی!

اس کے پیچھے جو ہولناک سازش چھپی ہوئی ہے وہ آپ کی اور میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔

کیا ایک عورت صبح سے شام تک نوکری کرنے کے بعد اپنے گھر کو اور اپنی اولاد کو وہ

Marfat.com

توجہ دے سکتی ہے جو اس کی ذمہ داری اور اس کے بچوں کا حق ہے۔

کیا ایسا گھر سکون کا منظر پیش کر سکتا ہے؟

سوچو اور بغور سوچو!

کیا ہمارے روشن خیال دانشور جو مغربی تہذیب کو ہمیشہ Import کرنے کے لئے بے تاب و بے قرار رہتے ہیں۔

اگر وہ استعمار کے ایجنٹ نہیں ہیں تو ذرا بتایئے کیا آپ نے اپنی نادانی میں اپنی بچیوں پر دوہری ذمہ داری عائد نہیں کر دی؟

کہیں ایسا تو نہیں آپ نے انہیں حسین سپنے دکھا کر نوکری اور گھر کی چکی کے دو پاٹوں میں ان کو پیس کر رکھ دیا۔

کیا مغرب کے گھروں میں سکون کی وہ خوشبو ہے جس سے ہمارے گھروں کے صحن مہکتے ہیں؟

کیا مغرب کے پاس وہ خاندانی سکون ہے؟

کیا وہاں خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں؟

اہل مغرب تو لاکھ ترقی کے باوجود اپنی عورتوں کو گھروں سے باہر نکال کر خون کے آنسو رو رہے ہیں اور ہم وہ سوختہ سامان ہیں جو اندھی تقلید کے باعث اپنی پاکیزہ روایات کو اپنے ہی پیروں تلے روندنے کے لئے بے تاب ہو رہے ہیں۔ ذرا پیچھے مڑ کر ان مغربی ترقی یافتہ خاندانوں کا حشر بھی تو دیکھئے۔

آپ کو مجھ سے اختلاف کا حق حاصل ہے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بچوں کی پرورش اور گھر کے دیگر کاموں کے لئے آیا، باورچی اور ماسی بھی رکھی جا سکتی ہے اور دیگر کاموں کے لئے دو ایک نوکر بھی رکھے جا سکتے ہیں۔

لیکن ذرا آپ ہی بتایئے ان امور پر جو اخراجات آئیں گے کیا وہ بیوی کی تنخواہ سے بڑھ نہیں جائیں گے اور بالفرض مان لیا کہ آپ بہت زیادہ امیر ہیں اور یہ اخراجات برداشت کرنے کی پوزیشن میں ہیں اور آیا، باورچی اور ماسی رکھ سکتے ہیں تو خدارا سوچئے!

Marfat.com

اور بتایئے!

کہ آپ کی آیا بھاری تنخواہ کے عوض آپ کے بچوں کو ماں کی آغوش، ماں کی ممتا، ماں کی توجہ دے سکے گی؟ اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور ہرگز ایسا نہیں کر سکتی تو آپ کے بچوں میں جو محرومیاں، جو خامیاں اور جو نقائص ان کی شخصیت میں پیدا ہوں گے ان کی تلافی ڈالروں میں ہو سکے گی۔

کیا خانساماں سے اس صفائی اور محبت کی توقع رکھی جا سکتی ہے جو محبت اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے ساتھ آپ کی رفیقہ حیات انجام دے سکتی ہے۔

اور ذرا سوچئے!

جب آپ کے گھر کی خاتون نوکری کی تلاش اور نوکری کے حصول کے بعد نامحرم مردوں اور اجنبی مردوں کے پاس جائے گی تو اس پر جو روح فرسا واقعات ہو سکتے ہیں کبھی آپ نے اس پر بھی غور کیا۔ اسلام نے عورت کو گھر کی مملکت کہ ملکہ بنایا ہے رزق کمانا آپ کا فرض ہے اس کی حفاظت اور کفایت شعاری سے اس کا خرچ آپ کی بیوی کی ذمہ داری ہے۔

سید صادق رضا نقوی لکھتے ہیں:

آپ مشاہدہ کیجئے کہ مغربی خواتین کے اپنے گھرانوں، خاندانوں اور اولاد کو اہمیت نہ دینے کی وجہ سے مغربی معاشرے کی نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ امریکہ اور یورپی ممالک میں آج لاکھوں تباہ حال اور برے نوجوان، دس بارہ سال کی عمر میں اپنی تباہی اور بربادی کا سامان کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ وہی ممالک ہیں کہ جہاں مادی تہذیب وتمدن اپنے عروج پر ہے، جن کے بڑے بڑے محل وقصر، بڑے اور ترقی یافتہ ایٹمی پلانٹ، سو منزلہ سے زیادہ سر بفلک عمارتیں اور علمی ٹیکنالوجی ترقی اور پیش رفت، زبان زدِ خاص وعام ہے۔ ایسے ماحول میں یہ نوجوان تباہ وبرباد ہو رہے ہیں، قاتل ہیں، اسمگلنگ، منشیات، سگریٹ اور دیگر قسم کے نشوں میں گرفتار ہیں۔ ان سب کی کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ مغربی عورت گھر، گھرانے اور خاندانی نظام زندگی کی قدر وقیمت سے

Marfat.com

غافل ہے۔

گزشتہ زمانے میں مغربی خواتین کی یہ حالت نہیں تھی۔ چالیس پچاس سال سے مغربی خواتین کی حالت خصوصاً امریکہ اور بعض یورپی ممالک میں روز بروز بدتر ہوتی چلی گئی ہے۔ جس دن سے مغربی خواتین نے اس غلط راہ پر قدم اٹھایا ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ تیں، چالیس یا پچاس سال میں ان کا ملک ومعاشرہ اس حالت سے دوچار ہو جائے گا کہ بارہ سالہ لڑکا ریوالور سے گولی چلائے، یا تیز خنجر اپنی جیب میں رکھ کر پھرے یا رات یا دن کسی حصے میں نیو یارک، لندن یا دوسرے مغربی شہروں میں سڑکوں کے گوشہ وکنار پر کسی کو قتل کرے اور بغیر کسی چیز کو ملاحظہ کیے ہوئے کسی کو موت کے گھاٹ اتار دے!

یہ ہے ان کی حالت زار! جب کسی معاشرے میں خاندان اور گھرانے کا شیرازہ بکھر جائے تو اس کی یہی حالت ہوتی ہے۔"3

اسلام دشمن قوتیں یہی چاہتی ہیں کہ ہمارا خاندانی نظام بکھر جائے ہماری اولادیں صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم کے بجائے ڈاکو، لٹیرے اور دہشت گرد بن جائیں۔ اس لئے یہ صلیبی قوتیں ہمارے اس خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر دینا چاہتے ہیں اور ہمہ وقت اپنی کوششوں میں مصروف عمل ہیں۔

اس مقصد کے لئے کبھی عورت کو چادر اور چار دیواری سے رہائی دلانے کا اعلان کیا جاتا ہے...... کبھی اسلام کے عائلی قوانین کو ناقص ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے...... کبھی جنریشن گیپ کے نام پر نئی نسل کو بزرگوں کے خلاف بغاوت پر ابھارا جاتا ہے...... کبھی نکاح کے بندھن کو اسلامی حدود سے آزاد کرانے کے لئے راگ الاپے جاتے ہیں...... دنیا بھر کے مسلم معاشروں میں ایسی سرگرمیاں واضح طور پر نظر آتی ہیں۔

پیرس کا مشہور اخبار (LE MONDE) ۲۹ جنوری (۵۸) کی اشاعت میں "آزاد تیونس تیسرے سال کے دروازے پر" کے عنوان سے لکھتا ہے۔

"صدر حبیب بورقیبہ نے تعداد ازدواج کو محدود و مقید کر دیا ہے (یہ ۱۹۵۸ کی

Marfat.com

بات ہے اس کے بعد تعدد ازدواج قانوناً ممنوع قرار دے دیا گیا)، اسی طرح شوہر کے لئے اپنی بیوی کو خود طلاق دینے کی آزادی پر بھی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں (یہ بھی اس وقت کی بات ہے، اس کے بعد یہ حق شوہر سے لے کر عدالت کو دے دیا گیا ہے، اب شوہر ذاتی طور پر طلاق دینے کا مجاز نہیں) اسی طرح شوہر کے اختیارات کو بہت کچھ محدود و مقید کر دیا گیا ہے، یہ خاندانی آزادی سیاسی اور معاشرتی آزادی کے ساتھ مل کر دو چند ہو جاتی ہے، اب عورتوں کو حقِ رائے دہندگی بھی حاصل ہے، اور مجالسِ قانون ساز کا ممبر بننے کی بھی، تمام ملازمتوں کے دروازے ان پر کھلے ہیں، اس وقت سو (۱۰۰) خاتین محکمہ تعلیم میں ہیں، ڈیڑھ ہزار دفاتر میں اور سات ہزار مختلف منصوبوں میں۔''4

جدید ترقی کا بانی کمال اتاترک سرے سے اسلامی طریقہ نکاح ہی کا مخالف تھا۔ اس کا انگریز سوانح نگار لکھتا ہے:

''زندگی میں اسے صرف ایک عورت سے محبت ہوئی، اس کا نام لطیفہ تھا اس نے کمال سے کہا تھا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں، لیکن تمہاری داشتہ بن کر رہنا نہیں چاہتی، مجھ سے شادی کرو تو میں تمہاری ہوں۔

مصطفیٰ کمال نے جواب دیا: شادی کیا ہے؟ ایک گندے، داڑھی والے ملاّ کے منہ سے نکلے ہوئے چند بے معنی الفاظ، کیا ان سے کچھ فرق پڑتا ہے؟

اور جب لطیفہ سے نکاح کیا تو وہ بھی اس طرح کہ علی الصباح اسے لے کر گھر سے نکلا۔ فجر کی نماز کے لئے جانے والے ایک مولوی کو پکڑ کر حکم دیا کہ ہمارا نکاح پڑھا دو۔ نہ گواہ، نہ مہر، نہ ایجاب وقبول۔ مصطفیٰ کمال کے نزدیک عورت محض عیاشی کا کھلونا تھی۔''5

عزیزانِ گرامی!

مسلم دنیا کے دو روشن خیال حکمرانوں (مغربی غلاموں)، کی نفسانی خواہشات اور اسلام دشمنی آپ نے ملاحظہ کی۔

Marfat.com

سازشوں کے پرت کھولتے چلے جایئے ایک کے بعد ایک سازش طشت از بام ہوتی چلی جائے گی۔ صفحات کے طوالت کے خوف سے اس موضوع کو یہی اختتام کرتے ہوئے اتنا ہی کہوں گا کہ سوچئے خاندان کی بقا کا راز کیا ہے؟ اور اغیار جانتے ہیں آپ کے خاندان کی بقا کا راز اور حسرت بھری نگاہوں سے خاندان کے حسن کو اس کی بہاروں کو اور اس کی خوشبوؤں کو دیکھتے اور اپنے معاشرے پر اپنے خاندان پر نگاہ ڈالتے ہیں اور پوچھتے ہیں اپنے آپ سے کہ یہ مسلمان اتنے خوش کیوں ہیں؟

ان کے یہاں اولڈ ہاؤس کیوں نہیں جہاں ہماری طرح یہ اپنے بیکار والدین کو پھینک آئے؟

یہ کیوں رات بھر ان کے پاؤں دباتے ہیں کھانسی کی آواز انہیں سونے نہیں دیتی مگر زبان حرف شکایت سے گونگی ہے؟

یہ حیران و پریشان ہیں کہ ان کے نوجوان اپنے والدین کے فرمانبردار کیوں ہیں؟

ان کے نوجوانوں میں وہ بے حیائی اور ننگ کیوں نہیں جن کا عفریت مغرب اور یورپ میں دنگل مچا رہا ہے؟

یہ ان کی کیسی بیٹیاں ہیں جو جوان ہوتے ہی نامحرم مردوں سے خود کو چھپانے لگتی ہیں مغرب تو اس حیا کے گوہر سے نہ جانے کب سے محروم ہے؟

دوستو! اور ساتھیو!

دینداری ہی ہماری خاندانی بقا کا راز ہے اور یہ ایسی دینداری کو ختم کر کے ہمارے خاندانی سکون کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔

آج ہمیں اپنے گھر کو آباد کرنے اور اس کی حفاظت کے لئے اسلامی احکام کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ یہ گھر ہمیشہ آباد رہے اور خوشحال رہے اگر ہم نے اس جانب توجہ نہیں کی تو یاد رکھئے طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح...... بے حیائی کا نہ تھمتا ہوا سیلاب اور فسق و فجور کا ہولناک طوفان ہمارے خاندان کی بنیادوں کو بھی بہا کر لے جائے گا۔

اپنے خاندان کو اہل صلیب کی ان ہوسنا کیوں سے بچانے کے لئے حکومتی سطح پر تو کچھ نہیں ہوا اور نہ ہوگا...... یہ سب آپ نے اور ہم نے مل کر کرنا ہے اور اپنے گھر سے اس کی

Marfat.com

ابتداء کرنی ہے۔

ہمیں عہد کرنا ہے ہاں ہمیں عہد کرنا ہوگا۔ ہاں!

آج مغرب یہ چاہتا ہے نہ کہ ہماری بیٹیاں بے حیا ہو جائیں ہم عہد کرتے ہیں کہ نہیں! ہم اپنی بیٹیوں کو ایسی تربیت دیں گے کہ کہیں بھی ان کی حیا کا پھول کملانے نہ پائے گا۔

ہاں! آج یورپ کی یہ خواہش ہے کہ ہمارا معاشرہ ہمارا خاندان انتشار کا شکار ہو جائے دینداری سے اس کو نفرت ہو جائے ہم عہد کرتے ہیں کہ ہمارا خاندان دین سے دور نہیں ہوگا ہم اپنے گھروں میں دینی محافل رکھیں گے اور دینی محافل میں جہاں کہیں علمائے کرام تشریف فرما ہو گے خود اپنے خاندان کے ساتھ اس میں شریک ہوں گے۔

ہاں! آج یہود ونصاریٰ کی یہ تمنا ہے کہ ہم اپنی روشن تہذیب وثقافت خاندانی وجاہت، شرم وحیا اور اخلاق عالیہ کو اٹھا کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں۔

ہم عہد کرتے ہیں کہ رہن سہن سے لے کر اخلاقی قدروں تک ہم صرف رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا رہیں گے اور کہیں بھی اس مغربی تہذیب کو اپنے خاندان میں نقب لگانے کی اجازت نہیں دیں گے اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہیں گے۔

Marfat.com

ماخذ و مراجع

1- سورہ احزاب آیت ۳۳ پ ۲۲
2- ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۴۵
3- عورت گوہر ہستی صفحہ ۶۰ از سید رضا تقوی
4- مسلم ممالک میں اسلامیات اور مغرب کی کشمکش صفحہ ۲۰۲
5- ماہنامہ فاران کراچی فروری ۱۹۹۷ء

Marfat.com

باب نمبر 9

روشن خیالی کا پوسٹمارٹم

یہ اس زمانے کی بات ہے جب مصر پر فرعون کی حکومت تھی قبطیوں کی زندگی بڑی اچھی طرح گزر رہی تھی اور اہل اقتدار کے تو کیا کہنے پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں خدمت کرنے کے لیے بنی اسرائیل کی شکل میں غلاموں کی فوج ظفر موج حاضر تھی۔

مصر کا شمار ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا تھا اور کیوں نہ ہو جس قوم نے آج سے ہزاروں سال پہلے اہرام مصر کی تعمیر کر ڈالی ہو باوجود اس کے کہ ان کے ہاں نہ کوئی کرین تھی اور نہ دیگر ایسے آلات جس سے اتنے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر وہاں لائے جائیں اور ان کو اس نفاست اور خوبی سے لگایا جائے کہ وہ عجائبات عالم میں شمار ہوں۔

غرض یہ کہ ترقی اپنے عروج پر تھی۔ دولت کی فراوانی تھی۔

اسرار عالم لکھتے ہیں:

"فرعونی نظام روئے ارض پر کوئی معمولی نظام نہیں تھا بلکہ وہ اپنی حقیقی صورت میں روئے عرض پر ایک ایسا نظام تھا جسے (Supermost Power) کہا جاسکتا ہے۔

ایک ایسا نظام تھا جس کی قوت نافذہ اندرونی اور توسیعی (Intensively & Extensively) طور پر کلی (Total) حتمی اور ناقابل چیلنج تھی۔"1

انہی دنوں جب بنی اسرائیل قبطیوں کے ہاتھوں ذلت و مشقت اٹھا رہے تھے۔ ایک

Marfat.com

کاہن نے فرعون کو یہ اطلاع دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی وجہ سے فرعون کی حکومت چلی جائے گی۔ فرعون یہ سن کر غصے سے پاگل ہوگیا اس نے اپنی آرمی کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے۔

فرعون یہ کیسے گوارہ کرتا کہ یہ ترقی...... یہ آسائش...... یہ حکومت...... یہ کروفر...... یہ جاہ وحشمت...... یہ خدائی مجھ سے چھن جائے۔

مجھ جیسے خدا کے ہوتے کسی غلام زادے کی یہ مجال کہ وہ مجھ سے میرا تخت چھین لے قبل اس کے کہ کوئی مجھے اس تخت سے محروم کرے میں اس بچے کو زندگی سے کیوں نہ محروم کر دوں۔

اور پھر بنی اسرائیل کے نومولود بچوں کا قتل عام شروع ہوگیا مگر حکمت خداوندی جس کے ڈر سے فرعون نے بچوں کا قتل عام کیا اُسی بچہ (موسیٰ علیہ السلام) نے اس کے محل میں پرورش پائی۔

غرض یہ کہ موسیٰ علیہ السلام جوان ہوگئے اور کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام) فرعون کے پاس جاؤ اسے میری وحدانیت پر ایمان لانے کا حکم دو۔ اسے نیکی کی تلقین کرو۔

لیکن فرعون کی سرکشی حد کو تجاوز کر چکی تھی ترقی یافتہ ہونے کا نشہ ہی کیا کم ہوتا ہے یہاں تو اقتدار کا خمار...... بنی اسرائیل کی شکل میں غلاموں کی فوج...... محلات کی کثرت...... غرض یہ کہ آسائش ہی آسائش...... سکون ہی سکون...... چین ہی چین...... انسانوں کا خدا بن بیٹھنا اور ان پر حکومت کرنے کا نشہ...... اس کے ایک اشارے پر ہزاروں لوگوں کو یک دم قتل کر دینے والی آرمی، فورس، عدلیہ اس کے غلام' اختیارات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ۔

اب ایک ایسی حکومت کے سربراہ کے سامنے اعلائے کلمۃ اللہ کے کیا نتائج سامنے آئیں گے اور اس کا کیا ردعمل سامنے آئے گا۔ یہ اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے جب اسے پیغام حق سنایا اور حق کی طرف بلایا تو فرعون کے دماغ میں غیض وغضب کے شعلے بھڑک اٹھے...... انتقام کی آگ سینے میں جل اٹھی اور اس نے سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وہ الزام لگائے کہ الامان والحفیظ۔

Marfat.com

فرعون نے یہ دعوت اپنے لئے..... اپنے ترقی پسند روشن خیال نظام کے لئے ایک چیلنج سمجھا اس نے موسیٰ علیہ السلام پر ایسے ہی الزامات عائد کئے جو ایسا نظام رکھنے والا اپنے ایسے ناقد پر عائد کرتا ہے جس سے اسے حال یا مستقبل میں کوئی حقیقی خطرہ لاحق ہو۔

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر درج ذیل الزامات عائد کرنا شروع کر دیئے:

1- یہ شخص ایک جادوگر ہے جو ہمیں ہمارے ملک سے نکال دینا چاہتا ہے۔

2- یہ دہشت گرد ہیں جو زمین پر فساد کرتے ہیں۔

عمائدین نظام کو بھی اپنے مفادات خطرے میں نظر آئے جاہ و حشمت کے فلک ناز محل زمین بوس ہوتے نظر آئے تو انہوں نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کو اپنا شعار بنالیا۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

"قطبی سرداروں نے دیکھا کہ موسیٰ کا اثر و نفوذ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ بنی اسرائیل کے علاوہ ان کی اپنی قوم کے افراد بھی موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں تو انہیں اپنے مستقبل کے متعلق شدید خطرات محسوس ہونے لگے اور فرعون کو یہ کہہ کر بھڑکانا شروع کر دیا آپ کے ملک میں آپ کے تجویز کئے ہوئے دوسرے خداؤں (گائے، ستارے، سورج جو کہ فرعون کے معبود تھے) کی خدائی کے خلاف کھلم کھلا پرچار ہو رہا ہے اور آپ ہیں کہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے اگر یہی لیل و نہار رہے تو یاد رکھیئے فتنہ و فساد (دہشت گردی۔ راقم) کی آگ بھڑک اٹھے گی۔"2

علامہ بیضاوی لکھتے ہیں:

"وہ باطل پرست جو حق کو حق سمجھنے کے باوجود اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے جب وہ حق کی روشنی پھیلتے ہوئے دیکھتے ہیں تو لوگوں کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں کہ یہ لوگ ملک کے امن اور سلامتی کے لئے خطرہ ہیں یہ بغاوت کی آگ بھڑکا رہے ہیں اور فتنہ و فساد (دہشت گردی) پھیلا کر ملکی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔"3

Marfat.com

غرض یہ کہ یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا کہ

1- فرعون کی حکومت اور اس کا ترقی پسندانہ نظام جائز قانونی اور مثالی ہے۔
2- اس جائز اور روشن خیال نظام پر تنقید دہشت گردی ہے۔
3- ایسی ترقی پسند حکومت کی خرابیوں کو دور کرنا ان پر تنقید کرنا ایک دہشت گردانہ عمل ہے۔

اس کو قرآن نے یوں بیان کیا:

قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَى۔ (طٰہٰ ۵۷)

"کہنے لگا موسیٰ کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ نکال دو ہمیں اپنے ملک سے اپنے جادو کی طاقت سے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ۔ (طٰہٰ ۶۳)

"ایک دوسرے کو کہنے لگے بلاشبہ یہ دو جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور مٹا دیں تمہاری تہذیب و ثقافت کے مثالی طریقوں کو۔"

تیسری جگہ عمائدین نظام کے قول کو اس طرح بیان فرمایا:

وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ۔ (اعراف ۱۲۷)

"اور کہا قوم فرعون کے سرداروں نے (اے فرعون!) کیا تو (یونہی) چھوڑے رکھے گا موسیٰ اور اس کی قوم کو تاکہ فساد برپا کرتے رہیں اس ملک میں۔"

چوتھی جگہ یوں فرمایا:

انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد۔ (مومن ۲۷)

"مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین بدل نہ دے یا فساد نہ پھیلا دے ملک میں۔"

Marfat.com

قبطی سرداروں (عمائدین نظام) نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا اثر ونفوذ بنی اسرائیل کے علاوہ ان کی اپنی قوم میں بھی بڑھتا چلا جارہا ہے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے خلاف باقاعدہ پروپیگنڈہ مہم چلادی۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

''آخر کار فرعون اور اس کے چند جوشیلے امراء نے مقابلہ کا فیصلہ کر ہی دیا اور مذبذب گروہ کو یہ کہہ کر خاموش کردیا کہ یہ نبی نہیں یہ دونوں جادوگر ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں حکومت سے محروم کردیں اس کے علاوہ ہمارا مثالی تمدن، بے نظیر تہذیب جس کی صفحہ ہستی پر کوئی مثال نہیں یہ اس کو تہس نہس کردینا چاہتے ہیں فرعون سے کسی کو رنجش ہوتو ہو لیکن اپنے تمدن، اپنی ثقافت اور اپنی تہذیب جب خطرے سے دوچار ہو تو کون خاموش تماشائی بن سکتا ہے موافق ومخالف سب موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے مستعد ہوگئے۔''4

عزیزان گرامی!

مقابلے سے قبل لوگوں کی برین واشنگ کے لئے جو طریقہ فرعون نے استعمال کیا آج اپنے اطراف میں نگاہ دوڑایئے آج کے فرعون بھی اسی روش پر گامزن ہیں۔

جسٹس صاحب کا ایک اور طویل اقتباس ملاحظہ کیجیے۔سورہ مومن کی آیت ۲۶ کے تحت لکھتے ہیں:

''اپنی رعایا کو اپنی پالیسی کے بارے میں مطمئن کرنے کے لئے فرعون نے دو خطروں کا ذکر کیا. پہلی بات تو یہ بتائی کہ اگر تم نے موسیٰ کے خلاف کوئی موثر کاروائی نہ کی تو یہ تمہارے عقاعد ونظریات کو منہدم کر کے رکھ دے گا دوسری یہ بات ہے کہ اب تو تم بڑے امن وسکون اور خیر وعافیت سے خوشحال زندگی بسر کررہے ہو، نہ بیرونی حملے کا خطرہ ہے اور نہ اندرونی ملک کوئی شورش برپا کرسکتا ہے۔نیز بنی اسرائیل کے مرد وعورتیں تمہارے غلام بنے ہوئے ہیں تم انہیں جو

Marfat.com

حکم دیتے ہوا سے بجالاتے ہیں وہ ذرا سستی نہیں کرتے۔ اگر موسی کی دعوت کو پذیرائی نصیب ہوگئی تو یادرکھو بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھیں گے، مفلوک الحال لوگ تمہاری بالادستی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور ملک بھر میں فتنہ وفساد (دہشت گردی) کی آگ بھڑکا دیں گے عقلمندی اور دوراندیشی کا تقاضہ یہ ہے کہ اس ابھرتے ہوئے خطرے کا آج ہی مکمل طور پر انسداد کر دیا جائے۔ حقیقت میں اس کی ذات اور اس کا تخت شاہی خطرے سے دوچار تھا وہ صرف مصریوں کا بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ ان کا خدا بھی تھا اس نے سوچا اگر موسیٰ علیہ السلام اپنی تبلیغ میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو لوگ اس کی خدائی کو ماننے سے انکار کر دیں گے وہ صرف اللہ کی بندگی کو قبول کریں گے نیز اس ظلم وستم کی پھر اس حاکم قوم کو اجازت نہ ہوگی دراصل دعوت موسوی سے اس کی ذات کو خطرہ لاحق تھا عصائے موسوی کی ہیبت سے اس کا تخت کانپ اٹھا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر اپنی قوم کو رضامند کرنا چاہتا تھا کہ اس کی ذات اور اس کا اقتدار سلامت رہے لیکن ایک چالاک اور شاطر سیاست دان کی طرح یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ یہ اقدامات قوم کے مذہب کی سلامتی اور ملک میں امن وامان برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔

صدہا سال پہلے فرعون نے جو چال چلی فرعونی سیاست کے پیروکار آج بھی حرف بحرف اس کی تقلید کر رہے ہیں جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ ان کی دھاندلیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اور اس ظالمانہ نظام کو بدلنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ان عقل کے اندھوں کو یہ توفیق تو نہیں ہوتی کہ وہ اپنی خامیوں کی اصلاح کرلیں جور وستم کا جو بازار انہوں نے گرم کر رکھا ہے اس کی جگہ قانون کی فرمانروائی بحال کریں۔ الٹا وہ لٹھ لے کر ان نیک بندوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ان کو فسادی (دہشت گرد) اقتدار کا بھوکا اور معلوم نہیں کن کن الزامات سے بدنام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔"[5]

عزیزان گرامی!

آج اپنے ارد گرد نگاہ ڈالئے آپ کو پوری دنیا میں بالخصوص پاکستان (بوجہ نظریاتی مملکت) میں روشن خیالی کا نہ تھمنے والا شور سنائی دے گا صاحبان اقتدار سے لے کر برساتی مینڈکوں (ابن الوقت) اور میڈیا سے لے کر زرد صحافت تک ہر کوئی اس پروپیگنڈہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کر رہا ہو گا۔

اس روشن خیالی میں کیا کیا شامل ہے......؟اس روشن خیالی سے مراد کیا ہے؟

ہر دور میں ارباب اختیار اس روشن خیالی کے بڑے داعی کے طور پر سامنے آئے مثال کے طور پر روشن خیالی کا دعویٰ کرنے والی پاکستان کی ایک معروف سیاسی رہنما فرماتی ہیں۔

''پیپلز پارٹی تین بنیادی نکات پر الیکشن لڑے گی پہلا نقطہ اسلام ہے جس سے مراد اقبال کا روشن خیال اسلام ہے بنیاد پرستی نہیں۔''

آگے چل کر یوں وضاحت فرماتی ہیں:

''عوام نے اس الیکشن میں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ کس کے ساتھ ہیں علامہ اقبال کے روشن خیال کے ساتھ یا مولوی کے رجعت پسند اسلام کے ساتھ، لبرل اسلام یا بنیاد پرست اسلام کے ساتھ اسی کے اندر اقلیتوں اور خواتین کے حقوق اور جمہوریت کے کردار کے معاملات آتے ہیں''۔6

دور حاضر کے مسٹر روشن خیال بھی اس پر خاصا پر جوش تبصرہ کر چکے ہیں اپنے روشن خیالات کو زبردستی اقبال کے نام سے موسوم کر دینا تو خیر ایک روایت بن چکی ہے۔

مسٹر روشن خیال اور میڈم روشن خیال کے ہاں روشن خیالی کا مفہوم خواتین کے حقوق کے نام پر انہیں گھر اور پردے سے نکال کر چوراہوں، دوکانوں اور دفاتر کی زینت بنا دیا جائے۔مگر اقبال کہتے ہیں:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

ان کے ہاں روشن خیالی سے مراد ثقافتی میلوں اور تفریح کے نام پر فحاشی اور رقص کی

Marfat.com

ایسی محفلیں سجانا ہیں جنہیں دیکھ کے مغرب کے عشرت کدوں کو بھی پسینہ آجائے۔اور علامہ اقبال یوں کہتے ہیں۔

آتجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول طاؤس ورباب آخر

ان کے ہاں روشن خیالی اسلامی سزاؤں کو وحشی سزائیں قرار دینا ہیں......ان کے ہاں روشن خیالی اقلیتوں پر ان کے جائز حقوق سے بڑھ کر نوازشیں کرنا ہے تاکہ ان کی وفاداری حاصل ہو سکے اس لئے انہیں حساس اور کلیدی عہدوں پر فائز کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں......ان کے ہاں روشن خیالی کا مفہوم ناموس رسالت کی توہین کے مجرموں کو برطانوی حکومت کی طرح اپنی حفاظت خاص میں لے لینا ہے۔جب کہ اقبال تو کہتے ہیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

ان کے ہاں روشن خیالی کا مفہوم یہ ہے کہ مغرب سے برآمد شدہ تہذیب کو اسلامی معاشرے کا حصہ بنا دیا جائے......ان کے ہاں روشن خیالی یہ ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن کے قلعوں میں شگاف ڈال دیا جائے اور اس حسین تہذیب کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے......ان کے نزدیک روشن خیالی کا مفہوم فحاشی وعریانیت ہے اور مغربی تہذیب کی طرف مائل کرنے کی کوشش ہے۔اور اس روشن خیالی کے لئے انہیں خواہ دین اسلام میں ترمیم کرنا پڑے یا اسلامی نظام سے بغاوت یہ فرعونِ وقت اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ روشن خیالی کے دعوے کا بھرم رکھنا زیادہ ضروری ہے۔

عزیزان گرامی!

یہ ارباب روشن خیال، روشن خیالی کا واویلا کس کی ایما پر مچا رہے ہیں......؟
یہ کس کی زبان بول رہے ہیں......؟ یہ انہیں کون پٹی پڑھا رہا ہے......؟
یہ کس کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں......؟ یہ کس کے ایجنٹ کا رول ادا کر رہے ہیں۔؟
ھملٹن گب اسلام کے خلاف اپنے سینے میں چھپے ہوئے جذبات میں یوں رقمطراز ہے۔

Marfat.com

’’مسلمانوں کو مغربی تہذیب کی طرف مائل کرنے کی کوششوں کا مقصد اسلامی تہذیب کا خاتمہ ہے کیونکہ مسلمانوں کی ملی وحدت کی بنیاد یہی تہذیب ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ تعلیمی ثقافتی اور ابلاغی ذرائع سے کام لے کر اس تہذیب میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں عمل میں لائیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کو ان کا عمل اپنے دین سے بے بہرہ قوم ظاہر کرے گا لیکن خود ان کو اس کا احساس تک نہ ہوگا‘‘7

’’عمران خان نے تحریک انصاف کی پہلی کانفرنس میں بڑی شد و مد کے ساتھ پاکستانی معاشرے کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے پر زور دیا جس پر ان کے (سابقہ) سسر سر جیمز گولڈ سمتھ اور دیگر دوستوں نے یہ مشورہ دیا کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ مغربی لابی کی انہیں حمایت حاصل ہو تو وہ مذہبی انتہا پسندی کا رول ادا کرنے سے گریز کریں۔‘‘8

دوستو! اور ساتھیو!

ان روشن خیال ٹولے پر نظر ڈالو ان کے ماضی کو کھنگالو! تم دیکھو گے جب ان کا اقتدار خطرے میں ہوتا ہے اور ان کی کاغذ کی ناؤ ڈوبنے لگتی ہے تو یہ اپنے بڑے فرعون (بش اور بلیئر) سے فریاد کرنا شروع کر دیتے ہیں ہر دور کے صاحبان اقتدار کا یہی حال رہا ہے۔

اہل درد مسلمانو!

کیا حدود اللہ کی پامالی روشن خیالی ہے......؟

کیا اسلامی تہذیب کا لرزہ خیز قتل روشن خیالی ہے......؟

کیا مسلم خواتین کے چہروں سے حقوق نسواں کے نام پر حجاب نوچ لینا روشن خیالی ہے......؟

کیا فحاشی و عریانیت کے بل روشن خیالی ہے......؟

کیا ناموس رسالت کے بل میں ترمیم روشن خیالی ہے......؟

غلاف کعبہ سے آنکھیں مس کرنے والے مسلمانو!

Marfat.com

اس ریت پر غور کرو! اس بات پر سوچو!

یہ اندھیروں کو روشنی کا نام کیوں دے رہے ہیں...... یہ ظلم کو انصاف کیوں کہہ رہے ہیں...... یہ زہر کو شہد کیوں قرار دے رہے ہیں...... یہ اسلامی تہذیب کو دقیانوسیت کیوں بولتے ہیں......

سوچو! خدارا سوچو!

یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ حقوق نسواں بل خواتین کی پامالی کا بل ہے مگر اس پر یہ روشن خیالی کی اسٹیمپ کیوں لگائی جا رہی ہے......؟

اس لئے کہ ان کے آقاؤں نے ان کی ڈوریاں یوں ہلائیں۔

پروٹوکول (1918ء میں یہود کی ایک عظیم سازش پکڑی گئی جس کے انکشاف سے پورے یورپ میں ایک تہلکہ سا مچ گیا یہ خفیہ دستاویزات protocols of the elders of zions کے نام سے جانی جاتی ہے ان میں یہود کے وہ منصوبے درج ہیں جو انہوں نے دنیا کو اپنا غلام بنانے کے سلسلے میں تیار کیے تھے۔) ۸ میں ہے۔

''ہمیں ایسے ہر ہتھیار اور اسلحہ سے لیس ہونا چاہیے جو دشمن کے خلاف موثر طور پر استعمال کیا جا سکے بعض صورتوں میں ہمیں ایسے فیصلے بھی صادر کرنا پڑیں گے جن کو لوگ غیر معقول اور غیر منصفانہ قرار دیں گے لیکن ہمیں ان کا قانونی جواز پیش کر کے لوگوں کو مطمئن کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ہمیں زبان وطرزِ زبان کو حسین اور مرعوب کن بنانا ہوگا۔ جس سے یہ تاثر مل سکے کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں اخلاقی قدروں اور ضابطوں کے مطابق ہیں۔ 9

یوسف ظفر اپنی کتاب ''یہودیت'' میں لکھتے ہیں:

''انہیں (یہودیوں) کو یہ فکر ہر لحظہ دامن گیر رہتی جو دنیا پر ان کے تسلط کو امر کر دے لیکن جو نامساعد حالات کے باعث اندر ہی اندر گھٹ کر رہ جاتی ہے اب ان کے نزدیک مذہب کی سربلندی کی ایک ہی صورت رہ گئی تھی کہ متبادل مذاہب اسلام اور عیسائیت کی مذہبی بنیادوں کو کھوکھلا' آزاد خیال اور بے مقصد

Marfat.com

بنائیں۔

حیوانی اور شہوانی جذبات کو برانگیختہ کر کے مذہب کو باطل کرنا ایک ایسا زینہ ہے جو تمدن اور تہذیب کا لبادہ بھی اوڑھ سکتا ہے اور جسے دولت سمیٹنے کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ان علوم،آزاد خیالی کے تصورات،مذہبی رسومات،روایات سے بیزاری اور نمود ونمائش کی خواہشات کو ہوا دینے کے وسیلے سے یورپ کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہوا اور جب مذہبی تعصب کی جگہ خود پسندی اور ظاہر داری نے لے لی تو تجارت کی دوکان خوب چمکی اور مذہب بھی خاموشی سے دیکھتے ہی دیکھتے رخصت ہوگیا۔اب سرمایہ یہود کے ہاتھوں میں تھا انہوں نے اس کا منافع بخش استعمال کیا اور یورپ اور امریکہ کی معیشت اور معاشرت اپنے تصرف میں لانے میں کامیاب ہوگئے۔"10

اسلام کی حسین تہذیب میں آنکھیں کھولنے والے خوش نصیب مسلمانو!

آج تمہیں بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دیں گی۔کہیں سے یہ شور اٹھے گا کہ

"داڑھی اور برقعہ مولوی اپنے گھروں تک محدود رکھیں"

کہیں سے یہ صدا سنائی دے گی

"عوام انتہا پسندوں کو مسترد کر دیں اور میرے روشن خیال نمائندوں کو ووٹ دیں۔"

اور کہیں سے یہ واویلا سنائی دے گا۔

"کہ حدود آرڈینس اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے"

"جنہیں بے حیائی اور فحاشی پر مشتمل میڈیا اچھا نہیں لگتا وہ نہ دیکھیں۔"

اہل حق پر جان نچھاور کرنے والے مسلمانو!

جب تم ان سے کہو گے کہ اقوام عالم کا مسلمان مشکل میں ہے تو وہ وطنیت کے بت کو یوں آشکار کریں گے۔

سب سے پہلے ہے پاکستان

سب سے پہلے ہے ایران

Marfat.com

اور اسے اقبال کے نظریہ سے موسوم کر کے اپنی فتح کا پھریرا لہرائیں گے۔ جب کہ اقبال تو کہتے ہیں۔

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفلِ انجمن بھی نہیں

اور میں تو یوں کہوں گا۔

سب سے پہلے ہے اسلام...... فیضان ہے جس کا پاکستان
باطل کو نکیل ڈالنے والے غیور مسلمانو!

جب تم ان سے کہو گے کہ یہ حدود اللہ کی پامالی ہے تو وہ اس کو روشن خیالی سے تعبیر کریں گے بالکل ویسے ہی جیسے فرعون اپنی تہذیب و ثقافت کے خلاف موسیٰ علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتا تھا۔

اے عدل و انصاف کا توازن برقرار رکھنے والے اہل انصاف!
اے درسگاہوں میں علم کی لازوال دولت تقسیم کرنے والے اساتذہ کرام!
اے ثقافتی پروگرام مرتب کرنے والے دانشورو!
اے ملت اسلامیہ کے عوام و خواص!
تم ہی بتاؤ کیا اسلامی تہذیب کا قتل روشن خیالی ہے......؟
کیا فحاشی و عریانیت پر مشتمل بل روشن خیالی ہے......؟
آؤ اور ان کی روشن خیالی کا تاج محل بھی دیکھو۔

یہ سرکاری اور نیم سرکاری ہسپتال ہیں جہاں مریض دوا نہ ہونے کے باعث دم توڑ دیتے ہیں...... یہ ہے ان کی روشن خیالی۔

آیئے دیکھیے یہ جان بچانے والی ادویات اور عام ادویات پر بھاری ٹیکس نافذ کرتے ہیں...... کیا یہ ہے روشن خیالی۔

آیئے دیکھیے یہ جیل ہے اس کی اپنی ہی ایک دنیا یہاں کا اپنا ایک حاکم ہے یہاں اپنا ایک قانون ہے اور یہاں چور کو ڈاکو اور مجرم کو سنگین مجرم بنایا جاتا ہے......

Marfat.com

کیا یہ ہے روشن خیالی۔

آیئے دیکھیے یہ تعلیمی ادارے ہیں یہاں لاڈ رمیکالے کا کالا نظام تعلیم رائج ہے یہاں امریکہ ویورپ سے امپورٹڈ نصاب کی تعلیم دی جاتی ہے جس سے ہماری اقدار، ثقافت، تہذیب وتمدن خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے۔

کیا یہ ہے روشن خیالی؟

سانحہ نشتر پارک میں ۶۵ سے زیادہ افراد کی شہادت اوراس پر ٹریبونل کی ناکامی،

کیا یہ ہے روشن خیالی؟

بے روزگاری کا عفریت، قحبہ خانوں کی کثرت، چوری لوٹ مار کا بڑھتا ہوا سیلاب اور مادر پدر آزاد میڈیا۔

کیا یہ ہے روشن خیالی؟

یہاں بچہ دودھ سے بلکتا ہے مگر یہ کہتے ہیں حدود آرڈینس کا بل منظور ہونا ضروری۔

یہاں نوجوان بے روزگاری سے خودکشی کر رہا ہے یہ کہتے ہیں اسرائیل کوتسلیم کرنا ضروری ہے۔

یہاں غریب کماتے ہیں اور امراء کھاتے ہیں جہاں اونچے محلات میں چراغ بھی ان کے لہو کے جلتے ہیں۔ غریبوں کا لہو کشید کر کے کہیں یہ ہاتھوں پر حنا کی طرح سجا لیتے تو کہیں گال کی سرخی بنا لیتے ہیں

دیکھا ہے میں نے شہر میں کوڑے کے ڈھیر پر
دو بچے لڑ رہے تھے فقط ایک بیر پر
فصلوں کو کاٹتے ہوئے کچھ ٹوٹی چوڑیاں
کچھ بک گئی ہیں دوستو گندم کے سیر پر

یہاں خواتین کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے یہ کہتے ہیں یہ روشن خیالی ہے۔

یہاں قوم انصاف کے لئے ترستی ہے عدلیہ کا حال دیکھنا ہو تو سٹی کورٹ کا ایک چکر لگاؤ جہاں لوگوں کا اژدھام نظر آئے گا جہاں غریب کو انصاف میسر نہیں جہاں معمولی

Marfat.com

کاموں کے لئے بھاری رشوتیں دینی پڑتیں ہوں۔

کیا یہ ہے روشن خیالی......؟

سوچو! مسلمانو! سوچو!

یہ اسلام کا قانونی اور تعزیزی نظام اس لئے نافذ نہیں کرتے کہ وہ اب نافذ العمل نہیں بلکہ اس لیے کہ سب سے پہلے قومی خزانہ لوٹنے کے جرم میں ان کے ہاتھ قلم ہوں گے...... اپنے سیاسی مخالفین کو قتل کرانے کے جرم میں سب سے پہلے ان کے سر قلم ہوں گے...... ان کی جائیدادیں ضبط ہو جائیں گی۔

ذہن پر خوف کی بنیاد اٹھانے والو
ظلم کی فصل کو کھیتوں میں اگانے والو
گیت کے شہر کو بندوق سے ڈھانے والو
فکر کی راہ میں بارود بچھانے والو
کب تک اس شاخ گلستان کی رگیں ٹوٹیں گی
کونپلیں آج نہ پھوٹیں گی تو کل پھوٹیں گی

محاکمہ

قرآن فرماتا ہے:

اللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوۡرِ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اَوۡلِیَآؤُھُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَھُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ اُولٰٓئِکَ اَصۡحَابُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خَالِدُوۡنَ۔ (بقرہ 257)

"اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکال لے جاتا ہے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف اور جنہوں نے کفر کیا ان کے ساتھی شیطان ہیں نکال لے جاتے ہیں انہیں نور سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

Marfat.com

ماخذ و مراجع

1- دجال حصہ سوم صفحہ ۳۲ مطبوعہ تخلیقات

2- ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۲۷

3- ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ ۲۷ بحوالہ بیضاوی

4- ضیاء القرآن جلد سوم صفحہ ۱۱۹

5- ضیاء القرآن جلد چہارم صفحہ ۳۰۲

6- روزنامہ جنگ ۱۸ مئی ۱۹۹۳ء

7- ضیاء النبی جلد ششم صفحہ ۲۵۰ بحوالہ قوی الشر المتحالفہ

8- روزنامہ نوائے وقت ۲۸ اپریل ۱۹۹۶ء بحوالہ ٹیلی گراف آف لندن

9- یہودی پروٹوکولز صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ نگارشات مترجم محمد یحییٰ خان

10- یہودیت صفحہ ۱۷۸ از یوسف ظفر مطبوعہ احمد پبلی کیشنز اشاعت سوم اگست ۲۰۰۴

Marfat.com

باب نمبر 10

تہذیبوں کا تقابل

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب اسپین میں عیسائیوں کی حکومت تھی مسلمانوں کی آمد سے قبل اندلس میں یہ دستور تھا کہ امراء سلطنت اور گورنر اپنے بچوں کو شاہی آداب سیکھنے کے لئے شاہی محل بھیجا کرتے تھے اندلس کا ایک اہم علاقہ سبتہ تھا جس کا گورنر کاؤنٹ جولین تھا کاؤنٹ جولین نے اپنی بیٹی فلورنڈا کو طیطلہ میں شاہ راڈرک کے محل میں تعلیم و تربیت کے لئے بھیج دیا تھا جب وہ جوان ہوئی تو راڈرک اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گیا اور بادشاہت کے غرور اور طاقت کے نشہ میں چور ہو کر لڑکی کے دامن عصمت کو تار تار کر دیا۔

فلورنڈا نے بڑی مشکل سے یہ اطلاع اپنے باپ کاؤنٹ جولین کو دی۔ جولین اس بے عزتی پر بادشاہ کا دشمن ہو گیا اور اس سے انتقام اور اپنی باعفت بیٹی فلورنڈا کے حق کے لئے مسلمان والی موسیٰ بن نصیر سے امداد کی درخواست کی اس وقت شمالی افریقہ پر مسلمانوں کا اقتدار قائم ہو چکا تھا۔

۱۹ھ میں موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کی کوششوں سے اندلس پر حملہ ہوا جسے مسلمانوں نے فتح کر کے رعایا کو مظالم سے نجات دلائی جن مظالم کو برداشت کرنے کی اب ان میں طاقت نہ تھی۔

عزیزانِ گرامی!

غور کیجئے!

Marfat.com

معاملہ کسی مسلمان دوشیزہ کی عفت وعصمت کا نہیں......

ایک عیسائی بادشاہ نے اپنی ہی رعایا کی کوئی عام سی لڑکی کو نہیں بلکہ گورنر کی بیٹی کو ہوس کا نشانہ بنایا تو عام لڑکیوں کی عفت وعصمت کے نگینوں کو کیسے پامال کیا جاتا ہوگا۔ قلم لکھتے ہوئے کانپ جاتا ہے۔

لیکن یہ اسلام تھا جس نے مظلوموں کی حمایت میں اپنے فرزند ظالموں کے مقابلے میں اتار دیئے۔

ایک عیسائی دوشیزہ کی عصمت بھی مسلمانوں کے نزدیک ویسے ہی تھی جیسے ایک مسلمان دوشیزہ کی عصمت۔

اور دور مت جایئے برصغیر کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھئے جب عقیدہ اور عقیدت کے نام پر مندروں میں دیوداسیوں کا ناچ ہوتا تھا اور پھر پروہت عقیدتوں کے اس توشہ سے اپنی ہوس کا پیٹ بھرتے۔ تو تب بھی محمود غزنوی کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ہندوستان کے لوگوں کو چین وسکون ملا اور ہندو دوشیزاؤں کی عفت وعصمت کو تحفظ میسر آیا۔

مگر آج جب میری نگاہیں ابوغریب کی فاطمہ اور بگرام کی ڈاکٹر عافیہ کی جانب اٹھتی ہیں تو ایک ہوک سی اٹھنے لگتی ہے ایک طوفان بے بسی کی دیواروں سے سر پھوڑ کر رہ جاتا ہے اور غم وآہ کی شدت خاموش چیخوں کی طرح سینوں میں گھٹ کر رہ جاتی ہے۔

عزیزان گرامی!

قلم دماغ کے افکار کی ترجمانی تو کرسکتا ہے لیکن جذبات کی تعبیر اس کی قدرت سے باہر ہے میں اس کو کیسے لکھوں؟

ڈاکٹر عافیہ کون تھی؟

ایک مسلمان عورت جو نام نہاد وار آن ٹیرر کے بھینٹ چڑھ گئی اور امریکہ مہادیو کے حضور بھینٹ چڑھانے والے اسے کوئی غیر نہ تھے بلکہ ہوس اقتدار کے وہ سیاسی پنڈت تھے جن کے نزدیک عفت وعصمت اور غیرت کے لفظ کی کوئی اہمیت نہیں انہیں اپنے مفادات کے لئے اگر اپنی ماؤں اور بیٹیوں کو بازاروں میں لاکر بیچنا پڑے تو یہ اس سے بھی دریغ نہیں

Marfat.com

کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سکوں کی لپکتی ہوئی جھنکاروں میں اپنی ماؤں کو اٹھالاتے ہیں بازاروں میں یہ ان کے اتحادی ہیں جن کو نینداس وقت تک نہیں آتی جب تک مسلمانوں کے بیٹوں اور بیٹیوں سے ان کے عقوبت خانے چیخ نہ اٹھیں۔

یہ ان کے بازو ہیں جن کے لئے مظلوموں کی چیخیں، آہیں اور سسکیاں ساز اور سُر کا کام دیتی ہیں۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا مسلمانو!

سوچو تو سہی جب ہم ٹھنڈے مشروبات سے یہاں اپنی پیاس بجھاتے ہوں گے تو بگرام کی جیل میں عافیہ پر کیا گزرتی ہوگی...... جب ہم یہاں اپنی پسندیدہ اور لذت بھری غذاؤں سے لطف اندوز ہوتے ہوں گے تو عافیہ کو امریکی فوجی بوٹوں سے روٹی کے ٹکڑے ملتے ہوں گے......

ذرا سوچو تو سہی!

جب ہم اپنے سردیوں کی راتوں میں اپنے گرم بستروں اور لحافوں میں سکون کی نیند سوتے ہوں گے تو افغانستان کی یخ بستہ راتوں میں عافیہ کس حال میں رات بسر کرتی ہوگی۔

سوچو اور خدارا سوچو!

جب گرمیوں کی تپتی ہوئی دھوپ میں ہم اپنے کمروں میں ایئر کنڈیشنز کی ٹھنڈی ہواؤں میں چین کی نیند سوتے ہوں گے تو ہماری یہ بہن گرمیوں کی تپتی ہوئی لوؤں میں امریکیوں کے سگریٹوں سے داغی جاتی ہوگی۔ اور جب اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو اپنے گھروں میں سکون کی نیند سے سوتا دیکھتے ہوں گے تو عافیہ اور نہ جانے عافیہ جتنی کتنی مسلمان دوشیزائیں کانٹوں کے بستر پر لوٹتی ہوں گی۔

میرے پاس الفاظ نہیں کہ وحشت و بربریت کی یہ داستان صفحہ قرطاس پر رقم کرسکوں۔

صرف چند حوالے سن لیجئے۔

BBC کی رپورٹ کے مطابق جس میں برطانوی رکن پارلیمنٹ لارڈ نزیر احمد کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ اس خاتون کو جیل کے عملے کی جانب سے مسلسل جنسی زیادتی کا

شکار بنایا جاتا رہا ہے اور قیدی نمبر ۶۵۰ کے نام سے مشہور ہے۔

۲۰۰۵ میں بگرام جیل سے فرار ہونے والے چار قیدیوں نے ایک ٹیلی ویژن چینل کو بتایا تھا کہ ہم اکثر کسی عورت کی اندوہناک چیخیں سنتے تھے لیکن ہم نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔

ایشائی ہیومن رائٹس کمیشن نے اپنی رپورٹ میں ایک برطانوی صحافی ریڈلی کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جس نے اس خاتون کو ''جیل میں قید ایک بھوت'' سے تشبیہ دی ہے جس کی کوئی شناخت نہیں لیکن اس کی چیخیں ان لوگوں کو پیچھا کرتی رہتی ہیں جو انہیں ایک بار سننے کا تجربہ کر چکے ہیں۔

رپورٹوں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بے پناہ اذیتوں کے باعث خاتون ذہنی توازن کھو چکی ہے اور بیشتر وقت چیخ وپکار کرتی رہتی ہے اس عورت کو مسلسل ذہنی، روحانی اور جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

کہاں ہیں ثنا خوان تقدیس مشرق۔

اے اقوام مغرب! اے انسانیت کے لٹیرو!

اے تہذیب وتمدن کے بھنبھوڑ ڈالنے والے وحشی درندو!

کب تک خدا کی سرزمین کو اپنے حیوانی غرور سے ناپاک رکھو گے؟

کب تک انصاف ظلم سے اور روشنی تاریکی سے مغلوب رہے گی؟

ہمارے اسلام کی روشن تہذیب دیکھو!

اپنے اور اپنے صلیبی مذہب کی وحشت و بربریت کا جاگتی آنکھوں سے مشاہدہ کرو تمہیں تو تہذیب چھو کر بھی نہیں گزری ہے۔ تمہیں اپنے باپ کے نام تک معلوم نہیں تم کو تہذیب کی پہچان ہو بھی تو کیسے...... خاندان کسے کہتے ہیں...... انسانیت کیا ہوتی ہے...... تمہارے ہاں تو شادی بعد میں اور بچوں کی پیدائش پہلے عمل میں آتی ہے۔ یہ ہے تمہاری ننگی تہذیب۔

تم اور تمہارے اتحادی بھیڑیوں کی اسلام اور فرزندانِ اسلام کو مٹانے کی خواہش اب خفیہ نہیں رہی بلکہ طشت از بام ہو چکی ہے خواہ تہذیبی اور ثقافتی ہو یا اقتصادی و معاشی اور چاہے عراق اور افغانستان پر بمباری کر کے۔ یہ تمہاری اس پرانی اور جھوٹی مسیحی وصیت کی

Marfat.com

تبلیغ و تکمیل ہے۔ جس کو سینٹ لوقا نے مسیح کے حوالے سے سنایا تھا کہ

"میرے وہ دشمن جو نہیں چاہتے کہ میں ان پر حکمرانی کروں ان کو یہاں لاؤ اور میرے قدموں کے آگے ذبح کر دو۔" (انجیل لوقا باب ۱۹ آیت ۲۷)

یہ ہے تمہاری ننگی تہذیب قوموں کے قدرتی قوانین کا احترام، انسانیت کا احترام، خواتین کا احترام یہ تم نہ پہلے جانتے تھے اور نہ آج جانتے ہو۔

اپنی امداد پر حقوق نسواں کی تنظیم کو پالنے والوں نادان عورتوں کو اسلام کے خلاف استعمال کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں عورت کے حقوق کیا ہوتے ہیں انہیں تو تمہاری تاریخ بیان بھی نہیں کر سکتی۔

ہاں اگر تمہارے ہاں کوئی شئے قابل توجہ ہے تو صرف یہ ہے کہ مغرب کی صلیبی حکومتیں ایک دوسرے پر بازی نہ لے جائیں جسمِ اسلام اور فرزندانِ اسلام کی اس طرح بوٹیاں نوچی جائیں کہ ہر بھیڑیئے کے منہ میں مساوی تقسیم کے ساتھ ایک ایک لقمہ آجائے۔

اے عافیہ اور فاطمہ پر سراپا ماتم آنکھو!

میں وہ صور کہاں سے لاؤں جس کی آواز ملت اسلامیہ کو بیدار کر دے...... میں اپنے ہاتھوں میں وہ قوت کیسے بیدار کروں جن کی سینہ کوبی سے خوابِ غفلت میں ڈوبے ہوئے ہوشیار ہو جائیں......

آہ! آج کہاں ہیں وہ آنکھیں جو دردِ ملت میں خون بہاتی ہیں وہ دل جو آج زوالِ ملت پر ماتم کناں ہیں...... کہاں ہیں وہ جگر جو آتشِ غیرت وحمیت کی آگ میں جل رہے ہیں......اور پھر کہاں ہیں اس برباد شدہ قافلہ کے ماتم گسار اور اس کشتی طوفان کے مایوس مسافر جس کی موت وحیات کے آخری لمحے جلدی جلدی گزر رہے ہیں اور وہ بے خبر ہیں یا خاموش...... روتے ہیں یا مایوسی سے چپ عافیہ کی چیخیں...... وطن عزیز کے دن بدن بگڑتی ہوئی صورتحال خودکش دھماکوں کی گونج اپنے ہی خون میں نہا رہے ہیں یہ کون سا جہاد ہو رہا ہے یا پھر ان خودکش دھماکوں میں صلیبیوں کا ہی کوئی ہاتھ ہے......

حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں مگر نہ ان کے ہاتھوں میں اضطراب

Marfat.com

ہے اور نہ پاؤں میں حرکت نہ ہمتوں میں اقدام ہے اور نہ ارادوں میں عمل اور اہل شہر رونے میں مصروف ہیں۔

عزیزانِ گرامی!

جب کسی کے گھر میں آگ لگتی ہے تو محلہ کے سبھی لوگ پانی کے لئے دوڑتے ہیں۔لیکن اے رونے کو ہمت اور مایوسی کو زندگی سمجھنے والو!

یہ کیا ہے ہمارے گھر میں آگ لگ چکی ہے ہوا تیز ہے اور شعلوں کی بھڑک سخت مگر ہم میں سے کوئی نہیں جس کے ہاتھ میں پانی ہو۔

پھر اگر اسی وقت کے منتظر تھے تو کیا نہیں سنتے کہ وہ وقت آ گیا ہے؟

اگر ہم کشتی ڈوبنے کا انتظار کر رہے ہیں تو یقین جانیے اب اس میں دیر نہیں۔

ملتِ اسلامیہ پر تڑپتے ہوئے اے اشکبار لوگو!

یہ عافیہ کون تھی ان ظالموں کے ہاتھ کیسے لگی؟

ان ظالموں کا ساتھ کس نے دیا؟

اگر یہ سب حکومت کی ناک کے نیچے ہوا تو وہ کون لوگ تھے جو ملت کی بیٹیوں کے دلال ہیں؟

بازاری دلال بھی اس گالی کو برداشت نہیں کرتے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہم ضرور اس گھناؤنے پیشے سے وابستہ ہیں مگر خدارا ہم کو یہ گالی مت دو ہم بھی اپنی بیٹی اور بہن کے دلال نہیں ہوتے ان کو بازاروں میں نہیں لاتے

تو سنو یہ حقیقت!

ڈاکٹر عافیہ امریکہ تحقیقاتی اداروں کو مطلوب ہیں ان پر القاعدہ کا رکن ہونے اور) امریکہ پر دہشت گردانہ حملوں لی منصوبہ بندی کا الزام ہے۔

اس کو امریکہ کے غنڈے یہاں گرفتار کرنے نہیں آئے تھے ڈاکٹر عافیہ کو تو یہاں کے محافظوں نے پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا تھا یہ وہ محافظ تھے جنہیں پوری قوم اپنا پیٹ کاٹ کر ٹیکسوں سے پالتی ہے تا کہ یہ ہماری حفاظت کریں مگر یہ تو ڈالر کے ایسے بھوکے ہیں کہ خود اپنی کتاب کے انگریزی ایڈیشن میں لکھتے ہیں کہ ہم نے کئی لوگوں کو امریکہ کے حوالے

Marfat.com

کر کے اس کے عوض ڈالر لئے ہیں۔

میں اپنے قلم کا ساتھ دینے سے عاجز آگیا ان بکھرے اور منتشر جملوں کا کہاں اختتام کروں۔ عرفان صدیقی کے الفاظ پر ہی اپنے مضمون کا اختتام کرتا ہوں۔

قیدی نمبر ۶۵۰ عافیہ ہی ہے تو یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ ذہنی توازن کھو بیٹھی۔ ورنہ وہ ابوغریب والی فاطمہ کی طرح ہمیں خط لکھ بھیجتی تو ہم کیا کرتے؟ اسے کیسے سمجھاتے کہ بیٹی! ہم تو خود "وار آن ٹیرر" کے دست و بازو ہیں؟ اسے کیونکر بتاتے کہ ہم نے خود، ماؤں کے لخت جگر کئی کئی سالوں سے غائب کر رکھے ہیں؟ اسے کیسے بتاتے کہ ہم نے تو ڈالروں کے عوض بردہ فروشی کی ہے اور گوانتانا موکا چڑیا گھر بسایا ہے؟ اسے کس طرح سمجھاتے کہ جس دیو کے خلاف وہ ہماری مدد چاہتی ہے، ہم تو خود اس کے غلام ہیں؟ اسے کیونکر باور کراتے کہ ہمارے وزیر اعظم کے دورہ امریکہ کی کامیابی کے لئے اس ایشو پر مٹی ڈالنا وسیع تر قومی مفاد میں ہے؟ اسے کیونکر یقین دلاتے کہ ہم سوا کروڑ، راکھ کا ڈھیر ہیں اور وہ کسی چنگاری کی آرزو میں اس راکھ کو نہ کریدے؟

بگرام جیل میں عافیہ کی موجودگی کی خبر دینے والی برطانوی صحافی ریڈلی بھی ایک بار طالبان کی قید میں چلی گئی تھی۔ اپنی کتاب میں گیارہ روزہ قید کی روداد لکھتے ہوئے وہ بتاتی ہے کہ "طالبان اسے بہن سمجھتے تھے اسے پہلے کھانا کھلانے کے بعد خود کھاتے تھے۔ ان کی خواتین اس کے کپڑے دھوتی تھیں...... " ریڈلی طالبان کے سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہو چکی ہے۔ امریکیوں کی قید میں پڑی عافیہ اور طالبان کی قیدی بننے والی ریڈلی کی کہانیاں بتا رہی ہیں کہ دراصل دہشت گرد، اجڈ گنوار، بے ڈھب، انتہا پسند، خونخوار اور آدم خور کون ہیں۔

اگر عافیہ واقعی ذہنی توازن کھو چکی ہے تو ہم سوا کروڑ پاکستانیوں کو کوئی خطرہ نہیں۔ اسے کچھ یاد نہیں ہوگا۔ وہ محمد بن قاسم والی کہانی بھی بھول چکی ہوگی لیکن عافیہ کا شجرہ نسب تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق خاص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ اگر روز محشر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے روبرو ہماری شکایت کر دی تو ہمارا کیا بنے گا؟

Marfat.com

باب نمبر 11

علماء کا استیصال استعمار کا ہتھکنڈہ

علم ایک نور ہے...... علم ایک روشنی ہے...... جو اندھیروں میں راستہ دکھاتی ہے...... ایک رہبر ہے جو اچھائی اور برائی سکھاتی ہے...... آج علم کی بہاریں چارسو نظر آتی ہیں مگر ایک سوال یہ ہے کہ سب سے پہلے علم کی شمع کس نے روشن کی؟

کس نے انسان کو انسانیت سے روشناس کرایا......؟ کس نے زندگی کو رموز زندگی سے آگاہ کیا......؟

دینِ مصطفوی نے...... تعلیماتِ مصطفیٰ نے......

چند صدیوں میں تاجدارِ مدینہ کے غلاموں نے انسانی معاشرہ کو جو حسن بخشا...... انسانی تمدن کو جو نکھار عطا کیا...... اور علم کو انسان کے ماتھے کا جھومر قرار دیا۔ کیا آج تک دنیا اس کی مثال پیش کرسکی۔ اہل عرب جاہل اجڈ گنوار تھے۔۔ وحشی و خونخوار تھے۔۔ نگاہِ مصطفیٰ ﷺ نے ان کے سینوں کو علوم و حکمت سے معمور کردیا...... مقتدی تھے مقتدا بن گئے...... پیش رو تھے پیشوا بن گئے...... غلام تھے آقا بن گئے...... عام تھے خاص ہو گئے...... جاہل تھے عالم ہو گئے...... ایک کتاب نہیں سو کتابیں نہیں لاکھوں کی تعداد میں وہ کتابیں تصنیف کیں جن کے ایک ایک لفظ میں علم و عرفان کے سمندر سمو دیئے اور علم و عرفان کے وہ دریا بہائے کہ آج تک انسانیت ان سے استفادہ کررہی ہے۔

قرآن حکیم نے بار بار علم اور اہل علم کی عظمت کو بیان فرمایا۔

Marfat.com

1- يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات۔1

''اللہ تعالیٰ ان کے جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا درجات بلند فرمادے گا۔''

2- قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْن۔ 2

''آپ پوچھئے کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل۔''

3- إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاء۔ 3

''اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں۔''

4- وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُوْن۔ 4

''اور یہ مثالیں ہیں ہم بیان کرتے ہیں انہیں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے اور نہیں سمجھتے انہیں مگر اہل علم۔''

صرف آیات قرآنی ہی نہیں بلکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے ارشادات سے مسلمانوں کے دلوں میں علم کی محبت کا جذبہ پیدا فرمایا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے غلاموں نے اپنی زندگیاں علم کے لئے وقف کر دیں۔ انہوں نے اپنی مادی ضروریات سے بے نیاز ہو کر الہامی علم کے نور سے اپنے سینوں کو منور کیا۔ اور اسی الہامی علم کی خوشبوؤں سے اپنے دماغ کو معطر کیا قرآن حکیم کے ایک ایک لفظ کو اپنے سینوں میں محفوظ کیا اسے سپرد قلم کیا اور پھر پورے خلوص کے ساتھ اسے ملت کی آئندہ نسلوں کی طرف منتقل کیا۔

یہ ہی وہ وارثانِ نبوت تھے جنہوں نے حیات طیبہ کے ہر لحہ کو اپنے ذہنوں میں، صفحات میں محفوظ کیا اور آپ کی زندگی کے ہر ہر لحہ کا مکمل اور جامع ریکارڈ تیار کیا جو بات آپ ﷺ کی زبان پاک سے نکلی آپ کی ہر ادا...... آپ کا ہر عمل...... آپ کی مبارک زندگی کا ایک ایک گوشہ پوری دیانت داری سے آئندہ نسلوں کو منتقل کیا۔

قرآن حکیم نے مسلمانوں کو اس کائنات میں غور و تدبر کرنے کا بار بار حکم دیا اور مسلمانوں نے اس ارشاد خداوندی کی تعمیل میں اپنی زندگیاں کائنات کے مخفی رازوں کا کھوج لگانے میں صرف کر دیں۔

Marfat.com

اور یہ وہ وقت تھا جب یورپ سائنس کے لفظ بھی آگاہ نہ تھا اور پورے کا پورا یورپ جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس وقت نہ ان کے یہاں سڑکیں تھیں اور نہ) تعلیمی ادارے اگر رات کے وقت کوئی شخص اپنے گھر سے نکلتا تو اپنی ہی غلاظت میں ڈوبا جاتا۔

عزیزانِ گرامی!

یہ وہ وقت تھا جب اسلامی ممالک میں علم کی ضیاء بکھر رہی تھی۔

مسلمانوں نے نہ صرف مدارس قائم کیے، کتابیں لکھیں بلکہ خلفاء وسلاطین اور حکمرانوں کی علم پیروی نے کتابوں سے محبت کو ملتِ اسلامیہ کی پہچان بنا دیا۔

امراء کی کتابوں سے محبت اور علم پیروی کا یہ حال تھا کہ علماء کے ساتھ وزرا بھی علوم کے حصول میں دلچسپی لیتے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں:

''علماء کے ساتھ بعض وزرا امراء اور سلاطین بھی کتب خانوں اور رصد گاہوں میں جا بیٹھے۔ حکمت یونان کو جسے دنیا بھول چکی تھی پھر زندہ کیا قرطبہ سے سمرقند تک ہزاروں درس گاہیں قائم کیں ان میں طلبہ کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ بقول ول ڈیوران: جغرافیہ دانوں، مورخوں، منجموں، فقیہوں، محدثوں، طبیبوں اور حکیموں کے ہجوم کے باعث سڑکوں پر چلنا مشکل تھا۔'' 5

مزید آگے لکھتے ہیں:

''جب شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۱ء) بغداد کے دارالعلوم نظامیہ میں داخل ہوئے اس وقت زیرِ تعلیم طلبہ کی تعداد سات ہزار تھی۔ اور اس میں ابھی مزید طلبہ کی گنجائش تھی۔ مرزا حیرت دہلوی اپنی کتاب (حالات سعدی) میں لکھتے ہیں کہ دارالعلوم نظامیہ پورا ایک شہر تھا۔ لاتعداد کمرے اور وسیع حال جس میں دس ہزار انسان سما سکتے تھے۔ دارالعلوم میں قرآن، حدیث، فقہ، فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور دیگر علوم کی تدریس کا پورا انتظام تھا۔ ایک شعبہ اجنبی زبانوں کا تھا جہاں یونانی، عبرانی، لاطینی، سنسکرت اور فارسی پڑھائی جاتی تھیں۔ تیراندازی،

Marfat.com

تیغ بازی اور گھڑ سواری کی بھی مشق کرائی جاتی تھی۔''6

عزیزانِ گرامی!

یہ علم ہی تھا جس نے مسلمانوں کو انفرادیت عطا کی اور جب تک حکمراں اس علم کی سرپرستی کرتے رہے عالم اسلام ترقی کرتا رہا۔ ان کی نظریاتی اور علاقائی سرحدیں محفوظ رہیں۔

علماء کی یہ قدردانی تھی کہ بڑے سے بڑا جابر بھی ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا علماء کی آمد پر تخت سے اٹھ کر ان کا استقبال کرتا۔ ان کے معمولی سے جھونپڑے میں بیٹھ کر ان کی گفتگو سننے کو نہ صرف آخرت کے لئے بہتر تصور کرتا بلکہ دنیاوہ بادشاہت کے استقلال اور استحکام کی ضمانت بھی گردانتا...... بڑے سے بڑے سلطان کو یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس منصب کی تحقیر کرسکے یا اسے ختم کرنے کا تصور کرسکے۔

لیکن رفتہ رفتہ علماء کرام، شیخ الاسلام کے بعد اسے مولویت کے مقام پر لایا گیا جیسے جیسے مقام بدلتا گیا نام میں بھی تبدیلی آتی گئی۔

علماء کے استیصال سے کیسی صورتحال سامنے آئی قدرت اللہ شہاب اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں:

''برہام پور سنگلاخ پہاڑیوں اور خاردار جنگل میں گھرا ہوا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس میں مسلمانوں کے بیس پچیس گھر آباد تھے۔ ان کی معاشرت ہندوانہ اثرات میں اس درجہ ڈوبی ہوئی تھی کہ رومیش علیہ صفدر پانڈے، محمود مہتی کلثوم دیوی اور پربھادئی جیسے نام رکھنے کا رواج تھا۔ گاؤں میں ایک نہایت مختصر کچی مسجد تھی جس کے دروازے پر اکثر تالا پڑا رہتا تھا۔ جمعرات کی شام کو دروازے کے باہر ایک مٹی کا دیا جلایا جاتا تھا۔ کچھ لوگ نہا دھو کر آتے تھے اور مسجد کے تالے کو عقیدت سے چوم کر ہفتہ بھر کے لئے دینی فرائض سے سبکدوش ہو جاتے تھے۔

ہر دوسرے تیسرے مہینے ایک مولوی صاحب گاؤں میں آکر ایک دو روز کے لئے مسجد کو آباد کر جاتے تھے۔ اس دوران میں اگر کوئی شخص وفات پا گیا ہو تو مولوی صاحب اس کی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھتے تھے۔ نوزائیدہ بچوں کے کان

میں آذان دیتے تھے۔کوئی شادی طے ہوگئی ہوتی تو نکاح پڑھوا دیتے تھے۔بیماروں کو تعویذ لکھ دیتے تھے اور اپنے اگلے دورے تک جانور ذبح کرنے کے لئے چند چھریوں پر تکبیر پڑھ جاتے تھے۔اس طرح مولوی صاحب کی برکت سے گاؤں والوں کا دینِ اسلام کے ساتھ ایک کچا سا رشتہ بڑے مضبوط دھاگے کے ساتھ بندھا رہتا تھا۔‘‘7

اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے قدرت اللہ شہاب مزید آگے لکھتے ہیں:

’’برہام پور گنجم کے اس گاؤں کو دیکھ کر زندگی میں پہلی بار میرے دل میں مسجد کے مُلاّ کی عظمت کا احساس پیدا ہوا۔ایک زمانے میں مُلاّ اور مولوی کے القاب علم و فضل کی علامت ہوا کرتے تھے‘لیکن سرکار انگلشیہ کی عملداری میں جیسے جیسے ہماری تعلیم و ثقافت پر مغربی اقدار کا رنگ و روغن چڑھتا گیا‘اسی رفتار سے مُلاّ اور مولوی کا تقدس بھی پامال ہوتا گیا۔رفتہ رفتہ نوبت بایں جا رسید کہ یہ دونوں تعظیمی اور تکریمی الفاظ تضحیک و تحقیر کی ترکش کے تیر بن گئے۔داڑھیوں والے ٹھوٹھ اور ناخواندہ لوگوں کو مذاق ہی مذاق میں مُلاّ کا لقب ملنے لگا۔کالجوں‘یونیورسٹیوں اور دفتروں میں کوٹ پتلون پہنے بغیر دینی رجحان رکھنے والوں کو طنز و تشنیع کے طور پر مولوی کہا جاتا تھا۔مسجدوں کے پیش اماموں پر جمعراتی‘شبراتی‘عیدی‘بقر عیدی اور فاتحہ درود پڑھ کر روٹیاں توڑنے والے‘قل اعوذئے مُلاّؤں کی پھبتیاں کسی جانے لگیں۔لُو سے جھلسی ہوئی گرم دوپہروں میں خس کی ٹٹیاں لگا کر پنکھوں کے نیچے بیٹھنے والے یہ بھول گئے کہ محلے کی مسجد میں ظہر کی آذان ہر روز عین وقت پر اپنے آپ کس طرح ہوتی رہتی ہے؟ کڑکڑاتے ہوئے جاڑوں میں نرم و گرم لحافوں میں لپٹے ہوئے اجسام کو اس بات پر کبھی حیرت نہ ہوئی کہ اتنی صبح منہ اندھیرے اٹھ کر فجر کی آذان اس قدر پابندی سے کون دے جاتا ہے؟ دن ہو یا رات‘آندھی ہو یا طوفان‘امن ہو یا فساد‘دور ہو یا نزدیک‘ہر زمانے میں شہر شہر‘گلی گلی‘قریہ

Marfat.com

قریہ، چھوٹی بڑی، کچی پکی مسجدیں اسی ایک مُلاّ کے دم سے آباد تھیں جو خیرات کے ٹکڑوں پر مدرسہ میں پڑا تھا اور در بدر کی ٹھوکریں کھا کر گھر بار سے دور کہیں اللہ کے کسی گھر میں سر چھپا کر بیٹھ رہا تھا۔ اس کی پشت پر نہ کوئی تنظیم تھی، نہ کوئی فنڈ تھا، نہ کوئی تحریک تھی۔ اپنوں کی بے اعتنائی، بیگانوں کی مخاصمت، ماحول کی بے بسی اور معاشرے کی کج ادائی کے باوجود اس نے نہ اپنی وضع قطع کو بدلا اور نہ اپنے لباس کی مخصوص وردی کو چھوڑا۔ اپنی استعداد اور دوسروں کی توفیق کے مطابق اس نے کہیں دین کی شمع، کہیں دین کا شعلہ، کہیں دین کی چنگاری روشن رکھی۔ برہام پور گنجم کے گاؤں کی طرح جہاں دین کی چنگاری بھی گل ہو چکی تھی، مُلاّ نے اس کی راکھ ہی کو سمیٹ سمیٹ کر بادِ مخالف کے جھونکوں میں اُڑ جانے سے محفوظ رکھا۔ یہ مُلاّ ہی کا فیض تھا کہ کہیں کام کے مسلمان، کہیں نام کے مسلمان، کہیں محض نصف نام کے مسلمان ثابت و سالم و برقرار رہے اور جب سیاسی میدان میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان آبادی کے اعداد و شمار کی جنگ ہوئی تو ان سب کا اندراج مردم شماری کے صحیح کالم میں موجود تھا۔ برصغیر کے مسلمان عموماً اور پاکستان کے مسلمان خصوصاً مُلاّ کے اس احسان عظیم سے کسی طرح سبکدوش نہیں ہو سکتے جس نے کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی حد تک اُن کی تشخص کی بنیاد کو ہر دور اور ہر زمانے میں قائم رکھا۔8

عزیزانِ گرامی!

مولوی کا یہی کردار تھا جو فکری اغوا کے راستے کا پتھر سمجھا جاتا رہا۔

اہل فکر دوستو!

یہی علماء اکرام تھے جو نظریاتی سرحدوں کی حفاظت فرماتے رہے اسی نظریاتی فوج کے خلاف عام مسلمانوں کو بغاوت پر ابھارا گیا مگر یہ فوج نامساعد حالات کے باوجود قوم کی فکری اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتی رہی اسی لئے یہ استعمار کی آنکھوں میں کھٹکنے لگے اور اس رکاوٹ کو ہٹانے کے لئے بڑا منظم طریقہ کار اختیار کیا گیا مسلم لیگ (ن) کے سیاسی

Marfat.com

رہنما جاوید ہاشمی لکھتے ہیں:

''لارڈ میکالے نے ہندوستان پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے کے لئے تعلیمی نظام کا نصاب تیار کیا تھا جس کے مقاصد میں لارڈ میکالے نے کہا کہ برٹش راج کی مضبوطی کے لئے مقامی لوگوں کو ایک حد تک شامل کرنا ہماری مجبوری ہے اس لئے انہیں ایک محدود سوچ کی تعلیم دے کر اپنے کے لئے استعمال کیا جائے۔''

مزید آگے لکھتے ہیں:

''لارڈ میکالے نے ۲ فروری ۱۸۳۵ میں برطانوی پارلیمنٹ میں جو تقریر کی وہ مختصر مگر جامع تھی انہوں نے کہا معزز اراکین پارلیمان میں نے ہندوستان کے طول وعرض میں بار بار سفر کیا۔ دنوں اور راتوں میں گھوما پھرا ہوں۔ میری آنکھیں آج تک ایک ایسے شخص کو دیکھنے کے لئے ترستی ہیں جو یہاں بھکاری ہو یا جو لٹیرا ہو اس ملک میں ایسی دولت دیکھی ہے ایسی بلند اخلاقی قدریں دیکھی ہیں اور اتنی بڑی ہستیوں سے ملا ہوں کہ مجھے پختہ یقین ہو گیا ہے کہ ہم کبھی اس ملک کو فتح نہیں کر سکیں گے جب تک اس قوم کی ریڑھ کی ہڈی نہ توڑ دیں، اس قوم کی ریڑھ کی ہڈی کیا ہے؟ ان کا روحانی اور تہذیبی ورثہ! یہی وجہ ہے کہ با آوازِ بلند تجویز پیش کرتا ہوں کہ ہم ان کا نظام تعلیم اور ان کی ثقافت کو بدل کر رکھ دیں۔ دیکھنے میں خواہ یہ لوگ گندمی یا سانولی رنگت رکھتے ہوں لیکن ان کے سینوں کے اندر سفید فام انگریز کا دل دھڑکتا ہو۔''9

اُس نظام تعلیم کو اور اُس مرکزِ تعلیم کو جہاں سے علماء بن کر نکلتے ہیں، جہاں سے یہ اس علم کی شمع کو روشن کئے ہوئے جنہیں اہل صلیب نے ہر جگہ بجھانے کی کوشش کی ہر جگہ مذہبی شخصیات کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

مشہور مستشرقہ کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں:

''اتاترک نے تمام مدرسوں کو بند کر دیا صوفی سلسلوں کو دبایا اور مرد وخواتین کو جدید مغربی لباس پہننے پر مجبور کیا اس طرح کے اقدامات ہمیشہ تخریبی ہوا کرتے

Marfat.com

ہیں اسلام ترکی سے معدوم نہیں بلکہ وہ زیرِ زمین چلا گیا محمد علی نے مصری علماء پر پابندیاں لگائیں ان کی وقف املاک چھین لیں اور انہیں اثر و رسوخ سے محروم کر دیا بعد ازاں جمال عبدالناصر (۷۰۔1918) نے اسلام کی عسکری مخالفت کی۔ایران میں پہلوی بادشاہ بھی اپنے سیکولرازم کے معاملے میں سفاک تھے رضا شاہ (۴۱۔۱۸۷۸) نے علماء سے وقف املاک چھین لیں اور شریعت کی جگہ ایک سول نظام نافذ کر دیا۔"10

مزید آگے لکھتی ہیں:

"جنرل محمد ایوب خان (۶۹-۱۹۵۸) کی حکومت ویسے ہی جارحانہ سیکولرازم کی مثال تھی جس کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں انہوں نے اوقاف کو قومیا لیا' مدرسوں کی تعلیم پر پابندیاں لگا دیں اور ایک خالصتاً سیکولر نظام قانون رائج کیا۔ان کا مقصد اسلام کو ایک مہذب (Civil) اور ریاستی کنٹرول کے تابع مذہب بنانا تھا۔"11

یہ ایوب خان کون تھے؟ پروفیسر گل شہزاد سرور اور فرحت شہزاد اپنی کتاب مطالعہ پاکستان میں یوں تبصرہ کراتے ہیں۔

"یہ وہی ایوب خان تھے جن کو پنجاب کی سرحدی فوج کا آزادی ایکٹ ۱۹۴۷ء کے تحت صدر مقرر کیا گیا تھا تاکہ وہ مسلمانوں کی ہندوستان سے پاکستان کی جانب ہجرت کو محفوظ بنا سکیں لیکن انہوں نے اپنی ذمہ داری فرض شناسی سے انجام نہ دی اور نشہ میں دھت رہے۔تاریخ گواہ ہے کہ کس طرح مسلمان مرد، عورتیں اور بچے قتل ہوتے رہے اور مسلم عورتوں کی آبروریزی ہوتی رہی اور ایوب خان ساغر و جام میں غرق رہے۔"12

انہی ایوب خان سے متعلق قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:

"وہ (ایوب خان) غیر معمولی طور پر سنجیدہ تھے آتے ہی انہوں نے میرا نوٹ میرے حوالے کیا اور کہا تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ڈرافٹنگ میں کسی نے کوئی غلطی

Marfat.com

نہیں کی بلکہ ہم نے سوچ سمجھ کر یہی طے کیا ہے کہ اسلامک ری پبلک آف پاکستان سے اسلامک کا لفظ نکال دیا جائے۔

یہ فیصلہ ہو چکا ہے یا ابھی کرنا ہے میں (قدرت اللہ شہاب) نے پوچھا۔

صدر ایوب نے کسی قدر غصہ سے مجھے گھورا اور سخت لہجے میں کہا ہاں ہاں فیصلہ ہو گیا ہے۔" 13

اور دور حاضر میں پرویز مشرف صاحب اور کرائے کے صحافیوں کی علماء اور دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ اس کا کھلم کھلا اظہار نیتوں کے عزم کو ظاہر کر رہا ہے۔

علماء اور دینی مدارس کا استیصال کر کے انگریزی نظام تعلیم کو حاصل کر کے کیا حاصل کیا۔

سر سید احمد خان لکھتے ہیں:

"اب تو گویا بالا اتفاق تمام مسلمان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزی پڑھنے اور علوم جدیدہ کے سیکھنے سے مسلمان اپنے عقائد مذہبی میں سست ہو جاتے ہیں بلکہ ان کو لغو سمجھنے لگتے ہیں اور لا مذہب ہو جاتے ہیں، اور اسی سبب سے مسلمان اپنے لڑکوں کو انگریزی پڑھانا نہیں چاہتے۔ مسلمانوں پر کیا موقوف ہے، انگریز بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب جو حال میں انھوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کی نسبت لکھی ہے یہ فقرہ مندرج فرمایا ہے" کوئی نوجوان، خواہ ہندو خواہ مسلمان، ایسا نہیں ہے جو ہمارے انگریزی مدرسوں میں تعلیم پائے اور اپنے بزرگوں کے مذہب سے بداعتقاد ہونا نہ سیکھے۔ ایشیا کے شاداب اور تروتازہ مذہب جب مغربی (یعنی انگریزی) علوم کی سچائی کے قریب آتے ہیں، جو مثل برف کے ہے تو سوکھ کر لکڑی ہو جاتے ہیں۔ آمنا وصدقنا، یہ قول ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا بالکل سچ اور بتمامہ، سچ ہے۔" 14

Marfat.com

علماء کا علمی استیصال:

ایک وہ زمانہ تھا جب جب علماء کسی بھی مسلمان حکمران کے لئے انتظام سلطنت کے سلسلے میں ناگزیر سمجھے جاتے تھے علماء کا حکم حکمرانوں پر بھی ویسا ہی چلتا تھا جیسے ایک عام آدمی پر لیکن مسلمانوں کو زوال سے دوچار کرنے اور ان کو ذلت ورسوائی کی وادی میں دھکیلنے کی خاطر ان کی فکر کو علماء کے تسلط سے آزاد کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ابلیس اور اس کی ذریت سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علماء کا مقام ان کے علمی معیار پر ہے لہذا سب سے پہلا وار ان کے علمی معیار پر ہی کیا گیا۔

برصغیر پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے پنجہ گاڑنے کے بعد فوراً ہی یہ اعلان کر دیا کہ دینی مدارس کے تعلیم یافتہ افراد کو نوکری نہیں ملے گی یہ علماء کے معاشی حقوق غصب کرنے اور لوگوں کو اسلامی مدارس اور اسلامی تعلیم سے بیزار کرنے کی تدبیر تھی جو بلاشبہ کارگر رہی تھی۔

قدرت اللہ شہاب اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں:

''یہ وہ زمانہ تھا جب اس برصغیر میں مسلمانوں پر تعلیم وترقی کے سب ہی دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ لارڈ میکالے کا فتویٰ تھا' کہ یہاں پر جو نظام تعلیم رائج کیا جائے وہ ایسے انسان پیدا کرے جو رنگت میں تو بیشک ہندوستانی ہوں' لیکن چال ڈھال' فہم وفراست' ذوق ومذاق' اخلاق واطوار اور ذہنی اعتبار سے انگریز ہوں۔ اس پالیسی کے تحت جب فارسی کی جگہ انگریزی کو سرکاری زبان بنا دیا گیا' تو برصغیر کے ہزاروں مسلمان علماء وفضلا بہ یک نوکِ قلم غیر تعلیم یافتہ قرار دے دیئے گئے۔ اس فیصلے کا ہندوؤں نے بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ اس لئے نہیں کہ انہیں انگریزی سے کوئی خاص محبت تھی' بلکہ صرف اس لئے کہ انہیں فارسی سے چڑ تھی' کیونکہ اس زبان کا رابطہ مسلمانوں سے تھا۔

یوں بھی جب ۱۸۵۷ء میں سلطنتِ مغلیہ کا آخری چراغ گُل ہو گیا' تو انگریزوں اور ہندوؤں کی مشترکہ کوشش یہ تھی' کہ اس برصغیر میں ہر اس امکان کو ختم کر دیا جائے جس میں مسلمانوں کے دوبارہ سر اٹھانے کا ذرا سا شائبہ بھی

Marfat.com

موجود ہو۔ یہاں پر مسلمان ہی ایک ایسی قوم تھی جس میں حکومت کرنے کی صلاحیت بھی تھی، روایت بھی تھی اور ہزار سالہ تجربہ بھی حاصل تھا۔ چنانچہ اس قوم کا سر کچلنا دونوں کا فرض منصبی قرار پایا۔" 15

مزید آگے لکھتے ہیں:

"گورنمنٹ سکولوں میں دینی تعلیم پر مکمل پابندی تھی یہ بات مسلمانوں کے لئے ناقابل فہم تھی مسلمانوں کی پوری تاریخ اس بات کی شاہد تھی کہ دین کے بغیر تعلیم کا کوئی نظام نہ مکمل ہوسکتا ہے نہ قابل قبول۔" 16

صرف یہی نہیں بلکہ یہ تک کہا گیا کہ مذہبی کتابوں کا نہ پڑھنا ان کے پڑھنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ بس عمل کے لئے نماز پڑھ لی جائے اور روزہ رکھ لیا جائے کافی ہے اس کے علاوہ مذہبی کتابوں کے پڑھنے سے کیا حاصل ہوگا۔

سرسید احمد خان لکھتے ہیں:

"بڑے بڑے معمم و مشتمل قدوس عالموں نے بہت غور کے بعد یہ تجویز کی کہ انگریزی تعلیم کے ساتھ مذہبی تعلیم بھی دی جائے اور کتب درسیہ عقائد اور فقہ و اصول و تفسیر و حدیث و علم کلام بھی انگریزی کے ساتھ پڑھائی جائیں تاکہ عقائد مذہبی پختہ و درست رہیں اور علوم غربیہ کے ریلے میں بہہ نہ جائیں مگر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ کتب درسیہ مذہبیہ تو لامذہبی کا علاج کر نہیں سکتیں بلکہ اگر یہ کتابیں انگریزی تعلیم اور مغربی علوم کے ساتھ پڑھائی جائیں گی تو اور زیادہ لامذہبی اور بداعتقادی پھیلے گی اس لئے کہ سوائے قرآن مجید کے جس قدر کتب مذہبیہ اس زمانہ تک موجود ہیں ہزاروں غلطیوں سے معمور ہیں۔

ایسی حالت میں ان کتابوں کا نہ پڑھنا ان کے پڑھنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ مسلمان ہونے اور بہشت میں جانے کو خدا کو ایک اور پیغمبر کو برحق جاننا کافی ہے، عمل کو نماز پڑھ لینی اور روزہ رکھ لینا بس ہے۔ ان غیر مفید کتابوں کے پڑھنے سے کیا حاصل ہے؟" 17

Marfat.com

اسی جریدہ میں محسن الملک کے حوالے سے یہ پیراگراف بھی پڑھنے کے لائق ہے:

''تمام کتب مذہبیہ، جو اس زمانہ تک موجود ہیں، ہزاروں غلطیوں سے معمور ہیں۔کوئی ایک کتاب بھی ہمارے ہاتھ میں ایسی نہیں آتی جس میں کوئی نہ کوئی ایسی بڑی غلطی ہمارے سامنے نہ آتی ہو جو اسلام کی سچی اور صحیح حقیقت کو وہمی اور خیالی امر کی طرف مائل نہ کر دیتی ہو۔''18

صرف یہی نہیں بلکہ علماء کا علمی استیصال یوں بھی کیا گیا۔

سر سید احمد خان کہتے ہیں:

''ہماری قوم کے سرداروں اور شریفوں کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو انگریزی علوم کی اعلیٰ درجہ تعلیم دیں۔مجھ سے زیادہ کوئی شخص نہ نکلے گا جو مسلمانوں میں انگریزی علوم کی ترقی دینے کا حامی اور خواہش مند ہو۔جس حیثیت و درجہ کے یہ لڑکے ہیں ان کو انگریزی پڑھانے سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہونے کا۔ان کو اسی قدیم طریقہ عام تعلیم میں مشغول رکھنا ان کے حق میں اور ملک کے حق میں اور قوم کے حق میں زیادہ تر مفید ہے کہ ان لڑکوں کو کچھ لکھنا پڑھنا اور ضروری کاروائی کے موافق حساب کتاب آجائے اور ایسے چھوٹے چھوٹے رسالے ان کو پڑھائے جائیں جن سے نماز روزہ کے ضروری ضروری مسائل، جو روزمرہ پیش آتے ہیں اور مسلمانی مذہب کے سیدھے سادے عقائد ان کو معلوم ہو جائیں۔''19

خط کشیدہ عبارت پر غور فرمایئے!

کس طرح مستبل میں علماء کے استیصال کی کوششیں کی جارہی ہیں ایک نفسیات کا طالب علم بھی اس تحریر اور اس کے پس پردہ حقائق کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے

علماء کے استیصال میں صرف ایک جانب ہی سے حملہ نہیں کیا گیا بلکہ قوم کے اس اہم اور لائق فخر طبقہ پر کئی جہت سے حملہ ہوا خاکسار تحریک بھی ان میں سے ایک ہے اس کے اہم مقاصد میں اہم مقصد یہی ہے۔

خاکسار تحریک کے چودہ نکات یا چودہ اصول میں تیسرے نمبر پر یہ ہے:

Marfat.com

''مولوی کا آج کل کا بتایا ہوا راستہ غلط ہے خاکسار سپاہی اس غلط مذہب کو صفحہ زمین سے مٹانے اور اس کی جگہ ''نبوی نظام'' کو پھر رائج کرنے کے لئے اٹھا ہے''۔20

۱۳۵۰ سال کے بعد یہ تحریک کیوں اٹھی؟

اس کے مقاصد کیا ہیں؟...... کیا یہ حقیقی طور پر دین اسلام کے لئے کوشاں ہیں؟

یا در پردہ کچھ اور مقاصد ہیں؟

اور ان کا یہ نبوی اسلام کیا ہے؟ صرف اُن کی یہ عبارت پڑھ لیجئے۔

''عمل کے اسلامی معنی اگر سمجھنا چاہتے ہو تو جاؤ مصطفیٰ کمال (اتاترک) کو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے، امان اللہ کو دیکھو کہ اُس نے کیا کیا تھا''۔21

یہ بالکل وہی تحریک ہے جس کے اثرات صدر محترم پر بھی نظر آتے ہیں اور صدر صاحب کے بھی سب سے بڑے آئیڈل مصطفیٰ کمال اتاترک ہیں۔

عزیزانِ گرامی!

یہ صدائے بازگشت کوئی نئی نہیں بلکہ علماء اسلام صلیب کی آنکھوں میں ہمیشہ خار بن کر کھٹکتے رہے کیونکہ انہوں نے قرآن وسنت کی تعلیم اور حق بات کی تلقین کرتے ہوئے کبھی اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کی۔ ان کی زندگیاں قرآن کی تعلیم اور اس کے اسرار ورموز سمجھاتے ہوئے وقف ہو گئیں اسی لئے آج سے کوئی سو برس قبل برطانوی وزیراعظم گلیڈ اسٹون نے پارلیمنٹ میں قرآن کریم کا نسخہ لہراتے ہوئے کہا تھا کہ ''جب تک یہ کتاب مسلمانوں میں پڑھائی جاتی رہے گی اس وقت تک مسلمانوں میں مذہبی جنون باقی رہے گا'' اور اس مذہبی جنون کو ختم کرنے کا سب سے آسان حل یہ ہے کہ علماء کا استیصال کیا جائے تاکہ نہ کوئی دینی علم حاصل کرے اور نہ کوئی اس کو پڑھائے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے علماء کی فضیلت یوں بیان فرمائی۔

خَیْرُ کُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ۔

''تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن حکیم سیکھے اور سکھائے۔''

Marfat.com

قرآن اور قرآنی تعلیم اہل صلیب کی نگاہ میں کس طرح کھٹکتی ہے۔ مبشر ''تکلی'' اسلام کی تباہی کے لئے یہ تدبیر پیش کرتا ہے۔

''ہمیں سیکولر بنیادوں پر مدارس کے قیام کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ کیونکہ مسلمانوں کی کثیر تعداد نے جب اہل مغرب کی درسی کتابیں پڑھیں اور اجنبی زبانیں سیکھیں تو قرآن اور اسلام پر ان کا اعتقاد متزلزل ہو گیا۔'' 22

مشہور مستشرق اور مبشر ''صموئیل زویمر'' جو اپنی اسلام دشمنی کی وجہ سے مشہور ہے وہ اپنے ہم مذہب لوگوں کو نصیحت کرتا ہے:

''جب تک مسلمان عیسائی مدارس میں داخلہ لینے سے ہچکچاتے ہیں، اس وقت تک ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کے لئے لادینی مدارس کھولیں اور ان مدارس میں ان کے لئے داخلہ آسان بنائیں۔ یہی مدارس طلبہ کے اندر اسلامی روح کو ختم کرنے میں ہمارے مدد ومعاون ثابت ہوں گے۔'' 23

عزیزانِ گرامی!

آپ نے ملاحظہ کیا کہ ایک منظم سازش کے تحت علماء کرام کے وقار کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی گئی اسلامی تعلیمات سے نفرت پیدا کرنے کے لئے مغربی تعلیم کو پروان چڑھایا گیا اور ان جامعات سے فارغ التحصیل طلبہ وطالبات کو ہی اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا۔ جبکہ علماء کرام کے لئے تین چار ہزار ماہوار پر مدرسے میں پڑھانا یا خطبات کرنا اور زیادہ سے زیادہ نکاح پڑھانے جیسے فرائض رہ گئے۔

علماء کا معاشی استیصال:

علماء کرام کے معاشی استیصال کے لئے جہاں ان پر ملازمتوں کے دروازے بند کئے گئے وہاں مجبوری کے تحت محدود تعداد میں دی جانے والی ملازمتوں میں تنخواہوں کی مقدار بھی کم رکھی گئی۔

اور اس میں جہاں غیروں کا ہاتھ ہے وہاں اپنوں کی کرم فرمائیاں بھی کم نہیں ہم ہزاروں روپے جلسوں میں خرچ کر دیتے ہیں مگر عالم دین جو تقریر کرتا ہے اس کو ہم کچھ بھی

Marfat.com

نذرانہ نہیں دیتے۔

ذرا سوچئے تو سہی !...... کیا عالم دین کی یہ قدر دیکھ کر کوئی شخص عالم دین بننا چاہے گا؟ نہیں ہر گز نہیں۔

کیا عالم دین بغیر کتابوں کے مطالعہ کر سکے گا؟......اور کتابیں بازار میں کیا مفت ملتی ہیں نہیں تو پھر علماء کے علمی اور معاشی استیصال میں ہمارا بھی برابر کا ہاتھ ہے۔

ہمیں کیسی حکمت عملی اپنانی چاہیے) مئی ۲۰۰۵ کا جام نور ملاحظہ فرمایئے جس میں یہ اشتہار چھپا۔

"ہندوستان کے بڑے شہروں میں سے ایک معروف ومشہور شہر کی جامع مسجد کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کے جامع امام کی ضرورت ہے۔

(۱) وسیع النظر عالم دین ہو۔

(۲) بہترین حافظ اور خوش الحان قاری ہو۔

(۳) وجیہہ اور باوقار ہو۔

(۴) خطبات پر قدرت ہو۔

(۵) دینی وشرعی امور کے علاوہ ملکی اور غیر ملکی حالات پر اس کی نظر ہو مشاہرہ کی ماہانہ رقم ۲۵ سے ۳۰ ہزار ہو سکتی ہے رہائش وغیرہ کا عمدہ انتظام الگ۔" 24

عزیزانِ گرامی!

اگر اس طرز پر ہم علماء کی عزت افزائی فرمائیں تو یقین جانیے ہمارے مدارس سے نور ونکہت کا وہ سیلاب برآمد ہوگا کہ ہر طرف اسلامی معاشرہ کے خدوخال ابھر کر سامنے آجائیں گے۔

اور ہمیں اب اس جانب توجہ دینی چاہئے تاکہ ہمارے یہاں مدارس میں طلبہ کی تعداد بڑھے اور نیز طلبہ کی تربیت اسی نہج پر ہو کہ وہ اسلام کے خلاف عالمی سازشوں پر گہری نظر رکھ سکے۔

علماء کا نفسیاتی استیصال اور تحقیر:

اسلام دشمنی نے یہود ونصاریٰ اور ان کی پروردہ سیاسی جماعتوں کو اس قدر ذہنی اور

Marfat.com

اخلاقی طور پر دیوالیہ کردیا اور انہوں نے علماء کی نفسیاتی تحقیر کے لئے کئی طریقے اپنائے ہر داڑھی والے شخص کو خواہ اس کا ذاتی کردار کیسا ہی ہو وہ دین سے واقف ہے یا نہیں اوئے مولوی کہہ کر پھبتی کسی جانے لگی۔ مولانا، علامہ کے الفاظ کثرت سے استعمال ہونے لگے۔ علماء کا امتیاز ختم کردیا۔ سیاسی جلسوں میں علماء کرام پر پھبتیاں کسی گئیں علماء کے لئے مولوی کی اصطلاح عام ہوگئی بعد میں تحقیر کے لئے اسے مُلاّ، مُلاّ نئے، مُلاّ نے حلوہ خور، جیسے القابات کی شکل اختیار کرلی۔

برصغیر کے انگریز حکمرانوں نے ہوٹل کے بیروں اور دربانوں کے لئے پگڑی، کلاہ اور اچکن کا لباس مقرر کیا جو آزادی کے دور میں علماء کا لباس تھا۔

غرض تحقیر کے لئے ہر وہ طریقہ اپنایا گیا جس سے علماء کی تحقیر ہوسکے۔

معمولی تنخواہیں معاشرتی طور پر معاشی بدحالی نے اعلیٰ لوگوں کو اس جانب سوچنے پر مجبور کردیا کہ اگر انہوں نے اپنے بچوں کو عالم دین بنایا تو ان کے بچوں کا وہی حشر ہوگا جو آج اس محلّہ (برہام پور) کے مولوی صاحب کا ہے چنانچہ اکثر مسجدوں کی امامت بھی جاہل اور نادان لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی۔

علماء کی کردار کشی:

دین اسلام کو مٹانے کے لئے دین کے محافظوں کی کردار کشی کی گئی اور یہ تصور عام کردیا گیا کہ یہ مولوی ہی قدامت پرست ہے۔ ہماری تنزلی کا سب سے بڑا سبب یہ مولوی ہے اور اس کی بنائی ہوئی اسلامی اقدار (جو درحقیقت مولوی کی نہیں نبی کریم ﷺ کی عطا کردہ ہیں) ہی درحقیقت قوم کی تنزلی کا سبب ہیں اور یہ منظر پاکستان اور ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں عام ہے اگر ترکی کو یورپی یونین میں شامل ہونا ہے تو تمام اسلامی اقدار کو پامال کرنا ہوگا مولوی کا حکم، حجاب، اسکارف، داڑھی، ٹوپی یہ تمام اقدار ترک کرنا ہوں گی۔

اسلامی ثقافت کے مظاہر داڑھی، اونچی شلوار اور ٹوپی پہننے والے ہر شخص کو متعصب، تنگ ذہن اور متشدد سمجھا جانے لگا۔ مولویوں کے ظلم کی داستانیں عام کی گئیں اس کی مثال محترمہ کا درج ذیل بیان ہے۔

Marfat.com

''پاکستان میں عورت، مُلّا، شوہر، ساس اور سسر کے ظلم کا چکار ہیں خواتین کو ایک سازش کے تحت پس ماندہ رکھا گیا ہے جس کے نتیجے میں ان خواتین کی قابلیت اور ذہانت گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے سے ختم ہو جاتی ہے''۔25

عزیزانِ گرامی!

عبارت کو غور سے ملاحظہ کیجئے ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مُلّا'' بے چارہ چار دیواریوں میں گھس کر عورت پر شوہر، ساس اور سسر سے زیادہ مظالم ڈھا رہا ہے گھر سے باہر نکلنے والی ایسی خواتین کی قابلیت کا عالم یہ ہے کہ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ چار دیواری میں رہنے کا حکم ''مُلّا'' نے نہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ۔26

''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو''۔

اور یہی محترمہ لندن کے ایک نائٹ کلب میں دو پاکستانی خواتین کے برہنہ رقص کے حوالے سے جواب دیتے ہوئے کہتی ہیں۔

''وہ دونوں باغی عورتیں ہیں ان کے باغی ہونے کی وجہ بھی مُلّا اور ساس سسر ہیں۔''27

ہر کردہ ناکردہ جرم ''مُلّا'' ہی کے کھاتے میں آتا ہے۔

عورتوں پر ظلم کون کر رہا ہے؟ مُلّا

ترقی کا دشمن کون ہے؟ مُلا

قدامت پرست کون ہے؟ مُلا

زوال کی وجہ کون؟ مُلّا

ہر جرم ''مُلّا'' ہی کے کھاتے میں آتا ہے۔

علماء اکرام کی تحقیر کے لئے جدیدیت کے علمبردار نام نہاد اسکالرز نے شرم وحیا کی کج کلاہ کو اتار کر پھینک دیا اور آبروئے علم کو یوں بے آبرو کرتے نظر آتے ہیں۔

جدیدیت کے علمبردار علماء کی تحقیر میں پروفیسر علی حسن مظفر یوں رقم طراز ہیں:

Marfat.com

''مُلّا کے کئی روپ ہیں کبھی بے چارہ دنیا سے بے نیاز نظر آتا ہے کبھی وہ اپنے آپ کو دنیا سے لاتعلق ظاہر کرتا ہے کبھی دنیا داروں کے سامنے ''چندہ کی بھیک'' مانگتا نظر آتا ہے''۔28

مزید آگے کچھ اس طرح چراغِ ظلمت جلاتے ہیں:

''یہاں (مدارس میں) مولویوں کی کون سی قسم تیار ہوتی ہے۔Talent تو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں دیا ہوا ہے۔ چنانچہ جو اعلیٰ نسل کے مولوی ہوتے ہیں وہ ''علماء'' بن جاتے ہیں اور جو نیم اعلیٰ نسل کے مولوی ہوتے ہیں وہ مسجدوں کے خطیب بن جاتے ہیں اور جو عام نسل کے مولوی ہوتے وہ مسجدوں کے امام بن جاتے ہیں۔ یہ بے چارے اعلیٰ علوم یعنی (دینی سکالروں اور دنیاوی مفکروں کی کاوش) سے بے بہرہ ہوتے ہیں مگر اپنے مبتدیوں کو بتاتے ہیں کہ وہ عالم وقت ہیں اور امامت کو اپنا حقیقی منصب سمجھتے ہیں۔''29

اور اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''وہ دن ''قسمت ترین دن ہوگا'' جب قوم مُلّا سے اور مُلّا کی تحقیق سے چھٹکارا پالے گی۔''30

دردمند دوستو!

اس نہج پر علماء کرام کے خلاف پروپیگنڈہ مہم منظم طور پر چلائی گئی۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے علماء کے متعلق برین واشنگ کی جانے لگی۔ ٹی وی ڈراموں میں داڑھی والے کردار بدمعاشوں اور غنڈوں کو دیئے گئے، جبکہ شریف، اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے سنجیدہ اور اچھے کردار ''کلین شیو'' افراد کو دیئے گئے۔ مزاحیہ خاکوں میں علماء کا مذاق اڑایا گیا۔ ڈراموں میں ترکی ٹوپی جو کسی دور میں خلافت اور مرکزیت کا شعار تھی مزاحیہ کرداروں کو پہنا دی گئی غرض یہ کہ ایک منظم انداز میں یہ کوشش کی گئی کہ علماء کے کردار کو قوم کے ذہنوں میں معاشرہ کا ایک بوجھ پر راسخ کرنے کی کوشش کی گئی۔

پی ٹی وی کے ڈائریکٹر ذوالفقار بخاری کے اس بیان کو غور سے پڑھیے جو انہوں نے ٹی

Marfat.com

وی اسٹیشن کے قیام کے موقع پر دیا۔

''منافقت اور متضاد کردار کے لئے منفی ڈرامہ کرداروں کو داڑھی لگایئے، مضحکہ خیز کرداروں اور یتیم العقل کرداروں کو مشرقی لباس پہنایئے یہ یادرکھیئے کہ آپ کو تمام کرداروں اور اناؤنسروں کو وہ لباس پہنانا ہے جو ہمارے ترقی یافتہ معاشرہ میں سوسال بعد رائج ہونا چاہئے۔ جو ایک فیصد اوپر کے طبقے پر رائج ہے۔'' 31

عزیزانِ گرامی!

اور اب صورتحال یہ ہے کہ قدامت پرست علماء کے بجائے ان لوگوں کو آگے لایا جارہا ہے جو مغربیت سے مرعوب ہیں اور ان علماء کو جو روشن خیال اور لبرل ہیں اور انہیں اس پر فخر بھی اسلام کی لغت میں ہم ان کو علماء سوء کہہ سکتے ہیں۔

یہ بناوٹی مولوی اسلام کے متعلق شکوک وشبہات پھیلا کر مسلمانوں کا اسلام پر اعتماد ختم کردیتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ان کا اہم مقصد ہے۔

علماء کی آڑ میں اسلام کی مخالفت:

خواہشات نفسانی بھی عجیب ہوتی ہیں انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی اور جب انسان خواہشات کا غلام ہوجاتا ہے تو نفسانی خواہشات آقا کا روپ دھار لیتی ہے اور پھر ''کیا حکم ہے میرے آقا'' انسان یہ نعرہ لگاتا نظر آتا ہے۔

سفلی خواہشات کا نہ تھمنے والا سیلاب جب اسلام کی لگائی ہوئی حدود سے آکر ٹکرانے لگتا ہے تو اس کا بس نہیں چلتا کہ یہ حدود یہ بند سب توڑ دے لیکن جب بس نہیں چلتا تو مُلاّ کی آڑ لے کر ان مضبوط فصیلوں پر سنگ باری شروع کردی جاتی ہے۔ کہ یہ مُلاّ کا اسلام ہے مُلاّ ازم اور مُلائیت کی اصلاحات وضع کردی گئیں۔ اسلام کے مسلمہ اصولوں کو ''مُلاّ کا اسلام'' قرار دے کر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی عام ہوگئی۔

ایک معروف صحافی یوں رقم طراز ہیں۔

''جس میں جمہوریت شامل ہے ہم اس اسلام کے پیروکار ہیں مُلاّ کے اسلام میں جمہوریت نہیں'' 32

Marfat.com

عزیزانِ گرامی!

کیا اسلام کی کئی اقسام ہیں؟

جمہوری اسلام، مُلّا کا اسلام، سوشلسٹ اسلام، کمیونسٹ اسلام، لبرل اسلام، روشن خیال اسلام، جدید اسلام......

نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

اسلام تو صرف ایک ہے یہ انسانوں کی وضع کردہ نظریات کا معجون مرکب نہیں اللہ تعالیٰ کا دین خالص ہے جس میں جمہوریت اور کسی اور نظریہ کی ملاوٹ کی گنجائش نہیں اس کا اعلان ہے کہ

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ۔ 33

''خبردار! صرف اللہ کے لئے ہے دین خالص''۔

تو دوستو! پھر مولوی کا اسلام کیا ہوا؟

حدودِ آرڈیننس پر روشن خیالوں نے اس طرح شور مچایا۔

''حدود آرڈیننس خواتین کو پس ماندہ رکھنے کے لئے مُلّا کی ایک گہری سازش ہے''۔34

واضح کرتا چلوں کہ حدود آرڈیننس کی دفعات قرآن کی سورہ نور اور کتب احادیث کی نصوص پر مشتمل ہے۔ حدِ قذف، حدِ رجم کسی مُلّا نے نہیں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی عصمت کے تحفظ کے لئے مقرر کی ہے۔

اس حدود اللہ کو پرویز مشرف نے پارہ پارہ کر ڈالا عنقریب اس کا تخت بھی پارہ پارہ ہوگا اس کی تفصیلات ہم اپنے رسالہ ''حدود آرڈیننس کے محرکات اور اس کے معاشرتی اثرات'' میں لکھ چکے ہیں۔

غرض یہ کہ علماء کی آڑ لے کر دین پر حملے کرنا استعمار کی ایجنڈوں کا ایک ہتھیار ہے۔

ایک سیاسی رہنماء کا یہ بیان بھی ملاحظہ کیجئے:

''ہم مُلّا کی وکٹ پر نہیں بلکہ ذوالفقار کی وکٹ پر کھیلیں گے کیونکہ ہم سیکولر

Marfat.com

ہیں''۔35

سیکولر کسے کہتے ہیں؟

کون لوگ ہیں سیکولر؟ وہ جن کا کوئی مذہب نہیں گویا یہاں بھی ''مُلاّ'' کو اسلام کے ہم معنی استعمال کیا گیا۔

عزیزانِ گرامی!

مولویوں کے خلاف سینوں میں اتنا زہر بھر دیا گیا ہے کہ موقع بے موقع محل بے محل خواہ وہاں مولوی پر تبرّا بھیجنا ضروری ہو یا نہیں مگر بھیجے بغیر چین نہیں ملتا۔

جیسے نعیم بخاری صاحب کا یہ بیان۔

''ڈش انٹینا ہماری گردنوں پر آ گیا ہے ۸۴۰۰ روپے کا ہو گیا ہے۔ گھروں میں عام ہو رہا ہے لیکن ہمارے مولوی ابھی تک بکھیڑوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کہاں رہ رہے ہیں، تاریخ کی گھڑی مڑتی نہیں، چاہے موڑے جائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم اچھے مسلمان تھے مگر آج ہم سب سے گئے گزرے ہیں۔ مولوی فتویٰ دیتا ہے کہ ''تو کافر ہے اور تو مسلمان'' اسلام کا نام لے کر بعض مولوی اور سیاست دان عوام کو دھوکا دیتے ہیں۔ گمراہ کرتے ہیں، ہمیں صبر کی تلقین کی جاتی ہے کہ یہاں دکھ سکھ سہہ لو، دوسرے جہاں میں تمہیں حور ملے گی۔ نہریں بھی اور جنت بھی۔ ہمیں آج تک وعدۂ حور سے بہلایا جاتا ہے اور ہم بہل جاتے ہیں''36

بیان کی بے ربطگی مولویوں کے خلاف ذہن میں ابلنے والے والے جوش و خروش کی غماز ہے۔ اس رو میں اس قدر بہہ گئے کہ جنت و حور و قصور پر بھی تنقید کر گئے۔ حالانکہ یہ وعدہ مولوی کا نہیں اللہ تعالیٰ کا ہے اور پورا قرآن اس پر گواہ ہے۔

مدیحہ گوہر علماء کے خلاف کچھ یوں زہر افشانی کرتی ہیں۔

''ٹیلی ویژن پر عریانی اور فحاشی کا الزام سراسر غلط ہے۔ محض سر سے دوپٹہ اتار دینا عریانی نہیں...... مارشل لا کے دور میں جو کلچر ہم پر مسلط کیا گیا تھا، وہ ہمارا کلچر

Marfat.com

نہیں ہے۔ کچھ مولوی حضرات اس چیز کو مسئلہ بنائے ہوئے ہیں۔انہیں معاشرے کو درپیش دوسرے مسائل نظر نہیں آرہے۔رقص و موسیقی ہمارے کلچر کا حصہ ہیں۔ میں ٹیلی ویژن کو ورلڈ کپ کے موقع پر کلچرل پروگرام کروانے پر مبارکباد دیتی ہوں۔محض چند ڈاڑھی والے آکر بدتمیزی کرتے ہیں، اسمبلیوں میں ٹھڈے مارے جاتے ہیں۔الیکشن میں عوام انہیں رد کرتے ہیں۔محض غیر ملکیوں کی پشت پناہی کی وجہ سے یہ لوگ اس قدر طاقتور ہو گئے ہیں"۔37

عہد نبوی ﷺ میں اسلام کے خلاف ایسے پرجوش غیظ و غضب کا کافرانہ مظاہرے پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا:

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ۔ 38

"ان کی عداوت تو ان کی زبان سے ظاہر ہو چکی اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ (خطرناک) ہے، اگر تم عقل مند ہو تو ہم نے تمہارے لئے آیات بیان کر دیں"۔

نیز فرمایا:

عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔ 39

"وہ تم پر مارے غصے کے انگلیاں چباتے ہیں۔ کہہ دو کہ اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ! اللہ تعالیٰ دلوں کے راز بخوبی جانتا ہے"۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ آج کے دور میں صرف مسلمانوں ہی کی غیرت اتنی گہری نیند سوئی ہوئی ہے کہ اپنے مذہبی رہنماؤں کے خلاف ہرزہ سرائی پر بھی جاگتی نہیں۔ ورنہ کسی عیسائی، ہندو، پارسی، سکھ یا یہودی رہنما کے خلاف کوئی بات کر کے تو دیکھے۔ ان مذاہب کے عوام تو عوام حکمران تک آسمان سر پر اٹھا لیں گے اور اسے اس کے انجام سے ہمکنار کر کے دم لیں گے۔

Marfat.com

حد تو یہ ہے کہ لندن کے مشہور ہائیڈ پارک میں بھی جہاں آزادیِ اظہارِ رائے کا ہر کسی کو پورا حق حاصل ہوتا ہے۔ ملکہ اور پوپ کے خلاف کچھ کہنے کی قطعاً اجازت نہیں۔

علماء کرام ملت اسلامیہ کے ماتھے کا جھومر ہیں اگر انہیں اسلامی حکومتوں میں منصب عطا کیا گیا تو وہیں اعلائے کلمۃ اللہ پاداش میں ان کی پیٹھوں کو کوڑوں سے لہولہان بھی کیا گیا استعمار کے ایجنٹوں نے ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں ان کو درختوں سے الٹا لٹکا کر ان کے سروں کے نشانے باندھے...... تو کہیں ان کو درختوں سے باندھ کر ذبح کیا گیا...... کہیں ان کی املاک قرق کی گئیں کہیں نذر آتش اور کہیں کالے پانی کی سزا سنا کر اپنے جذبات کو تسکین پہنچائی۔

عالم اسلام میں علماء کی یہ حالت قابل ذکر ہے اللہ تعالیٰ کی عدالت نے علماء کے استیصال کرنے والوں کے لئے یہ سزا سنائی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ أُولَئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ۔ 40

"بیشک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے ہیں انبیاء کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں عدل وانصاف کا لوگوں میں سے تو خوشخبری دو انھیں دردناک عذاب کی یہ ہیں وہ (بدنصیب) اکارت گئے جن کے اعمال دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مددگار۔"

Marfat.com

ماخذ و مراجع

1- سورہ المجادلہ پ ۲۸ آیت ۱۱

2- سورہ الزمر پ ۲۳ آیت ۹

3- سورہ فاطر پ ۲۲ آیت ۲۸

4- سورہ العنکبوت پ ۲۰ آیت ۴۳

5- یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ ۱۳۷ از ڈاکٹر جیلانی برق

6- یورپ پر اسلام کے احسانات صفحہ ۱۴۲ بحوالہ معرکہ مذہب وسائنس

7- شہاب نامہ صفحہ ۱۵۷ از قدرت اللہ شہاب مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 2006

8- شہاب نامہ صفحہ ۱۵۸

9- تختہ دار کے سائے تلے صفحہ ۲۶۱ از جاوید ہاشمی مطبوعہ جہانگیر بکس اپریل ۲۰۰۷

10- مسلمانوں کا سیاسی عروج وزوال از کیرن آرم سٹرانگ صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵ مطبوعہ نگارشات پبلیشرز لاہور

11- مسلمانوں کا سیاسی عروج وزوال صفحہ ۱۷۸ از کیرن آرم سٹرانگ مطبوعہ نگارشات لاہور

12- مطالعہ پاکستان از گل شہزاد سرور و فرحت شہزاد صفحہ ۳۵۶

13- شہاب نامہ صفحہ ۴۸۸، ۴۸۹

14- جریدہ ۳۴، ۲۰۰۶ جلد ششم مضمون روایت اور جدیدیت کی کشمکش مضمون نگار سید خالد جامی / عمر حمید ہاشمی صفحہ ۱۱۱ (تین) بحوالہ تہذیب الاخلاق (۲) ص ۱۹۲)

15- شہاب نامہ از قدرت اللہ شہاب صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۶

16- شہاب نامہ صفحہ ۱۰۴

Marfat.com

17- جریدہ چونتیس ۳۴ ۲۰۰۶ء جلد ششم صفحہ تیئیس XXIII مطبوعہ شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی بحوالہ تہذیب الاخلاق ص ۱۹۲۔۱۹۴
18- ایضاً صفحہ چودہ XIV بحوالہ مجموعہ لیکچرز محسن الملک ص ۳۶۷
19- جریدہ چونتیس ۳۴ ۲۰۰۶ صفحہ بائیس XXII بحوالہ مکمل مجموعہ لیکچرز، ۱۸۵، ۱۸۶
20- ایضاً صفحہ ستر LXX بحوالہ غلط مذہب نمبر ۴ صفحہ ۱۶
21- ایضاً صفحہ اکہتر LXXI بحوالہ غلط مذہب ص ۴
22- ضیاء النبی جلد ششم صفحہ ۲۵۴ بحوالہ قوی الشر المتحالفہ
23- ضیاء النبی جلد ششم صفحہ ۲۵۴ بحوالہ قوی الشر المتحالفہ
24- ماہنامہ جام نور دہلی مئی ۲۰۰۵
25- روزنامہ جنگ ۱۶ جنوری ۱۹۹۲
26- (سورہ احزاب آیت ۳۳ پ ۲۲)
27- روزنامہ جنگ ۱۶ فروری ۱۹۹۲
28- اکیسویں صدی اور ہمارے علماء صفحہ ۷۴ از پروفیسر علی حسن مظفر مطبوعہ انجمن ارتقائے ملت گوجرانوالہ فروری ۲۰۰۳
29- اکیسویں صدی اور ہمارے علماء صفحہ ۵۷
30- روایات اصل دین نہیں صفحہ ۱۸ از پروفیسر علی حسن ظفر مطبوعہ ویز ۲۰ یبل اسلامک پبلی کیشنز VIP لاہور ایڈیشن سات ۲۰۰۴
31- مسلمانوں کو فکری اغوا صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵ از مریم خنساء مطبوعہ دار الکتب سلفیہ بحوالہ ویڈیو جنریشن ص ۳۱
32- نوائے وقت ۱۹ دسمبر ۱۹۹۱
33- سورہ الزمر آیت ۳ پ ۲۳
34- روزنامہ جنگ ۱۶ فروری ۱۹۹۲ء
35- روزنامہ جنگ ۱۹ مئی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

36- جنگ ۲۶ جون ۱۹۹۲ء

-37

38- سورہ آل عمران آیت ۱۱۸

39- سورہ آل عمران آیت ۱۱۹

40- سورہ آل عمران آیت ۲۱،۲۲ پ ۳

Marfat.com

باب نمبر 12

زخموں سے رستا لہو

ہاں تاریخ کو جھٹلانے والے نادان انسانو!
مکاری کے چوراہے پر جھوٹی اور فرضی کامیابیوں کے مینا بازار لگانے والے حکمرانو!
اللہ ورسول ﷺ سے بغاوت پر آمادہ اے شقی القلب لوگو!
دامن اسلام کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کے پھندے میں گرفتار دانشورو!، صحافیو!، وکیلوں، استادو!

کیا تاریخ کی کتابیں اتنی بوسیدہ ہوگئیں ہیں کہ اب انہیں پڑھا بھی نہیں جا سکتا؟
کیا حالات اتنے دھندلا چکے ہیں کہ انہیں دیکھا بھی نہیں جا سکتا؟
کیا ہمارے اکابر ہمارے شاندار ماضی اور دردناک تاریخ کو بھول چکے ہیں کہ ہم اس تاریخ کو سن بھی نہیں سکتے؟
نہیں ایسا نہیں!
تو پھر حالات دوبارہ مشرقی پاکستان کا دردناک منظر کیوں پیش کر رہے ہیں؟
ہم نے سو سال تک ہندوستان پر حکمرانی کی، ہمارے حکمران عیش وعشرت کے دلدادہ ہوگئے اور ہمارے عوام بے حسی کا شکار ہوگئے تو یہ سلطنت ہم سے چھن گئی غلامی کے قلاوے ہماری گردنوں میں ذلت کا ہار بن کر نمایاں ہوگئے تو بادشاہ وقت کو ناشتے میں اسی کے شہزادوں کے سر پیش کیے گئے۔
لیکن قوم کی اجتماعی توبہ...... اپنے رب سے عہد کہ ایک خطۂ زمین عطا کر دے جہاں

Marfat.com

تیرا ہر حکم بجالائیں گے ہر طرف تیرا قانون ہوگا تیرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام ہوگا۔

مولا ہمیں وطن دے دے...... ہمیں ہندو بنیئے کی غلامی سے نجات دے دے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اُس زمین پر نظام مصطفیٰ قائم کریں گے......

پردہ نشین خواتین اُمّت کے آنسوؤں سے بھیگے آنچل رحمت خداوندی کے لیے بارگاہِ ایزدی میں پھیل چکے تھے...... سجدوں میں سر رکھے بزرگوں کی داڑھیاں اشکوں سے تر تھیں...... جوانوں کے سینے نورِ توحید سے جگمگاتے، بتوں کے ملک میں صدائے توحید بلند کررہے تھے ہر ایک کے لبوں پر یہی دعا تھی یا الہ العالمین صرف ایک وطن دے دے تیری عظمت وجلال کی قسم ہم اس زمین پر تیرا دین نافذ کردیں گے۔

دعائیں قبول ہوگئیں

لیکن!

پھر کیا ہوا؟

عہد توڑ دیا گیا۔

اللہ سے کیے گئے وعدے کو پس پشت ڈال دیا گیا...... آنسوؤں سے سے بھیگے آنچل جلا کر پھینک دیئے گئے...... پردہ نشین خواتین لباس سے آزاد ہونے کی کوششیں کرنے لگیں...... داڑھیوں کو اشکوں سے تر کرنے والے داڑھیوں سے بے نیاز ہوگئے نورتوحید سے جگمگانے والے سینے فسق وفجور کے اندھیروں میں ڈوب گئے۔

تو قہر الٰہی سقوط ڈھاکہ کی شکل میں نمودار ہوا۔ محلات جلنے لگے مسلمان، مسلمان کا گلا کاٹنے لگا۔

نہیں نہیں بلکہ قاتل رقصِ بسمل کا تماشا دیکھ کر قہقہے لگانے لگا...... درندگی و وحشت کا وحشیانہ ناچ اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا، موت کی دکانیں کھل چکی تھیں مسلمان، مسلمان کا دشمن ہو چکا تھا درندگی کا یہ عالم تھا کہ چٹانوں کے کلیجے پھٹے جارہے تھے، پہاڑ لرز اٹھے تھے، درخت چیخنے لگے تھے درندگی کا یہ عالم تھا کہ بھیڑیئے شرمارہے تھے لیکن اس کو رحم نہیں آیا۔

ماں کی گود سے معصوم جان کو ہوا میں اچھالا جاتا اور اس نازک کلی کو نیزے کی انی

Marfat.com

میں) پروکرزمین پر پٹخ دیا جاتا...... خاوند کو درخت سے باندھ کر اس کی عصمت شعار بیوی کی عزت لوٹی جاتی ۔ باپ کو درخت کے ساتھ الٹا لٹکا کر اس کی حور صفت بیٹیوں پر مجرمانہ حملے کیے جاتے، مسلمان کی املاک شعلوں کی لپیٹ میں تھیں کروڑوں روپے کی دولت آگ کی نظر ہو چکی تھیں ۔ کارخانوں کو تہس نہس کر دیا گیا تھا، قیمتی سامان سے بھری ہوئی دکانیں لٹ رہی تھیں ۔

عزیزان گرامی!

تخیل کی پرواز پر خیالات کے مرجھائے ہوئے گلدستے نہیں ہیں بلکہ حقیقت پر مبنی واقعات کی حقیقی تصویر ہیں جن سے آج بھی لہو رس رہا ہے ۔

اور آج پھر بساط وحشت و درندگی اپنے عروج پر ہے، آج پھر سقوطِ ڈھاکہ کا منظر اسٹیج پر دکھایا جانے والا ہے

مشرقی پاکستان میں جن عوامل و محرکات نے خونی ڈرامہ کے لیے اسٹیج سجائی تھی، آج وہی عوامل وہی محرکات مغربی پاکستان میں وحشیانہ قتل گاہوں کی صورت میں پاکستان کے منظرنامے پر ابھر رہے ہیں ۔

اور پھر وہی ہو گا وحشت و بربریت کا ننگا ناچ اور پھر نیازی جیسا جرنیل اپنی کئی لاکھ شیر دل فوج کے اور بے اندازہ اسلحہ و بارود کے باوجود ہمیں گھٹنے ٹیکتا ہوا اور ایک کمینہ دشمن کے ناپاک ہاتھ سے جوتا کھاتا ہو نظر آئے گا۔

اے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے والو!

کیا یہ ذلت و رسوائی تم برداشت کر لو گے؟

اے پاکستان کے حکمرانو!

تمہیں وہ بحری قزاق نظر کیوں نہیں آ رہے جو تمہارے گرد اپنا حلقہ تنگ کرتے چلے آ رہے ہیں ۔

اے پاکستان کے محافظو!

صرف تمہاری زندگیوں کا سوال نہیں یہاں تو 16 کروڑ معصوم جانوں کے تحفظ کا

Marfat.com

سوال ہے......ان کی عزت وناموس کا سوال ہے......ان کے دین وایمان کا سوال ہے۔

عزیزان گرامی!

لیکن یہاں تو منظر ہی عجیب ہے اتنا بھیانک منظر تو ہمیں اسپین میں طوائف الملوکی کے دور میں بھی نظر نہیں آتا جتنا دردناک منظر ہم آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

آج ہم اقتدار کے حصول کے لیے M.M.A تو تشکیل دے دیتے ہیں لیکن ملت اسلامیہ کے اتفاق کے لیے کوئی لائحہ عمل تشکیل نہیں دیتے۔

آج ہم حصول حکومت کے لیے) اے پی سی A.P.C کے اعلامیے تو پڑھتے ہیں لیکن ملک کی حفاظت کے لیے کوئی اتحاد تشکیل نہیں دیتے۔

آج ہمارے سیاستدان صوبائی اور علاقائی تعصب کا زہر پھیلا رہے ہیں......آج وہ مولوی جو کہا کرتے تھے کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں تھے آج اس ملک میں فرقہ واریت کا زہر پھیلا کر ملک میں نفرت وحسد کی آگ بھڑکا رہے ہیں

تو دوسری جانب روشن خیالوں کا ریوڑ ملک سے اسلامی اقدار کو ختم کرنے کے لیے سانحہ نشتر پارک جیسے سانحات کو جنم دے رہا ہے اور ان کے ساتھ ان فرقہ ورانہ مولویوں کا دستہ بھی موجود ہے جو پیغمبر اسلام کی ولادت کے جشن کو بدعت سے موسوم کر کے اور ان جلسوں میں خود کش حملوں کو جائز قرار دے کر اس ملک کو فرقہ واریت کی آگ میں دھکیلنا چاہتا ہے۔

ملتِ اسلامیہ کی حالتِ زار پر خون کے آنسو رونے والے مسلمانو!

اگر پاکستان نہ رہا تو تم بھی نہ رہو گے اگر یہ ملک ختم ہو گیا تو تم بھی ختم ہو جاؤ گے۔

اے زندگی کا تمسخر اڑانے والے نادان لوگو!

پھر تمہارے ساتھ بھی وہی کچھ ہو گا جو عراق وافغانستان میں تمہارے ہم مذہبوں کے ساتھ ہوا۔

تمہارے نوجوان بیٹوں کو بھوکے شیروں کے پنجروں میں ڈال دیا جائے گا تمہارے بوڑھوں کو قتل کر دیا جائے گا تمہارے بچے یتیم اور تمہاری جوان بہنیں بیوہ ہو جائیں گی۔

اے لوگو!

Marfat.com

حالت اگر یونہی رہے تو یہ خیالی منظر بہت دور نہیں بلکہ بہت جلد عذاب الٰہی کی صورت میں نمودار ہونے والا ہے۔

اور اے خواب غفلت میں ڈوبے لوگو!

یہ منظر کوئی خیالی تصور نہیں بلکہ عراق وافغانستان میں تمہارے ہم مذہبوں کے ساتھ عملی طور پر ہوا ہے آج گلوبلائزیشن کے دور میں یہ سارے دردناک مناظر تمہاری آنکھوں اور احساس سے عاری جسم نے بھی اپنی روح پر محسوس کیے ہوں گے۔ان تمام واقعات کی تفصیل تو میرے لیے ممکن نہیں صرف ایک واقعہ، ایک مسلمان دوشیزہ کا خط ملاحظہ کیجئے۔

''ابوغریب کی ایک مسلمان مظلومہ کا خط خون کے آنسوؤں سے لکھی گئی تحریر

فلوجہ، خالدیہ اور رمادی کے مکینوں کے نام جو میرے ہم زبان ہم وطن احساس اور ہمدردی سے تہی ان لوگوں کے نام جو میرے ہم مذہب میرے ہم فکر ہیں

اے میرے بھائیو! اے میری بہنو!

میں نور ابوغریب کی بے دست و پا لڑکیوں میں سے ایک بے بس لڑکی، آپ کی بے خطا بہن، سگریٹوں سے داغے اور لہو رستے ہاتھوں سے قلم تھامے آپ سے مخاطب ہوں میں اپنی داستان کہاں سے شروع کروں، ابوغریب جیل میں محبوس بہنوں اور بیٹیوں کے غم اور ان پر بیتے ظلم وستم میں کیسے بیان کروں جو مصائب و آلام ہم نے جھیلے انہیں بیان کرنے، انہیں سپرد قلم کرنے کی طاقت مجھ غریب میں کہاں بس آپ یہ جان لیں ہمارے پاکیزہ دامن اور ردائے عزت کے آنچل پھٹ کر تار تار ہو گئے ہیں ہم امریکی درندوں کی صلیب ہوس کا شکار ہو چکے ہیں انہوں نے ہمارے جسموں کے ساتھ ہماری روحوں کو بھی جھلسا دیا ہے۔

آپ تو بس اتنا جان لیں ہر رات جب ان کی ہوس، ان کی شیطانیت سفاکی کا ہولناک کھیل شروع کرتی ہے تو ہم میں احتجاج کی سکت بھی نہیں ہوتی ہماری عصمت لٹ چکی، ہماری ناموس، ہماری عزت مٹی میں مل چکی اب تو صرف موت بچی ہے، ہم مرنے کے منتظر ہیں ہمارے پاس زندہ رہنے کے لیے بچا ہی کیا ہے۔

Marfat.com

مگر اے آزاد فضاؤں میں رہنے والو! تم جان لو! جب تم اللہ کی نعمتوں سے شکم سیر ہوتے ہو تو ابوغریب کی یہ مظلوم عورتیں بھوک سے بلکتی ہیں جب تم ٹھنڈے مشروبات پیتے ہو تو پیاس سے بلکتی تمہاری بہنوں کو پانی کا پیالہ بھی نصیب نہیں ہوتا، جب تم نرم وگداز بستر پر سوتے ہو تو تمہاری بہنیں کانٹوں پر لوٹتی ہیں اور درندوں کا قہر سہتی ہیں جب تم خوشبوؤں اور مسرتوں کے جھولے جھولتے ہو تو ہمارا بدن آنکھ بن کر اپنی بربادی اپنی تباہی پر آنسو بہاتا ہے، ہم روز پھاٹکوں پر نظر جمائے رکھتی ہیں کہ شاید اب کوئی آئے اور ہمارے پاؤں کی بیڑیاں کھول کر کہے جا میری بیٹی جا میری بہن تو آزاد ہے۔

ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی راہ تکتے تکتے پتھرا چکی ہیں ہمیں ہوس کے تیز دھار آلے آہستہ آہستہ کتر رہے ہیں مگر ویران ساحلوں پر کسی محمد بن قاسم کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دیتی ہم نے پڑھا تھا رومیوں نے عراق کی ایک بیٹی کے دامن پر ہاتھ ڈالا تھا تو اس کی فریاد معتصم باللہ تک پہنچی، سلطان اسی وقت تخت سے اترا اور قہر بن کر رومیوں پر ٹوٹ پڑا لیکن آج دنیا میں ہماری صدا سننے والا کوئی نہیں، کوئی نہیں جس کے کانوں میں ہماری آواز پہنچ سکے، جو ہماری صدا، ہماری چیخیں سنا سکے، خدا کے لیے ہماری آواز سنو! ہمیں کہیں سے زہر لادو ہم اللہ اور اس کے رسول کی ماننے والیاں ہیں ہم کافروں کے بچے نہیں جن سکتیں۔

نور کا یہ خط ''البصرہ'' ویب سائٹ پر جاری ہوا پہلے عربی اخبارات میں شائع ہوا اور پھر دنیا بھر کے رسائل، جرائد اور پرچوں نے اس کا ترجمہ شائع کیا۔

نوران درجنوں معصوم عراقی لڑکیوں میں سے ایک ہے جو ابوغریب جیل میں امریکیوں کے بدترین ٹارچر سے گزر رہی ہے۔

نور نے یہ خط ۱۰ مئی ۲۰۰۴ کو تحریر کیا تھا آج تین سال کا عرصہ گزر گیا ان چند سالوں میں یہ خط پورے عالم اسلام تک پہنچا ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کی دلدوز چیخیں سن کر تو عالم

Marfat.com

اسلام میں قیامت ہو جانی چاہیے تھی

اے عظمت و وقار کے حامل لوگو! یہ نور اور اس جیسی کئی مسلمان دوشیزائیں جو درندوں کا قہر سہہ رہی ہیں ان میں علما و مشائخ کی صاحبزادیاں بھی ہیں اور ان ارباب اقتدار کی شہزادیاں بھی جنہوں نے کبھی مخمل کے بغیر زمین پر قدم بھی نہ رکھا تھا ان میں نام و نسب کی حامل وہ پردہ نشین دوشیزائیں بھی ہیں جن کو سورج کی کرنوں نے بھی بے پردہ نہیں دیکھا تھا

اے عزیزو!

اگر حالات یہی رہے تو جو کچھ نور کے ساتھ ہوا وہی سب کچھ تمہاری بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ بھی ہوگا۔

اے علماء کرام) و مشائخ عظام!

ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے عرض کروں گا اپنی قوم کو بچا لیجئے! اپنے اسلاف کی قربانیوں اور پاکستان کی بنیادوں میں ان کے بہنے والے لہو کی لاج رکھ لیجئے ورنہ ابو غریب کی نور کی طرح پاکستان کی ان گنت نور بھی صلیبیوں کی ہوس صلیب کی بھینٹ چڑھ جائیں گی۔

اے مخلصین وطن و مذہب!

یہ نور کون ہے؟

اور اس سے تمہارا رشتہ کیا ہے؟

اور یہ رشتہ تمہارا اس سے کس نے جوڑا ہے؟

یہ برادری کس نے قائم کی ہے؟

یہ برادری خدا کی قائم کی ہوئی ہے، ہر انسان جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا اقرار کیا وہ اس برادری میں شامل ہو گیا، خواہ وہ امریکی ہو یا روسی، بخارا کا ہو یا سمرقند کا وہ کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتا ہو یا پھر کسی بھی وطن کا، وہ اس برادری میں شامل ہو گیا پھر تمام دنیا اس کا وطن اور تمام قومیں اس کی عزیز ہیں دنیا کے تمام رشتے ناطے ٹوٹ سکتے ہیں مگر یہ رشتہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا ممکن ہے کہ ایک باپ اپنے بیٹے سے منہ موڑ لے...... ایک ماں اپنے گود کے بچے کو خود سے الگ کر دے...... ہو سکتا ہے کہ ایک بھائی دوسرے

Marfat.com

بھائی کا دشمن ہو جائے...... اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا کہ تمام عہد اخوت، خون اور نسل کے باندھے ہوئے پیمان وفا ومحبت کے جام ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جائیں اور ان پیمانوں میں بھری ہوئی شراب محبت بہہ جائے۔ مگر جو رشتہ ایک چین کے مسلمان کو افریقہ کے مسلمان سے...... ایک عرب کے بدو کو تاتار کے چرواہے سے ہے دنیا کی کوئی ایسی طاقت نہیں جو اس برادری کی اس الفت ومحبت کو جو رسول اللہ ﷺ کی نسبتِ محبت سے اخوت کی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے کوئی لوہا) اس زنجیر کو نہیں توڑ سکتا اور کوئی تلوار اس کو نہیں کاٹ سکتی۔

اے عزیز ہم وطنو!

اے ملت اسلامیہ کے لہو رستے جسم پر سراپا ماتم لوگو!

اگر یہ سچ ہے تو ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ اس آسمان کے نیچے مسلمانوں کی لاشوں کو تڑپتا دیکھتے ہیں لیکن اپنے سینوں میں اس کی تڑپ محسوس نہیں کرتے

اے غیور قوم کے فرزندو!

اگر یہ حقیقت ہے تو خون کے فوارے دیکھ کر ہمارے منہ سے دل وجگر کے ٹکڑے کیوں نہیں گرتے۔

اے اپنے اسلاف کے نااہل جانشینو!

اگر آج عرب کے مسلمان کے پاؤں میں چبھنے والے کانٹے کی تکلیف ہم اپنے دل میں محسوس نہیں کرتے تو بخدا ہم مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں۔

عزیزان گرامی!

اس افتراق وانتشار کی آندھی کو...... اس ظلم وبربریت کے طوفانوں اور اس نفرت کی آگ کو قدرت کی طرف سے ایک انتباہ سمجھو تم نے ابھی تک عراق وافغانستان کی داستانیں سنی اور ان کے زخموں کے خونی مناظر ٹی وی پر دیکھے ہیں۔ لیکن خدا وہ دن لائے جب مستقبل کے سیاح ماضی کے کھنڈر دیکھ کر یہ کہیں گے کہ یہاں کسی زمانے میں ایک نظریاتی ملک آباد تھا۔ جس کا نام پاکستان تھا جسمیں چودہ کروڑ انسان بستے تھے اس ملک کو ان گنت اور لازوال قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا تھا انہیں بھی ایک عبرتناک تباہی کا سامنا کرنا پڑا

Marfat.com

وہ صرف اس لیے کہ وہ اپنی کوتاہی عمل کے جواز کے لیے خدا اور رسول کے احکام کی تاویلیں کرتے تھے۔ انہوں نے قرآن سے درس حیات لینا ترک کر دیا تھا قرآن انہیں اتحاد و اتفاق کا درس دیتا تھا لیکن یہ انتشار و افتراق کو اپنا نصب العین قرار دیتے تھے۔ خدا نے انہیں حکم دیا تھا کہ اس کی راہ میں جہاد کرو لیکن یہ مغرب کے سفاک آقاؤں کو اپنا محافظ و نگہبان سمجھ کر آپس میں دست و گریباں ہو رہے تھے، بربریت کا بے پناہ طوفان ان کے دروازے پر دستک دے رہا تھا لیکن وہ آنے والی تباہی سے آنکھیں بند کیے لفظوں کی گولہ باری کر رہے تھے۔

اے لوگو!

اے سیاسی انتشار کے دلدادہ سیاسی پنڈتو!

اے فرقہ واریت کے نقیبو!

اے وطن عزیز کی نادان دیمکو!

اگر حالات یونہی رہے تو پاکستان کا انجام عراق و افغانستان کے شہروں سے مختلف نہیں ہوگا، تم نے شعلوں کو اپنے گھر کا راستہ دکھایا ہے اور آگ صرف جلانا جانتی ہے۔

اور یاد رکھو!

جب وہ جلائے گی تو محلوں اور جھونپڑیوں میں تمیز نہیں کرے گی۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

تمہارے علماء کی فتنہ پردازیاں، امراء کی غداریاں اور ارباب اقتدار کی ناعاقبت اندیشی اور سیاست دانوں کی مفاد پرستیوں کے باعث تمہارے اندر ایک ناسور جنم لے چکا ہے اور قدرت جب جراحی پر آمادہ ہوتی ہے تو اس کا تیز اور نوکیلا نشتر گندے خون کے ساتھ صاف خون بھی نکال دیتا ہے۔

ملتِ اسلامیہ کے غیور جوانو!

آج اسلام کو ایسے دل کی ضرورت ہے جو خدا کے سوا کسی سے خائف نہیں......

ایسی گردن کی ضرورت ہے جو خدا کے سوا کسی اور کے سامنے جھکنا نہیں جانتی......

ایسی تلوار کی ضرورت ہے جو خم کھانا نہیں جانتی......

Marfat.com

اسلام کوایسے مخلص، جانثار، باوفا، نیک خوانسانوں کی ضرورت ہے جواپنوں سے غداری نہیں کرتے۔ان علماء کی ضرورت نہیں جو کفار کے حق میں فتوے دیتے ہیں، اس اسلامی نظریاتی۔ کونسل کی ضرورت نہیں جو حدود اللہ کو پامال کرنے کی سفارشات کے مسودے پر دستخط کرتی ہے۔

ان سیاستدانوں کی ضرورت نہیں جو اسلام کا نام لے کر پارلیمنٹ سے مراعات سمیٹتے ہیں اسلام کا نفاذ تو کجا ان کے ہوتے ہوئے ایک غیر اسلامی بل پاس ہو جاتا ہے لیکن مراعات چھوڑنے کے بجائے وہ اسلامی حدود کو نافذ کرنے کے مطالبے سے ہی عملاً دستبردار ہو جاتے ہیں۔

ہمیں ان حکمرانوں کی ضرورت نہیں جو جمعے کی چھٹی کو منسوخ کر دیتے ہیں اور نہ ان روشن خیالوں کی جو اغیار کے اشاروں پر ملت کی پاکیزہ تہذیب وثقافت پر شب خون مارتے ہوں۔

اے عظمت وعزت کے طلب گار مسلمانو!

تمہارے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ تم اپنی پچھلی کوتاہیوں سے توبہ کر کے مستقبل کی فکر کرواور آنے والی مصیبت کے لیے متحد ہو جاؤ۔

یادرکھو!

اگر تمہیں اب بھی ہوش نہ آیا تو چنگیزیت پھر سندھ اور جہلم کے دریاؤں کو بیک وقت تمہارے خون سے سرخ کر دے گی۔

خود کو تاجدار دو عالم ﷺ کے قدموں میں ڈال دو

یادرکھو!

تمہارے ان زخموں کا علاج مدینے کے شفا خانوں میں ہے اور اگر آج تم نے اپنا سر نیاز تسلیم خم کر دیا بارگاہ رسالت میں، تو تمہاری ذلت عزت میں......پستی بلندی میں......درد شفاء میں......غمی خوشی میں......اور زوال کمال میں بدل جائے گا۔

قدموں پہ شاہِ دیں کے جب ہوگا سر ہمارا تب اوج پر ہمارا جاہ و جلال ہوگا

بزرگ خواتین
عنایت عارف
اسلامی اخلاق و آداب
کڑوا سچ
اوراد و وظائف
مفتاح السالکین
منہاج العابدین
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ، لاہور
Voice: 042-7248657
Mobile: 0300-9467047

Marfat.com